

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224894

UNIVERSAL
LIBRARY

۲۹۷۶۹۱۲۷۱
۷۲۳۵۴ نور الدین محمد

احمد حسین المأبدا
حیات نور الدین محمود

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷۶۹۱۲۷۱

Accession No. ۷۲۳۰۴

Author نور الدین محمد

Title احمد حسن الم آبادی

حیات نور الدین محمد

This book should be returned on or before the date last marked below.

U 2304

RECEIVED 1963

CHECKED 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم پھلا حصہ آقسنقر اور شہید تابک کا زمانہ حکومت

مکتبہ الملک عادل سلطان نور الدین محمود (نور الدین مرقدہ) ایشیائین
 ایک جلیل القدر مورفرا نروا گزرا ہے جو اپنے نمایان کارناموں سے دنیا اسلام
 میں قدرت الہی کا ایک کرشمہ مانا گیا ہے یہ وہ اوس پُر آشوب زمانہ میں تھا جسوقت
 تمام ممالک شام پر عیسائی مُسلط ہو رہے تھے صرف حلب - حمص - حماة - دمشق -
 باقی رہ گئے تھے اور خلافت عباسیہ بغداد میں اندرونی اور بیرونی حادثات
 سے کمزور ہو رہی تھی اور دولت علویہ یا فاطمیہ کا آفتاب اقبال مصر میں لب لبام
 آگیا تھا۔ اس کے خاندان حکومت کو بعض مورخ دولت زنگیہ یا بنی زنگی سے تعبیر
 کرتے ہیں کیونکہ قسیم الدولہ آقسنقر زنگی اس خاندان کا جدِ اعلیٰ ہے اور کوئی اسکو
 دولت انا کہہ بھی کہا کرتا ہے اسوجہ سے کہ اس خاندان کی ابتدا شہید تابک سے

فی اخبار الدولتین میں تحریر کرتے۔

”کان آقسنقر تہ کیا من اصحاب السلطان کر الدین ملکشاہ البیلسلوان“

آقسنقر ترکی تھا سلطان رکن الدین ملکشاہ بن اہلسلان کے مصاحبین سے تھا۔

اس فقرہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آقسنقر۔ زنگی غلام نہ تھا بلکہ ترکی الاصل اور ملکشاہ کا مصاحب تھا۔ صاحب کا لفظ۔ عربی میں مصاحب ہمیشین۔ ساتھی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر آقسنقر اس کا مملوک ہوتا تو اس کے واسطے اصحاب کا لفظ تعلق نہ ہوتا۔ وہ اس کی ہمیشین اور مصاحبیت ہی کی وجہ سے اس۔ ایسا مانوس اور اس کو اس قدر عزیز رکھتا تھا کہ اس کی جدائی اس کو شاق تھی۔ وہ ہمیشہ ہر کام میں اس کے مشورہ کرتا تھا۔ یہی امر امراء اور اراکین دربار کو ناگوار کر رہا تھا۔ اسی وجہ سے نظام الملک وزیر نے اس کی علیحدگی کی یہہ تدبیر نکالی تھی کہ آقسنقر کو ملکشاہ سے

صلنائیں۔ علامہ موصوف نے تاریخ دمشق کو دوم نہ مختصر کیا پہلی بار میں جلد وین اور دوسری بار وین جلد وین میں تحریر کیا۔ اس کی مشہور تصانیف سے کتاب الروضین فی اخبار الدولتین۔ شرح الحدیث المتفق فی مبعث المصطفیٰ۔ صواعق الساری الی معرفۃ الباری۔ المحقق فی علم الاصول فیما یعلق بافعال الرسول وغیرہ وغیرہ ہیں۔ علاوہ ان کتابوں کے اور کتب پہلی ٹکی تصانیف سے ہیں جن کو ہم نے نظر اختصار درج نہیں کیا۔

۱۔ اس کی کنیت ابو علی اور لقب نظام الملک قوام الدین اور نام حسن تھا علی بن اسحاق بن عباس کا لڑکا تھا۔ بعض مؤرخین اس کو روستا زادہ اور علامہ سمحانی نے کتاب الانساب میں اس کو ناد (طوس) کے اطراف میں ایک چوٹا سا شہر ہے) کا رہنے والا تحریر کیا ہے۔ گیارہویں ذیقعدہ یوم جمعہ ۶۸۴ میں پیدا ہوا۔ اور علوم حدیث و فقہ کی تکمیل تحصیل کر کے علی بن شادان مستملخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر کے داؤد بن میکائیل سلجوقی کے پاس چلا گیا اس نے اس کو اپنے لڑکے اہلسلان کی تعلیم و تربیت و تالیفی پر مقرر کر لیا۔ داؤد کے مرنے کے بعد جب اہلسلان حکومت کی کرسی پر بیٹھا تو اس نے اپنے لایق استاد اور

(باقی صفحہ میں)

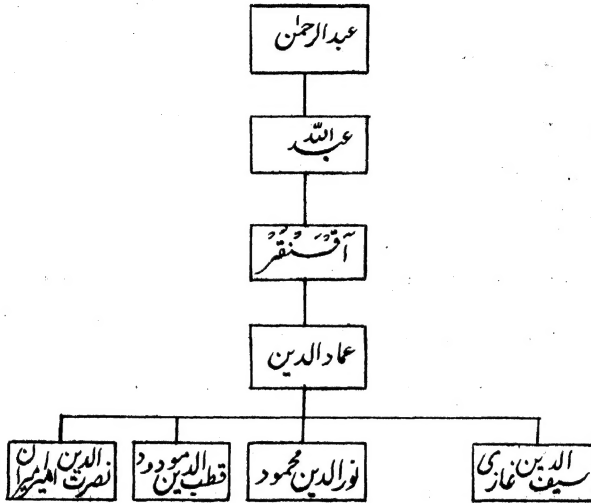
کہیں کنر حلب کا حاکم مقرر کر کے اسکو اوس کے نظرون سے علیحدہ کر دیا تھا۔ کوئی ان تعلقات کے دیکھنے اور سننے سے یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ آقسنقر ملک شاہ کا ملک تھا ملک اور مالک کے یہ برتاؤ نہیں ہوتے۔ ہمارے اس عمومی کی اس سے متبر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ علامہ موصوف چند فقرات کے بعد یوں تحریر کرتا ہے۔
 ”فکان قسیم الدولہ من اصحابہ و عمر زنی معہ فی صغرہ و استقر فی صحبتہ
 المحسن کبراً فلما افاضت السلطنۃ بعد امیہ الیہ جعلہ من اعیان
 امراءہ و اخصل ولیائہ و اعتمد علیہ فی مهماتہ و زاد قدرہ علو الی
 ان صار تیقیہ مثل نظام الملک البوزیر مع تحکمہ علی السلطان
 و تمکنہ من المملکۃ فاشرف نظام الملک علی السلطان ان یولی آقسنقر
 مدینہ حلب آزاد بذلت ان یبعد لا یوجد مہ السلطان
 یخذ عند لا ید بذلت“

قابل قدر انا لبق کو اپنا وزیر بنالیا۔ دس برس بعد جب اہل سلاطنت انتقال ہو گیا اور نظام الملک کی حسن سعی سے ملک آقسنقر حکومت پر بیٹھا گیا۔ تو یہ قدر پر حاوی ہو گیا کہ سلطان سوائے تخت اور شکار گاہ کے کسی دوسری چیز کا مالک نہ رہا تھا سلطنت کا کل انتظام اس کے قبضہ میں تھا سکہ پر تو سلطان ملک شاہ کا نام تھا لیکن قلوب پر اسکا سکہ بیٹھا تھا۔ یہ علماء و فقراء کی بہت عزت کرتا تھا۔ شریعت کا اسقدر پابند تھا کہ جو وقت اذان سننا کل کاروبار کو وہ کسی ہی اہم کیون نہ ہونے اور کو چھوڑ دیتا تھا۔ اس نے شکرمین ایک بہت بڑے دارالعلوم کی ایجاد میں بنا ڈالی اور دو برس کے عرصہ میں اوکو تعمیر کر کے ۵۹۴ھ میں او کی رسم افتتاح کر کے دُور و دراز ملکوں سے تعلیم و تدریس کے لئے پیش فرار مشاہیر و علماء کو بلوایا۔ اس کے زمانہ وزارت میں علمی و تحقیق بہت ہوئی کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہ تھا جہاں اس کا متعدد مدرسہ نہ ہو۔ نہ خالی جہوں۔ قصبہ ہاوند کے قریب ایک میں دینی اسکول کے جو کہ حسن بن صباح موجد فرقہ مشائخ کے فدا یونین تھا اسنے چڑھ کر ایک صرک اسکو شہید کر ڈالا۔ پڑا قہر شیشہ ۱۰۰ معانی ۵۴۴ھ میں ہوا۔

ترجمہ نسبیم الدولہ ملک شاہ کے مصاحبوں میں اور اون میں کہتا جو اس کے ہمراہ لڑکپن میں پرورش کئے گئے تھے وہ ہمیشہ اسیکے محبت میں رہا۔ تا آنکہ بڑا ہوا۔ پس جبکہ اسکے باپ کے بعد اسکو سلطنت ملی تو اوس نے اسکو اپنے سربراہ اور وہ امراء اور خاں دستوں میں شامل کر لیا۔ اور اپنے محل کاموں میں اسپر بہرہ رسہ کر لیا اور اسقدر اسکا مرتبہ بڑا دیا کہ نظام الملک زیر ہی اس سے دبتا تھا باوجودیکہ وہ سلطان پر عادی تھا اور سلطنت پر متمکن تھا اسیوجہ نظام الملک نے سلطان سے تحریک کی کہ آفسنقر کو وہ شہر حلب کا حاکم کر دے۔ اور اس جگہ سے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلطان کی خدمت سے دور کر دے اور اس دوری سے وہ سلطان کے نزدیک قوی دست ہو جائے۔

اس عبارت میں کوئی ایسا فقرہ معلوم نہیں ہوتا کہ جس سے آفسنقر کی غلامی ثابت ہوتی ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ منسلک فی صغیر سے استدلال کیا جائے لیکن ہمارے نزدیک وہ محض ناکافی اور غیر مثبت مد علیہ اسوجہ سے کہ سلاطین عظام کے لڑکے اون کے امراء کے ہم حسن و جم جموں کے ساتھ پرورش کئے جاتے ہیں اور تعلیم و تربیت سیر و شکار میں ساتھ رہتے ہیں۔ اس سے تو آفسنقر کی خاندانی وقعت اور بڑھ گئی اور یہ ثابت ہو گیا کہ آفسنقر کا یہ رسوخ دربار شاہی میں اتنی تھا بلکہ خاندانی تھا۔ اور اس نے سلطان ملک شاہ کے ساتھ اور امراء کے لڑکوں کی طرح تعلیم و تربیت و پرورش پائی تھی۔ باقی رہا اسکا نسب سلسلہ۔ اوسکو اوس زمانہ کے مورخین نے ایسی تاریکی میں ڈال دیا ہے کہ جسکا دوشنبوں کے آگے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن کتب تواریخ سے جہاں تک ہمکو معلوم ہو سکا ہے اوسکو ہم بحسنہ ذیل میں راجع کئے دیتے ہیں۔

سلطان نور الدین محمود زنگی کا شجرہ نسب



آق سنقر کے علوم و تربت پر اس کے عالی مرتبہ اور جلیل القدر ہونے پر علامہ ابن اثیر کی شہادت دیتا ہے۔ ومن الدلائل علی علوم و تربتہ تلقیہ قسلیم الدولہ و کانت الالقاب حشید مصونة لا تقطع الاستحقاق ترجمہ اور منجملہ ابن

۱۰ ابن اثیر ایک ہی صدی میں بین گزرے ہیں اور لطف یہ ہے کہ یہ تینوں بھائی تھے اور ہر ایک انہیں سے فاضل اجل تھا۔ پہلے ابن اثیر کا ابوالسعادت مبارک نام ہے اور مجد الدین لقب ہے علم حدیث میں انکو یہ طولی حاصل تھا۔ ہنایہ اور جامع الاصول کے تصنیفات سے ہیں۔ دوسرے ابن اثیر ابوالعلمی لقب یہ عز الدین ہیں تاریخ کامل کے یہی مؤلف ہیں انکو تاریخ اور انساب عرب میں بہت بڑا فضل تھا اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور تاریخ ایام اتابکہ حسین خاندان نور یہ کے مفصل و اقتصادیچ ہیں انہیں کے تالیفات سے ہیں ان دونوں ابن اثیر کا سلسلہ مقام موصل میں انتقال تیسرے ابن اثیر ابوالفتح نصر الدین کے نام اور ضیاء الدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ انتقال ۳۳۳ھ مقام بغداد میں ہوا۔

دلائل کے جو کہ اس کے عالی مرتبہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں یہ ہے کہ اوسکو قیسم الدولہ کا لقب دیا گیا اور القاب اسوقت محفوظ تھے اوس کے مستحقین کے سوا اور کسی کو نہیں دئے جلتے تھے۔ علاوہ اس کے غلام کیسا ہی اپنے اقل کے نظروں میں عزیز کیوں نہ ہو لیکن اوسکو کوئی مورخ عالی مرتبہ نہ تحریر کرے گا خواہ اوسکا مالک اوسکو اعلیٰ سا اعلیٰ خطاب کیوں دیکے۔ ہمارے نزدیک آسنقر عالی خاندان۔ شریف۔ ملکشاہ کا ایک معزز صاحب تھا۔ معہذا ہیکو اس امر کے تسلیم کر لینے میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا کہ سلطان ملکشاہ نے آسنقر کو حکومت کی کرسی پر بیٹھا یا ہٹا اور اسی نے ابتداً اس کے چہرہ کو حکومت کے آبدار فالوئس میں رکھ کر عالم کو دکھایا یا ہٹا لیکن اس خیال سے آسنقر کو ملکشاہ کا غلام کہنا نہایت نا انصافی اور ناموزون ہے کیونکہ اسلامی دنیا میں ایسی صد سلطنتیں کبھی جاتی ہیں کہ جس کے مورث اعلیٰ خاندان حکومت و سلطنت سے نہ تھے بلکہ بحیثیت معاشرت متوسطانہ زندگی بسر کر رہے تھے لیکن بعد چند سے زمانہ کے رفتار اور اونکی آئندہ اور جو دہلوں کے اقبال نے اس کے بانیوں کو حکومت و ملکداری کے رتبہ پر پہنچا کر شاہی خاندان میں شمار کر دیا جیسا کہ دنیا تاریخ کے سیر کرنے سے یہ امر بخوبی ثابت و ظاہر ہو سکتا ہے۔

آسنقر کی گورنری الحاصل آسنقر کی بیدار مغزی اور سیاست ملکداری کے آئین اور نظام الملک وزیر کے تحریک نے ملکشاہ کو اس امر پر او بہار دیا کہ اوس نے شکام میں آق سنقر کو حلب و حماہ کی گورنری دیدی اور اس کے دو برس بعد او ایل شکام میں آسنقر عراق میں سلطان ملکشاہ سے ملنے کو آیا ہٹا۔ سلطان اسکی لشکر کی آستنگی اور زرق و برق و ردیان اور چمکتے ہوئے ہتھیاروں اور مرتب فوج دیکھ کر بیدار ہو گیا اور جسوقت اس نے حلب کی سالانہ رپورٹ پیش کی اوسوقت ملکشاہ نے اوٹھکر آسنقر کی پیشانی پر

بوسہ دیکر گلے لگا لیا اور بوقت مراجعت قیم الدولہ کا مغز خطاب اور ایک پیش
قیمت خلعت دیکر صوبہ جات پنج اور لاڈ قیہ کو بھی اسکی گورنری میں شامل کر دیا۔
۴ قسمنقر کی فتوحات

اس کے عالی دماغ میں جس طرح سیاست اور مملکداری کی ہوا
سہائی ہوئی تھی اسی طرح ملک گیری اور ناسوری کا بھی
خیال جما ہوا تھا۔ چنانچہ ۸۸۴ء میں اس نے شیرز پر حملہ کیا اور چلہ مہینے کا
محاصرہ کے بعد اس کے سرسبز میدانوں کو اپنے قیز گھوڑوں سے روندانا ہوا
حلب کو واپس آیا تھا اور اخیر ۸۸۳ء میں باہمی نزاعات کے وجہ سے
کیطرف بڑھا تھا اور نہایت قلیل مدت میں بلا جدال و قتال بہ اسٹان امان
اور سپر قبضہ حاصل کر کے مشرق ۸۸۳ء میں سلمہ فامیہ اور رجبہ پر جا اور تھا
اگرچہ بظاہر یہ دو لون قلعے فتح ہونے والے نہ تھے لیکن آفمنقر کی کوششوں
نے غامیہ اور رجبہ کو فتح کر دیا ان بلا دکن فتح ہونے سے آفمنقر کی گورنری
کی مالی اور ملکی حالت پچاس فیصدی ترقی کر گئی۔ اس کے بعد نہ تو اسکو
ترقی کرنے کا موقع ملا اور نہ گورنری کی گرسی پر بیٹھنا نصیب ہوا کیونکہ اس کے
محسن ملکشاہ سلجوقی کا اثر پیش برس چند مہینوں کی عمر میں پندرہویں شوال
۸۸۴ء میں انتقال ہو گیا۔

ملکشاہ کے بعد سلطان ملکشاہ کے مرنے پر اس کے دو لون (بکے نکلیارو)
اور محمد بن نزاع پیدا ہو گئی اور اس نزاع کے پیدا ہونے
سے تاج الدولہ نقش (ملکشاہ کا بھائی) ملک گیری کے
خیال سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کے

ملکشاہ کے بعد
آفمنقر کی حق
شناسی

ملہ رکن الدین نکلیاروق (یا برکیاروق) سلطان ملکشاہ کا بڑا لڑکا تھا اور یہی اصغیان میں
رہتا تھا اور محمد (یا محمود) اس سے چھوٹا تھا یہ وقت انتقال سلطان ملکشاہ چار برس ۴
(باقی صفحہ ۱۰)

غرض سے حلب کی طرف بڑھا۔ حلب۔ آف نقر کی گورزی میں تھا ابتداً بنظر مصلحت اس نے تاج الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ ساتھ بلاد شام میں بہر تارک بھی توجہ اور نصیب کے میدانوں میں خیمہ زن نظر آتا تھا اور کبھی ابراہیم بن قریش بن بدران والی موصل سے لڑتا دکھائی دیتا تھا اور کھلے کھلے میا فارقین اور دیار بکر کی طرف بڑھتا ہوا اُسنا جاتا تھا غرض کہ ہر طرح سے اپنے نئے تاجدار تاج الدولہ کی اطاعت میں سسر گرئی ظاہر کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں اتفاق وقت سے آذربائیجان میں تاج الدولہ اور تکیاروق کا باہم مقابلہ ہو گیا۔ زمانہ کی حالت اور مصلحت باوازلہ یہ کہہ رہی تھی کہ ”آئندہ دنیا جو چاہے کہے لیکن موقع یہی ہے کہ تاج الدولہ کا ساتھ نہ چھوٹے۔ ملکی معاملات کی پیچیدگیوں کا بھی یہی اشارہ تھا“ اور مرحوم ملکشاہ کے احسانات اور انعامات دہی ہوئی دہی آواز سے یہ سچا رہے تھے کہ ”تکیاروق کوئی غیر شخص نہیں ہے اسے محسن قدیم (ملک شاہ) کا لڑکا ہے جسے تجھے حکومت کی کرسی پر

(یعنی نو صفحہ ۹) کہی مہینہ کا تہان دونوں پہاڑوں میں ترکان غلاتون (محمد کے مان) کیونکہ لڑائی ہوئی کیونکہ اس نے سلطان ملکشاہ کے موت کا اخفا کیا اور غلیظہ القندی باعراہد عباسی سے کہنے لگا محمد کو تخت حکومت پر بیٹھا دیا اور چند آدمیوں کو تکیاروق کے قید کر لینے کی غرض سے انہماں کو روانہ کیا لیکن جب سلطان ملکشاہ کے مرنے کی خبر فوراً مشہور ہو گئی اور نظام الملک کے جانبازوں نے تکیاروق کو تخت نشین کر کے اس کے نام کا خطبہ اصفہان کے مساجد میں پڑھا تو اسی وقت سے بنائے محضمت ان دونوں میں ایسی محکم قائم ہو گئی کہ تقریباً بارہ برس تک دونوں پہاڑوں میں لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ تکیاروق کا انتقال ہو گیا۔

۳ تاج الدولہ ابوسعید قتش بن البرسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق بن فاق سلجوقی سلطان ملک شاہ کا بہائی تھا ماہ رمضان ۵۵۴ م میں پیدا ہوا اور ماہ فرستہ ۵۵۴ م میں عین لڑائی کے میدان میں قریب شہر رنے مارا گیا۔

سما یا ہوا تھا اسوجہ سے وہ دمشق پہنچ کر ایک مدت تک لشکر کی فراہمی کی کوشش کرتا رہا اور اسی اثنا میں اپنی مالی حالت بھی درست کرتا جاتا تھا لشکریوں کو جدید آلات حرب سے مسلح کرتا رہا جب تھوڑے دنوں میں اسکی مالی اور فوجی حالت درست ہو گئی اور اسکو اپنی قوت پر پورا بہرہ و سامان ہو گیا تو شروع ماہ جمادی الاول ۸۳۴ میں دمشق سے ایک کثیر النعداد فوج لئے ہوئے نکلا اور حلب کی طرف آفسنفر سے بدلہ لینے اور ملک گیری کے غرض سے بڑھا آفسنفر اور امیر بزان والی حران اسکے مقابلہ کی تیاری کرنے لگے سلطان کنالدین تکیاروق نے بھی امیر کرلوقا کو انکی حمایت کی غرض سے بھیجا جو قوت جمعیعت کامل ہو گئی تو آفسنفر اور امیر بزان سمیت امیر کرلوقا کے حلب سے نکل کھڑے ہوئے قتل سلطان کے قریب ہنر سبعین پر تاج الدولہ دمشق سے مقابلہ ہو گیا تاج الدولہ کو اس مقابلہ میں کامیابی ہوئی اور آفسنفر کا لشکر بھاگ نکلا لیکن وہ برابر لڑتا رہا تا آنکہ گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا باقی رہے امیر بزان اور کرلوقا وہ بھاگ کر حلب میں جا چسے مگر انکو حلب نے بھی پناہ نہ دی یہہ دونوں پہا ل تاج الدولہ کے پنجہ غضب میں گرفتار ہو گئے تاج الدولہ نے امیر بزان کو حران اور الرہا کی طرف اپنے خاص حراست میں روانہ کیا اس غرض سے کہ وہ حران اور الرہا کو اس کے سپرد کر دے لیکن اہل حران اور باشندگان حران نے امیر بزان کے کہنے پر التفات نہ کیا اسوجہ سے تاج الدولہ کے حکم سے اس کا لہ آفسنفر کے قتل کا واقعہ اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ جو قوت یہہ گرفتار ہو کر تاج الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا تاج الدولہ نے آفسنفر سے دریافت کیا کہ اگر تو چھپر قیاب ہو تا تو میرے ساتھ کیا کرتا اس نے کہا کہ میں تیرے قتل کا حکم دیتا تاج الدولہ یہہ سنا کر بولا کہ اب میں تیرے لئے یہی حکم دیتا ہوں۔ ابن اثیر۔

سہ کاٹ کر اہل حران کے پاس بھیجا گیا اہل حران یہ واقعہ دیکھ کر تہر گئے اور شہر کو مجبوراً اوس کے سپرد کر دیا۔ امیر کو قاف کو ان واقعات میں کچھ حصہ ملا اور اوسکو کسی قسم کا جانے صدمہ نہیں پہونچا یا گیا بلکہ جموں میں نظر بند کر دیا گیا۔

بغداد مصر اور عیسائی دنیا کی حالت
یہ وہ زمانہ تھا کہ اس سے پہلے اسی ۸۸۷ء میں روم محرم یوم شنبہ کو خلیفہ المقتدی بامر اللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور بغداد کے تخت فلک پر خلیفہ المستظهر باللہ بیٹھا ہوا تھا سلطان

برکیاروق کا نام خطبہ میں داخل کر کے رکن الدین کا مبارک لقب مل چکا تھا اور عز الملک اپنے باپ نظام الملک کی قیام مقامی کر رہا تھا مصر میں اس دولت کا رفیع خلیفہ المستضر باللہ برائے نام حکومت کر رہا تھا اسلامی سلاطین اور خلفاء آپس کی نزاع اور شبانہ روز کے جھگڑوں سے کمزور ہو رہے تھے کسی میں ایسی تاب نہیں باقی رہی تھی کہ وہ کسی آنے والے حریف کا مقابلہ کرنا یا اپنے ممالک محروسہ کی بخوبی حفاظت کرنا یا شولیم اسوقت تک مسلمانوں ہی کے قبضہ میں تھا اور اسی مصری خلیفہ کی ومان حکومت تھی اسکی متعصبانہ رزوا اور بیجا حکومتوں اور زیادتیوں کی عیسائی عام طور سے شاکی تھے اور وہ اسے فح کرنے کی فکر کر رہے تھے۔ پیٹر ڈی ہرٹسٹ ایک خچر پر سوار صلیب لے ہوئے

لے پیٹر ڈی ہرٹسٹ ایک گناہ اور غیر معروف عیسائی ہے ۹۲ء مطابق ۱۱۸۷ء میں یرشولیم کا چکر لگے کو گیا تھا ومان مسلمانوں کی حکومت دیکھ کر از حد برا فرختہ ہوا اور یرشولیم کے بطریق سے ملکر روسیڈ کی تحریک کی بطریق نے کہا کہ ”جب تک یورپ کے عیسائی سلاطین کمر ہمت نہ باندھیں گے اسوقت تک یرشولیم ان دشمنانِ مسیح (مسلمانوں) کے قبضہ سے نہ چھٹ سکیگا اور نہ عیسائی دنیا کو ان کے ہاتھوں سے آسائش نصیب ہوگی“ پیٹر ہرٹسٹ اور ٹیہ کھڑا ہوا اور اوسکے طرف سے خطوط لیکر یورپ سے ملنے کو ابلی بھیجا اور اس نے پیٹر کی اس ہمت پر آفرین کی اور لکھے لگایا اور اوسکو یرشولیم کے چڑانے کی (باقی صفحہ میں)

یورپ کے شہروں میں پھر رہا تھا۔ یروشلم اور عیسائیوں کی مصیبتوں کو دل نشنگ
 صدر سے بیان کر رہا تھا تمام یورپ میں اوس کے وعظ کی مشہرت تھی یروشلم
 کے چھڑانے والوں کا ایک گروہ اس کے ہمراہ تھا اس کے جہنڈے کے نیچے تقریباً
 اسی ہزار یا ایک لاکھ کروسیڈر (صلیب کے لئے لڑنے والے) جمع تھے روبرو
 عیسائیوں کا جوش اور اتفاق بڑھتا جاتا تھا اور مسلمانوں کی قوت۔ نا اتفاقی
 اور طوائف الملوکی کیوجہ سے لحظہ بلحظ گھٹتی جاتی تھی اسلامی دنیا کو ایک نئی طاقت
 کی سخت ضرورت تھی جو انکی اس بڑھتی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرتا اور ان کو
 اس خونخوار ارادوں سے باز رکھتا اور مسلمانوں کو پہرہ یکجا کر کے ایک مجموعی
 اسلامی قوت بنادیتا لیکن جس نئی طاقت کی بنیاد پڑ چکی تھی اور جس سے
 یہہ امید کیجاسکتی تھی کہ یہہ ایک نہ ایک دن عیسائیوں کی قوت کو بہت کچھ
 نقصان پہونچائے گا اور سلام اور سلامیوں کی گئی ہوئی قوت کو پہرہ سہنا لیکھا
 افسوس ہے کہ اوسیکامورث اعلیٰ (آفسنقر) ابھی آپ لوگوں کے روبرو
 تاج الدولہ کے ہاتھوں سے شہید کیا گیا ہے۔ آفسنقر کی سوا عماد الدین کے
 اور کوئی آل واولاد نہ تھی اسکی عمر اسوقت دس برس سے زیادہ نہ تھی اس کے
 خون سے ہی تنش کے جلا دسپاہی اپنی تلوار کو رنگنے والے تھے لیکن ایک سپاہی
 کے طمع سے یہہ صاف بچ گیا اور یہہ اوسکو کچھ دیکر ہپاگ نکلا اور سلطان برکیاروق
 کے پاس پہونچکر اس نے اپنی جان بچائی۔

تاج الدولہ اور برکیاروق تاج الدولہ تنش حران اور الر یا قرصنہ صل
 کر کے دیار جزیرہ کی طرف بڑھا اور دیار بحر و خلاط کو

ص (بتیہ نو صفحہ ۱۳)۔ منادی کرکلی اجازت دی۔ یہی پیر جنگ کامیلی کا بانی ہے یہہ اپنے خونریز ارادوں
 میں پوپ اربن ثانی کے حمایت بہت اچھی طرح کامیاب ورا یک عام خونریزی کا باعث ہوا۔

اپنے مقبوضات میں شامل کر کے آذربائیجان کی طرف چلا۔ سلطان برکیاروق
ان دونوں نصیبین میں تہا وہ قتل کی روانگی سے مطلع ہو کر نصیبین سے نکلا۔ اور
دجلہ کو عبور کرتا ہوا اربل کی طرف گیا اور وہاں سے سرخاب بن بدر کے
شہروں سے گزر کر اپنے چچا قتلش کے فوج کے مقابلہ پر نوکوس کے فاصلہ جا بیٹھا۔
اس کے ہمراہ صرف ایک ہزار سپاہی تھے اور قتلش کی فوج میں پانچ ہزار منتخب آدمی تھے۔
قتلش کے مقدمہ نے جسکا افسر امیر یعقوب بن ابی تہا سلطان برکیاروق کے
قلب پر حملہ کیا فریقین میں شام تک برابر کی لڑائی ہوتی رہی شام کے آجائے
سے دونوں گروہوں کو آرام کرنے کا موقع مل گیا دوسرے دن سلطان برکیاروق
نے خود حملہ کر دیا۔ لیکن نہریمیت اس کے نام لکھی جا چکی تھی ابتدا ہی سے کچھ
ایسا رنگ بگڑ گیا کہ اسکا لشکر بے قابو ہو گیا شام ہونے کی نوبت نہ آئی تھی
کہ اس کے کل سپاہی میدان جنگ میں کام آگئے اور لڑائی کا کہیت فزونی
کے ہاتھ رہا بدرجہ نجوری برکیاروق مع امیر ابرق اور کشتکین جانداز اور
بارق کے لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر بھاگا اور اصفہان کی طرف نہایت
تیزی سے قدم بڑھائے ہوئے چلا۔ تھوڑی دُور تک قتلش کے سپاہیوں نے
اسکا تعاقب کیا مگر رات کیوجہ سے واپس آئے قتلش نے کامیابی کے بعد
آذربائیجان اور اوس کے کل بلاد پر قبضہ حاصل کر لیا بعد ازاں ہمدان
کی طرف بڑھا۔ ان دونوں فخر الملک بن نظام الملک وزیر میں موجود تھا
اسکے قافلہ کو جسوقت یہ خراسان سے نکل کر سلطان برکیاروق کے پاس پہنچا
امیر قماچ نے نوٹ لیا تھا یہ تنہا بہتر خرابی جان بچا کر ہمدان چلا آیا تھا۔
قتلش نے پہلے اسکو قتل کرنے کے ارادہ سے گرفتار کر لیا لیکن امیر باغیسمان
کی سفارش سے اپنے اس خیال سے باز آیا اور اپنے دربار میں عہدہ وزارت

اسکو ممتاز کر کے چند بیش بہا تحائف دیکر بغداد کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اسکا نام خطبہ میں داخل کر لیا جائے خلیفہ المستظهر بالله نے یہہ واقعات سنکر تشش کی درخواست کو منظور کر لیا اور خطبہ میں تشش کا نام داخل کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

برکیاروق کا عروج اور تاج الدولہ کا ادبار و قتل	سلطان برکیاروق بہزار دقت اپنے مخالفین سے بچتا ہوا اصفہان کے قریب پہونچا۔ اسکے پہونچنے سے پہلے وہاں خاقان (محمود کی حقیقی اور سکی سوتیلی ماں) انتقال کر چکی تھی۔
--	---

اہل اصفہان نے اسکی آمد کی خبر سنکر شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے ایک ہفتہ تک یہہ اوسی پریشانی کے حالت میں اصفہان کے باہر ٹھارہ۔ بعد ازاں اہل اصفہان نے اسکو گرفتار کر لینے کی غرض سے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور اسکا بہائی ملک محمود بظاہر استقبال کے لئے اور درحقیقت گرفتار کر لینے کے غرض سے اصفہان سے باہر آیا اور سلطان برکیاروق کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اتفاق وقت سے ملک محمود بعارضہ تپ مبتلا ہو گیا اور تپ کے تیسرے روز چیچک نکل آئی۔ اہل اصفہان سلطان برکیاروق کے قتل کی فکر میں کرنے لگے اور اپنے اس خیال کے پورا کرنے کو سلطان برکیاروق کی ہفت اندام کی فصد لینے پر آمادہ ہو گئے مگر امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے انکو اس فعل سے باز رکھا۔ اور یہہ کہا کہ ”ملک محمود چیچک میں مبتلا ہے اسکے صحت کی بظاہر کوئی امید نہیں پائی جاتی برکیاروق کے قتل میں عجلت نہ کرو وہ تمہارے ہی قبضہ و اختیار میں ہے اگر ملک محمود صحیح و تندرست ہو گیا تو تم برکیاروق کو پہرہیں قتل کرسکتے ہو

لہ ہفت اندام ایک شریان ہے جسکو نہر البدن بھی کہتے ہیں اس رگ کے فصد لینے سے اگر خون بند نہ کیا جائے تو فرط استفراغ سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے۔

اور اگر وہ خدا خواستہ انتقال کر گیا تو بر کیا روق کے قتل کے بعد سکوا اپنا حاکم بناؤ
 کیا تم یہ پسند کر سکتے ہو کہ محمود کے جگہ پر بر کیا روق اوسکا سوتیلا بہائی نہ بیٹھے بلکہ
 تاج الدولہ جو ہمارے خون کا بیا سا ہے وہ متہر اور ہمارے ملک پر قبضہ حاصل
 کرے۔ اہل صفہان یہ سنکر دم بخود ہو گئے اور اس کے دوسرے یا تیسرے روز
 ۳۰۔ شوال ۷۸۴ھ کو ملک محمود کا انتقال ہو گیا۔ اصفہان والوں نے بر کیا روق کو
 بجائے محمود کے سرِ خلافت پر بیٹھایا۔ بعد چندے یہ خود علی بن ہو گیا۔ اس کے
 عدالت کی خبر پا کر تاج الدولہ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن والی جرباذقان نے
 اسکو دعوت کے بہانے سے روک لیا اور خود شب کی وقت چپکرا اصفہان میں آیا
 نقش کو اس حال کی خبر ہو گئی اوس نے اوس وقت جرباذقان کو لوٹ لیا اور ان
 سے روانہ ہو کر رے پہونچا اہل اصفہان سلطان بر کیا روق کی عدالت کیوجہ سے
 تاج الدولہ کو بلطائف الجبل ٹالتے رہے اور وہ ان کو کبھی دہلکی دیتا تھا اور کبھی اپنے
 انعام و اکرام کا امیدوار بناتا ہوتا تاکہ بر کیا روق کو صحت ہو گئی اور اسلئے شامین
 اس کے وزیر موید الملک نے خط و کتابت کر کے امراء عراقین اور خراسان کو اپنا
 ہمدرد بنا لیا اوس وقت امراء خراسان نے نقش کے آخری خط کے جواب میں صرف
 لیس ہینا غیر السیف (ہم میں سوائے تلوار کے اور کوئی چیز نہیں ہے) لکھ بھیجا اور
 سلطان بر کیا روق کے ہمراہ ٹھکر حبوق جرباذقان کے قریب پہونچے ہر چہ اطرف
 سے امراء و نوامین نے فوجیں بھیجی شروع کر دیں۔ رے کے قریب پہونچتے پہونچتے
 بر کیا روق کے پاس شیس ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ نقش یہ سنکر طیش میں آ گیا
 اور اوس نے رے سے ٹھکر بر کیا روق کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں کچھ سیاتفاق
 ہوا کہ نقش کا لشکر معرکہ جنگ سے بہاگ نکلا اور نقش الیلا گرفتار کر لیا گیا او
 اویسی مقام پر آقسنقر کے کسی مصاحب نے اسکو مار کر اپنے آقل کے خون کا بدلہ لے لیا۔

اس کے بعد سلطان برکیاروق بلا فراحت غیر حکومت کرنے لگا نہ اسکو پہر
چچکے حملوں کا کہنکار رہا اور نہ سوتیلے مان اور بہائی کا اندیشہ رہا۔

امیر کرلوقا کی تاج الدولہ قشش کے مارے جانے کے بعد اسکا لڑکا ملک رضوان
ازاد سی اور حلب کا حاکم ہوا اور سلطان برکیاروق کی سفارش سے
شہید اتابک امیر کرلوقا اور اسکا بہائی التوتاش قید سے رہا کر دیا گیا۔
کی پہلی کامیابی امیر کرلوقا قید سے آزاد ہو کر اپنے محسن سلطان برکیاروق کی
ماتحتی میں ملک گیری اور اتفاق پیدا کرنے کے خیال سے حران کی طرف بڑھا۔

پہلے اسے گولیا بعد اس کے موصل پر جا پہنچا اور علی بن شرف الدولہ عقیلی کو
موصل سے نکال کر کے خود اسپر قابض ہو گیا۔ اسی زمانہ میں ماروین کو بھی اس نے
فتح کر لیا۔ اور جب کوآن بلا پر قبضہ مل گیا اور ایک گونہ اطمینان کی صورت کہلادی
تو اس نے سلطان برکیاروق سے اجازت لیکر ابو الجود عماد الدین اتابک شہیدنگ کو
اپنے پاس بلا لیا اور اسکی تعلیم و تربیت کا محفل انتظام کر کے اسکو جاگیر میں
اس وقت سے شہید اتابک کی ترقیات اور نمایان کارناموں کا زمانہ شروع
ہوتا ہے۔

جنگ آمدین شہید اتابک شہید اتابک جس لڑائی میں شریک ہوا وہ آمد
اتابک کی جرأت کی لڑائی تھی اس لڑائی میں پورے لشکر کا افسر اعلیٰ
توام الدولہ امیر کرلوقا تھا اور شہید اتابک اسکی ماتحتی میں لشکر کے ایک حصہ
(زمینہ) کا کمان کر رہا تھا۔ امیر کرلوقا نے فریق مخالف پر حملہ کیا وہ پیچھے ہٹے
تو یہ اون کے نقاب میں اسقدر بڑھ گیا کہ اپنے بقیہ لشکر سے بالکل جدا ہو گیا۔
مخالفین نے اسکو اپنے محاصرہ میں لے لیا۔ اور ان کے نیردن اور تلواروں نے چاروں
طرف سے گھیر لیا۔ شہید اتابک نے فوراً حملہ کر دیا۔ یہ یہی کام تھا کہ اس نے

قلعہ آمد کی فسیلون کو اپنے آہنی اور پُر زور پتھون سے توڑ پھوڑ ڈالا اور امیر کو بوقا کو
محاصرہ سے نکال لایا۔ اس واقعہ سے شہید اتابک کی عزت امیر کو بوقا کی نگہبون
دو چند تہ چند بڑھ گئی۔ سلطان بر کیا روق بھی اس کو توقیر و محبت کی نظرون
سے دیکھنے لگا۔

۳۹۴ء میں امیر کو بوقا۔ شہید اتابک کو سلطان بر کیا روق
انتقال سنقر جبہ
اور موسیٰ کے
واقعات

پہونچ کر علیل ہو گیا تیرہ روز بیمار رہ کر چودہویں روز سنقر جبہ کے حق میں وصیت
کر کے انتقال کر گیا۔ سنقر جبہ اس کا لشکر لئے ہوئے موصل میں پہونچا۔ اس کے
موصل میں پہونچنے کے چوتھے روز موسیٰ ترکمانی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی۔
سنقر جبہ اس کے استقبال کو موصل سے باہر آیا دونوں نے ایک دوسرے
معائنہ کیا۔ اور امیر کو بوقا کے انتقال پر افسوس کرنے رہے اتنا کلام میں
خدا جانے کیا اتفاق پیش آیا کہ سنقر جبہ نے موسیٰ پر تلوار چلائی۔ موسیٰ زخمی ہو
زمین پر گرا اور منصور ابن مردان (موسیٰ کا مصاحب) نے سنقر جبہ کو ایک سی
چھری ماری کہ وہ اسی مقام پر ٹہنڈا ہو گیا۔ موسیٰ ترکمانی اسی حالت میں
موصل اوٹھا لایا گیا جب دوسرے روز اس کو ہوش ہوا تو وہ سنقر جبہ
کے آدمیوں کو موصل سے نکلوا کر خود اس پر قابض ہو گیا۔ شمس الدولہ جگرش
دالی جزیرہ ابن عمر یہ خبر یا کر نصیبین پر چڑھ آیا۔ اہل نصیبین نے بے یار و
ہونے کی وجہ سے بصلح و امان شہر جگرش کے سپرد کر دیا۔ جگرش نصیبین پر قبضہ
حاصل کر لینے کے بعد جزیرہ کی طرف بڑھا موسیٰ ترکمانی نے اس کا آگے بڑھ کر جزیرہ تلوار

استقبال کیا اثناء جنگ میں موسیٰ کی فوج چکر مش سے لگئی۔ اسوجہ سے موسیٰ بہت
 پا کر موصل کو واپس آیا چکر مش نے اسکا تعاقب کیا اور ایک مدت تک اسکا
 محاصرہ کئے رہا۔ موسیٰ نے طول حصار سے تنگ آکر امیر سقمان بن ارتق سے امداد
 چاہی اور اسکو اس امداد کے بدلے حصن کیفا اور دس ہزار دینار دیے کا وعدہ کیا
 مگر سقمان کے آنے سے پہلے چکر مش محاصرہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ موسیٰ۔ امیر سقمان کو
 آتے ہوئے سنکر موصل سے نکلا جسوقت مقام کرانا میں پہونچا چند غلاموں نے
 اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ موسیٰ اسی مقام میں ایک ٹیلہ پر دفن کر دیا گیا اسکے
 ہمراہی موصل میں واپس آئے اور امیر سقمان نے موصل سے اعراض کر کے حصن کیفا پر
 قبضہ کر لیا۔ امیر سقمان کے چلے جانے کے بعد چکر مش نے پہر موصل پر حملہ کیا اور اس
 حملہ میں چند دون کے محاصرہ کے بعد اس نے موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔

تاریخی حادثات انہیں واقعات کے اثناء میں دنیا وی اسٹیج پر بہت سی

تبدیلیاں واقع ہوئیں ہتین علوی مصری دار الخلافت میں خلیفہ المستغل باللہ
 ابو القاسم احمد بن محمد المستنصر باللہ سات برس دو مہینے خلافت کر کے ستر ہویں
 صفر ۵۹۹ھ کو انتقال کر چکا تھا اور اس کے جگہ پر ابو علی المنصور ملقب بہ آمر
 باحکام اللہ سیر خلافت پر حکومت کر رہا تھا۔ پہلے سدرجہ کم عمر تھا کہ تنہا گھوڑے پر
 ہتین بیٹھ سکتا تھا مصری خلافت بید ضعیف ہو گئی تھی اسکے قوسے اکی قوت تقریباً
 بالکل سلب ہو گئی تھی تاہم ساحل پر اپنی کہوئی طاقت کے سبب نہ لسنے کے میں مصروف
 تھی۔ مسلمانوں میں ایسی طاقت موجود نہ تھی جو اسلامی حکمرانوں کا مرکز بن سکتی۔
 عیسائیوں کو اسوجہ سے اپنی ترقی کرنے کا بہت اچھا موقع مل گیا تھا۔ یروشلیم کو اس کے
 اہل یروشلیم۔ بیت المقدس کو کہتے ہیں اس کے فتح کیوقت عیسائیوں نے با اتفاق مورخین مسرتی

اور لاطینی ستر ہزار مسلمانوں کو شہید کیا تھا یہ تعداد ان مفتولوں کی ہے جو باقی صفحہ ۲۱ میں

تقریباً تین برس پہلے فتح کر کے مسلمانوں کے خود زری سے اپنے دل کے ہیچ توڑ چکے
 تھے اس مقدس شہر میں بالڈون۔ سابق بادشاہ یروشلم گاڈفری کا چھوٹا بیٹا
 حکومت کر رہا تھا۔ یونانیوں نے اوانا۔ ممترا۔ طرسوس پر قبضہ کر لیا تھا اور شکرڈ
 ایڈیسہ (اعزاز) اور الفلاکیہ دونوں کا مالک تھا۔ اکثر مالک اسلامیہ برعسائیوں کا
 قبضہ تھا۔ بظاہر ان کے دماغ سے کروسیڈ کا جنون کم ہو گیا تھا لیکن حقیقت
 ملک گیری کی ہوس اس میں سمائی ہوئی تھی۔ سلطان برکیاروق اور سلطان
 محمد میں لڑائیوں کا سلسلہ منقطع ہو کر آپس میں صلح ہو گئی تھی اور ان دونوں نے
 اپنی پناہ و برباد شدہ وراثت کو تقسیم کر لیا تھا۔ ملک رضوان حلب میں اور
 اوسکا ہیتجا آنتکین دمشق میں حکومت کر رہا تھا۔ جامع بغداد میں خلیفہ المستظهر باللہ
 کے نام کا خطبہ پڑھا جا رہا تھا۔ عیسائیوں کی یوگافوئارتقی اور ملک گیری نے ایبر
 سقان اور چکرش میں اتفاق پیدا کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں ان دونوں میں
 نے باتفاق۔ حران کے باہر عیسائیوں سے مقابلہ کیا۔ اس واقعہ میں امیر سقان
 کے ساتھ سات ہزار ترکمان اور چکرش کے ہمراہ تین ہزار سواجین کچھ عربی اور
 ترکی اور باقی کر دی تھے۔ ان کے فزوق مخالف (عیسائی لشکر) کی تعداد چار
 بیان کی جاتی ہے بالڈون دوم (جو آئندہ یروشلم کا بادشاہ ہوگا) اور جو سلف عالم
 طبرباس اور بومہنڈ نامی امراے ملت مسیحیہ اس لشکر کی افسر کر رہے
 تھے۔ یہ لڑائی نہایت سخت اور خوفناک تھی تین روز تک برابر جنگ کا بازار
 گرم رہا۔ جو تھے روز عیسائی لشکر کو نہر میت ہوئی۔ بالڈون اور جو سلف
 کر لئے گئے۔ اور بومہنڈ اور اوسکا ہیتجا بہاگ کر ایڈیسہ پہنچے جہاں پر

(لقبہ نوٹ صفحہ ۲۰) جو روز واقعہ شہید ہوئے علاوہ انکے ایک ہفتہ تک برابر عام ہوتا رہا تھا
 مسجد اور اسکے صحن میں لمان مقتول کا خون گہور گہنٹوں تک پہنچ گیا تھا۔

عیسائیوں نے شکر ڈکوانا امیر ہمار کہا تھا۔

سلطان محمد اس کامیابی کے بعد چکر مش اور سلطان محمد سے جنگی اور خوب
موصل میں چلی اس لڑائی کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مصاحمت

کے بعد سلطان برکیاروق اصفہان کی طرف چلا گیا اور
سلطان محمد حیدر دِلون تبریز میں پڑا رہا جس وقت اس کے اُمراء و اراکین نے
اصفہان سے آگے اس نئے مراغہ کی طرف کوچ کیا پہر و مان سے بارادہ موصل۔

اربل کی طرف بڑھا۔ چکر مش کو جب اس نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی تو اسے
موصل کی فصیلوں کو از سر نو درست کر کے شہر پناہ کا بخوبی انتظام کر لیا۔ اور
سلطان محمد کو موصل میں داخل نہ ہونے دیا۔ سلطان محمد نے صلح نامہ دکھلا کر

موصل اور بلاد جزیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور آخریں یہ بھی
کہلا ہیجا کہ اگر چکر مش میری حکومت تسلیم کر لے گا تو میں اس کو اپنی طرف سے
موصل کی گورنری پر قائم رکھوں گا۔ چکر مش نے اس کا یہ جواب دیا کہ میرے

پاس بعد مصاحمت سلطان برکیاروق کا کوئی فرمان نہیں آیا جس کے رُوسے
میں آپ کو موصل پر قبضہ دیدون اس وجہ سے میں طول محاصرہ یا لڑائی سے
ڈر کر شہر کو بے اوس کے محافظوں اور مددگاروں کے نہیں چھوڑ سکتا۔ سلطان

محمد یہ شکر سخت برہم ہوا اور اسی وقت اوس نے موصل کل پورے طور سے
محاصرہ کر کے حملے کے شروع کر دیے اور چکر مش شہر پناہ کے فصیلوں سے برابر
جواب دیتے پر آمادہ ہو گیا۔ ایک مدت تک تو اسی طرح کی لڑائی ہوتی رہی کہ

چکر مش اندر سے اور سلطان محمد باہر سے ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہے لیکن بعد
چندے چکر مش شہر پناہ کا دروازہ کھٹکھٹل آیا اور کچلے میدان لڑائی لڑنے لگا
بیسویں ربیع الثانی سے دسویں جمادی الاول تک یہ لڑائی بڑے زور و شور سے

جاری رہی۔ اسی اثنا میں سلطان برکیاروق کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی جس سے چکر مش کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اسکی رہی بھی قوت جاتی رہی۔ اوس نے اہل شہر اور اراکین دولت کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے پہلے سلطان برکیاروق کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا بعد ازاں سلطان محمد لڑائی کے بارے میں مشورہ طلب کیا اہل شہر نے مہنایت سچائی سے ایک زبان ہو کر کہہ دیا "اموالنا وارواحنا بین یدیک وانت اعرف لبشاک" (ہمارے مال اور ہماری جانیں تیرے روبرو ہیں اور تو اپنے حالات کو خوب سمجھ سکتا ہے) چکر مش پہرے سنکر تھوڑی دیر تک خاموش رہا بعدہ امراء لشکر کی طرف مخاطب ہوا افسر ان لشکر نے پہرے ظاہر کی کہ جب تک سلطان گیارو زندہ تھا اسوقت تک ہم کو نہ کسی کچھ خوف تھا اور نہ کسی سے ہم کو مغلوب ہونیکا اندیشہ تھا اب چونکہ سلطان کا انتقال ہو گیا ہے سو اے سلطان محمد کے اب ہمارا اور کون بادشاہ ہو سکتا ہے قرین مصلحت یہی ہے کہ اسکی اہلت قبول کر لیجائے "چکر مش نے اس رے سے اتفاق کر لیا اور دوسرے روز وزیر سعد الملک کے ہمراہ سلطان محمد کے پاس گیا اور اپنی گستاخوں کی معافی چاہی سلطان محمد نے چکر مش کو گلے سے لگا لیا اور حکومت موصل پر بحال رکھا۔

شہید اتابک کی خانہ آبادی

سلطان برکیاروق کے انتقال کے بعد شہید اتابک کی حالت کس قدر سقیم ہوتی نظر آتی تھی کیونکہ اس کے نامور پدراقت سنقر کے اہل مراسم تقریباً کل مر چکے تھے اور جو باقی تھے انکو آئے دن کے جھگڑوں سے دم بہر کو فرصت نہ ملتی تھی صرف ایک چکر مش ایسا تھا کہ جبکو بظاہر ان دنوں لڑائی جھگڑے سے فراغت

ملکئی تھی۔ اوس نے بعد مصالحت شہید اٹابک کو اپنے پاس بلالیا اور اپنے
 لڑکے ناصر الدین کی لڑکی سے اسکا نکاح کر دیا۔ اور تہوڑی ہی سی جاگیر بھی
جاولی موصل میں شہہ ہجری میں سلطان محمد اور چکر مش سے پہر صافی
 ہو گئی اور اوس نے اسی وجہ سے چکر مش کی سرکوبی کے لئے موصل پر جاو لی
 کو امیر کر کے بھیجا۔ پہلے اس نے بوازیر پر حملہ کر کے اوسکو تخت و تاراج کیا بعد
 اس کے اربل کی طرف بڑھا۔ چکر مش اس واقعہ سے مطلع ہو کر دو ہزار سوار لے
 دجلہ کے سرقی جانب سے عبور کر کے جاو لی کے مقابلہ پر آگیا۔ جاو لی نے چکر مش
 کے قلب پر حملہ کیا چکر مش کا لشکر بھاگ نکلا اور وہ خود گرفتار کر لیا لیا اس کے
 منہزم لشکر نے موصل میں پہونچ کر دم لیا اور بمشورہ اون فوجوں کے جنکو
 چکر مش نے اطراف و جوانب سے لڑائی کے لئے طلب کیا تھا اس کے گیارہ لاکھ
 لڑکے کو تخت حکومت پر بیٹھا دیا اور قلیچ ارسلان سے امداد طلب کی۔ وہ انکے
 امداد کو آیا لیکن جاو لی سے شکست کھا کر اڑے پاؤں واپس چلا گیا اور جاو لی
 مستقل طور سے موصل کی حکومت کرنے لگا۔ شہید اٹابک ان کل واقعات
 میں شریک نہیں رہا اور نہ وہ ان دنوں موصل میں موجود تھا وہ پہلے ہی
 سلطان محمد کی مخالفت کا مخالف تھا۔

جاو لی شکست کھا کر جاو لی نے حکومت موصل کی پاتے ہی کچھ عیسائی
 عیسائیوں نے ملک کا اختیار کر لیا کہ جس سے سلطان محمد کو اس سے

۱۷ اس ناصافی کی وجہ بعض مورخین یہ بتلاتے ہیں کہ چکر مش نے سلطان محمد کو کب قدر سالاہ
 بطور خراج کے دیے کہتا اور بعد چند دنوں کے نہ دیا اور بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ جب کو صلیبی
 نے لڑائی کے لالین کر کہا اور ملک ضوان نے اسکی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے واسطے سازش
 شروع کی تو سلطان محمد نے جاو لی شقاوا کو موصل کا امیر کر کے بھیجا۔

بدظنی کا موقع مل گیا اور اس نے اپنی کامیابی کے نشہ میں اسکا کچھ خیال نہ کیا سلطان
 محمد نے دوسرے سال ماہ صفر ۷۳۵ء میں اپنے بہائی مودود کو ایک لشکر جبار کے
 ہمراہ موصل کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس مہم میں خود جادلی کا بہت بھروسہ تھا اور شہید
 زنگی بھی تھا مودود نے موصل میں پہونچ کر جادلی کو شکست دی یہ بہاگ کر امیر
 ابلغاری بن ارتق والی ماروین کے پاس چلا گیا اسکی بیوی اس کے روانگی
 کے آٹھویں روز باجارت مودود اپنے بہائی برسی ابن برسی کے بیان میں گئی
 امیر ابلغاری ظاہر اجادلی سے ملا رہا اور اس کے ساتھ ساتھ سبھا کی طرف
 اور پہرویان سے الرجبہ میں جا پہونچا جب یہاں بھی اس نے امن کی
 صورت نہ دیکھی تو عربان کو چلا گیا امیر ابلغاری آنکھیں بجا کر اسی مقام
 سے لوٹ کھڑا ہوا۔ جادلی نے عیسائیوں سے سازش کر کے بالڈولانہ رجوسلن کو
 جو اس کے قید میں تھے اور ان سے اعانت و مدد کا وعدہ لیکر چھوڑ دیا ان دنوں
 دشمنان اسلام کے چھوٹے ہی پہر اوہنین لڑائیوں کا سامنا ہو گیا اور دفعۃً
 کروسیڈ کی آگ جو درحقیقت ملک گیری کی ہوس تھی بڑھ کر اوٹھی اور ہر سے
 مودود کو اسلامی لشکر لئے ہوئے اسلامی ممالک سے نکل کر آگے بڑھا اور او دہر سے
 عیسائی فوجیں خم ٹھونک ٹھونک کر میدان میں آجئیں۔ زنگی کو ان لڑائیوں
 نے ناموری پیدا کرنے کا اچھا موقع دے رکھا تھا اس نے خوب خوب انکی
 دشجاعت ظاہر کی۔ طبر یاس کی لڑائی میں بھی شامل تھا اگر باکو بھی اسی کے
 قوی اور بڑو بخون نے دہلی دی تھی۔ بلا دشمنستان میں عیسائیوں نے
 اسکو گھیر لیا تھا لیکن یہ اپنی خدا داد شجاعت کے بدولت اس سے کہے
 صاف نکل آیا۔

حکومت موصل اس کے بعد امیر مودود جامع دمشق میں ایک حشاشہ کئے

ہاتھ شہید کیا گیا اور بعضے یہ تحریر کرتے ہیں کہ امیر طغٹکین نے اسکو قتل کر لیا تھا
 بہر کیف اس کے قتل سے شہید اتابک کے ناموری پیدا کرنے کا میدان تنگ ہو گیا
 اور یہ کل مواقع اس کے ہاتھ سے نکل گئے کیونکہ سلطان محمد نے بعد قتل
 امیر مودود اس کے لڑکے ملک مسعود کو موصل کی حکومت دی اور امیر جوش
 بک کو اوسکا اتالیق مقرر کیا اور زرنگی کو اس کے ماتحتی میں روانہ کیا بعد چند
 ۱۱۴۴ھ میں ملک مسعود باشارہ و تحریک امیر جوش بک سلطان محمود سے باغی
 ہو گیا گو شہید اتابک اس رائے کا بالکل مخالف تھا لیکن اوسکی مخالفت اچھوتوں
 تک کے مقابلہ میں کیا اثر پیدا کر سکتی تھی۔ ملک مسعود اور سلطان محمود میں لڑائی
 شروع ہو گئی جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ملک مسعود کو ہزیمت ہوئی اور وہ امن کا
 خواستگار ہوا۔ سلطان محمود نے اوسکی التجا قبول کر لی لیکن اسکو حکومت موصل
 سے علیحدہ کر کے آفسنقر برستی کو اوسکا گورنر مقرر کیا اور شہید اتابک کو اوس کی
 ماتحتی میں کام کرنے کو کہا۔ شہید اتابک کی یہ خوش قسمتی تھی کہ اوسکو آفسنقر برستی
 کی ہر اہی میں دوبارہ ناموری پیدا کرنے کے مواقع حاصل ہوئے چنانچہ اوس
 زمانہ میں سمیسا ط کو اسی نے ویران و برباد کیا۔ بلاد سروج میں اربن اور
 فراسی اسی کی تیز تلواریں نذر ہوئے۔ امیر دیس بن صدقہ اور برستی میں
 جن دونوں چل رہی تھی اوس میں بھی یہ باوجودیکہ برستی کے ہمراہیوں میں تھا
 خلیفہ اور سلطان کے نظروں میں محبوب اور مقبول رہا۔

شہید اتابک کا
 زمانہ حکومت
 اوسکی انہیں شایستگی اور پسندیدہ چالوں سے ۱۱۴۶ھ
 میں شہر وسط اسکو جاگیر میں دیا گیا اور بعد کی شنگہ
 (نیا بت) اسکے سپرد کی گئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد برستی نے سلطان محمود سے

۱۱۴۷ھ سلطان محمود سلطان محمد بن ملک شاہ کا لڑکا ہے اور اوس کے انتقال کے بعد ۱۱۴۸ھ میں تخت حکومت چڑھا۔

شہید انا بک کو موصل پہنچانے کی درخواست کی مگر شہید انا بک کو یہ امر منظور نہ ہوا کہ
 کبھی وہ امیر موصل کی ماتحتی میں کام کرے اور کبھی جزیرہ اور عراق کے حاکم کے
 زیر نگرانی انتظام میں مصروف ہوا اسوجہ سے وہ موصل جانے سے انکار کر کے بجائے
 اپنے مرحوم باپ کے سلطان کے تخت کے دائیں جانب کھڑا ہونے لگا۔ بعد ازاں
 ۸۲۵ھ میں کوجہر اسی سلطان محمود بغداد جانا پڑا۔ یادری بخت سے مراجعت
 کیوقت اسکو بغداد اور عراق کی نیابت دی گئی۔ ایک برس تک وہ اس عہدہ کا
 کمال حسن و خوبی سے کام انجام دیتا رہا۔ ۸۲۵ھ مطابق ۸۲۵ھ میں کوجہر
 کی گورنری مرحمت ہوئی جبکہ عبدالدین بریقی انتقال کر چکا ہوتا اور بجائے اس کے
 اوسکا کم عمر لڑکا زیر نگرانی جاوکی بریقی حاکم موصل مقرر ہوا تھا۔ چونکہ قاضی
 بہاء الدین ابوالحسن علی شہزوری اور صلاح الدین محمد جاوکی کی تولیت سے
 رضا مند نہ تھے اسوجہ سے انہوں نے سلطان محمود کے دربار میں حاضر ہو کر
 یہ ظاہر کیا کہ جب تک بریقی زندہ ہوتا اسوقت تک موصل کوجہر کے
 حملوں کا کچھ اندیشہ نہ ہوتا لیکن اب اس کے انتقال کے بعد اوسکا لڑکا امیر
 موصل ہوا ہے۔ اس کے کم سنی کوجہر سے عیسائی بڑھتے دکھائی دیتے ہیں سلطان
 نے اعیان دربار سے اعازت موصل کے لئے امیر منتخب کرنے کو کہا۔ اوس نے
 نے باتفاق اسے ابوالجود عماد الدین زنگی ہی کو امارت موصل کے لئے منتخب کیا۔
 شہید انا بک کے ملک گیری کے حوصلے بہت بڑھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔
 ملک شام اور بلاد ساحل بریسیائیوں کا استیلا اس کے آنکھوں میں کانٹا سا کہنک
 رہا تھا مگر اسلامی حکومتوں کی قوت بالکل فنا ہو چکی تھی۔ خانہ جنگیوں نے اوکی
 طاقت کو منتشر کر رکھا تھا آئے دن ایک دوسرے سے دستگیر ہو رہے تھے
 ہو گئے تھے اور عیسائی حکومت ہر طرف وسیع اور مضبوط ہوتی دکھائی دیتی تھی۔

مار دین اور تختستان سے عربی مشرک انکی سلطنت پہلی ہوئی تھی۔ صرت
 حلب۔ حمص۔ حماہ۔ دمشق چار اسلامی صوبے چار نعلون کی طرح درمیان میں پائی
 رہ گئے تھے جو ایک نہ ایک انکے متناؤن اور خو خوار اور دشکار گاہ بنے والے تھے۔
 دیار بکر سے آمد تک اور جزیرہ سے نصیبین و راس العین تک انکی ظالمانہ
 حملوں سے اثر پذیر ہو رہا تھا اہل رقبہ اور حران ان کے نابردداشتی ظلم کے ماتھوں
 نزع کی حالت میں تھے۔ دمشق کی سرکین۔ ویران ہو رہی تھیں تجارت کا دروازہ
 بند ہو گیا تھا انکا جو رول تعدی اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ یہ اکثر ان اسلامی شہروں سے
 حجاز لیتے تھے جو ان کے مالک مقبوضہ سے ملے ہوئے تھے۔ تاکہ وہ انکی اذیت
 کے ماتھوں سے محفوظ رہیں۔ دمشق پر بھی انکی اس بیجا کارروائیوں کا اثر پڑا تھا
 اہل حلب سے نصف اعمال حلیت لیا تھا۔ شہر سے بیس قدم ہٹ کر انہیں کی
 کامیابی کا سکہ چل رہا تھا۔ غرض کہ اسلامی اہل انکی نا اتفاقی اور باہمی نزاعات نے
 عیسائیوں کو یورپ سے ایشیا میں بکالیا تھا اور انکی ہوسوں اور متناؤن کا
 اپنے کو جولا نگاہ بنا رکھا تھا وہ ہر وقت وہر لحظہ اسلامی دنیا کے مخافت پر
 کمر بستہ رہتے تھے اور مسلمانوں کا خون بہانا اپنا ایک اہم اور مذہبی فرض سمجھتے
 رہتے تھے۔ یہی نازک زمانہ تھا جبکہ ناسور شہید اتابک موصل کی عنان حکومت
 اپنے ماتھوں میں لیکر اسلامی پھر رہ کامیابی کے ہوا میں اُڑاتا ہوا نظر آیا اور
 ایک عالم نے اسکے مودلت نشان حکومت کو خدا کی رحمت اور احسان خیال کیا
 جیسا کہ عیسائیوں کے خوریز زمانہ حکومت کو خدا کی لعنت اور قہر سمجھ کر کہا تھا۔
 شہید اتابک کی فتوحات
 شہید اتابک نے سب سے پہلے جو کام حکومت کی کرسی پر
 بیٹھنے کے بعد کیا یہ تھا کہ وہ سلمان امیر وک نشینے
 اور انکی پریشان اور منقسم طاقتوں کو فراہم کر کے ایک پر شوکت اور قوی

اسلامی حکومت قائم کرنے کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر اپنے اقتدار کے بڑھانے میں مصروف ہوا۔ موصل میں اوس نے نصیر الدین درواز (قلعہ دار) کو موصل کا قلعہ سپرد کیا۔ اور صلاح الدین محمد کو امیر حاجب مقرر کیا اور قاضی بہاء الدین علی ابوالحسن علی کو اپنے کل مقبوضات کی قضا دیدی بعدہ اس نے فرات کے مشرقی علاقہ کی فکر کی اور جزیرہ ابن عمر۔ اربل کو ۴۵۲۲ھ میں فتح کر کے ۵۲۳ھ میں بخارا اور خابور پر قبضہ حاصل کر کے الرجب کے طرف بڑھا۔ اور نصیبین پر قبضہ حاصل کر کے اہل حران کو بھی عیسائیوں کے بچا حکومت سے بچالیا اور اون کو عیش اور آرام کی دوبارہ زندگی مرحمت کی۔ اسی سنہ میں اس نے حلب بھی اپنا اقتدار جمایا اور فرات سے عبور کر کے منبج اور قلعہ بزازہ کے بلند میناروں پر اپنی کامیابی کا پھریرہ اوڑا دیا اور دوسرے سال اس نے حمص و حماہ کو اپنی حمایت میں لیا۔ جب ان بلاد پر اوسکا پورا پورا قبضہ ہو گیا اور یہاں پر اوسکا کامل تسلط ہو گیا تب وہ اپنے بیتاب دلوں کو ٹھنڈک پہونچانے اور مسلمانوں کے خون کا بدلہ لینے کے غرض سے عیسائیوں سے لڑنے پر مایل ہوا۔

فتح قلعہ انابک ۴۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۳ھ میں شہید انابک نے قلعہ انابک حملہ کیا یہ قلعہ حلب سے چار میل کے فاصلہ پر انطاکیہ کے درمیان واقع تھا اور اسوقت تک عیسائی اس قلعہ کے حاکم تھے۔ علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ عیسائیوں نے اس قلعہ کے قبضہ سے مسلمانوں کا گویا گلا بکڑ کر رکھا تھا۔ حلب کو ہر دو ایک نئی مصیبت کا سامنا تھا اور وہ ہر خطہ ایک خطرناک حالت میں رہتا تھا۔ شہید انابک کے ہمراہیوں نے اس قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو روکنا چاہا مگر اس مرد میدان نے اون کے کہنے پر مطلقاً خیال نہ کیا اور فوراً قلعہ پر پہونچ کر اوسکا محاصرہ کر لیا۔ عیسائی مورخ آرچر بیان کرتا ہے کہ جب لڈون دشا

یروشلم کو اس محاصرہ کی اطلاع ہوئی تو اوس نے ارباب شورش کو ایک خاص کو نسل
 میں طلب کیا سہون نے اس خطرہ کو ایک ناقابل التفات اور خفیف خیال کیا مگر
 ایک بوڑھے شخص نے جو کہ یہ قدر فاصلہ پر بیٹھا تھا یہہ بول اوٹھا کہ در کیا یہہ
 نوجوان لڑنے والا (زنبلی) وہ نہیں ہے جس نے طبراس کا دروازہ ہلا دیا تھا
 بالڈون اس فقرہ سے جو کتا ہو گیا اور اوس نے زنبلی کے مقابلہ پر اور قلعہ
 کے بچانے کے غرض سے حسب ضرورت فوج بھیجنے کا فیصلہ کر کے اوکو کوچ کر جانیکا
 حکم دیدیا۔ شہید اتابک نے ان فوجوں کے پہونچنے پر قلعہ سے رخ پھیر لیا اور
 اللہ کا نام پاک لیکر پہلے ان کے مقابلہ پر آگیا عیسائیوں کو اس لڑائی میں
 سخت ہزیمت ہوئی اور ان کے نامی نامی امراء اور افسر اکثر مارے گئے اور بعض
 قید کر لیے گئے۔ سپاہیوں کے مارے جانے کا کوئی صحیح اندازہ نہیں کیا جاسکتا
 شہید اتابک نے انکے شکست دینے کے بعد قلعہ پر حملہ کر کے اوسکے مضبوط و وسیع
 اپنے آہنی پنجوں سے توڑ ڈالا۔ اور اسکے دلیر سپاہیوں نے دم بہرین قلعہ کو
 مسمار کر کے صفحہ ہستی سے معدوم کر دیا۔ علامہ ابن خلدون تحریر کرتا ہے کہ عیسائی
 مقتولوں کی ہڈیاں اس واقعہ کے بعد ساٹھ برس سے زائد اس میلہ زمین
 پڑی رہی ہیں۔

قلعہ حارم کی کامیابی اس کامیابی کے بعد شہید اتابک قلعہ حارم کی طرف متوجہ ہوا
 اور اوسکو عیسائیوں کے پنجے سے نکالنے کے غرض سے اوسکا
 محاصرہ کر لیا۔ چند دنوں تک یہہ محاصرہ بلا کسی جدال و قتال کے قائم رکھا گیا
 لیکن اندرونی نزاعات نے بغیر کامل کامیابی کے اپنے طرف ہٹانا چاہا چنانچہ
 شہید اتابک حسب خواہش و درخواست اہل حارم نصف حاصل حارم سالانہ
 خراج میں لیکر بمصاحت واپس آیا۔

آپس کے
جھگڑے

اس کے بعد شہید اتابک کو ایک مدت تک باہمی مناقشات اور خانہ جنگیوں میں مبتلا رہنا پڑا۔ سلطانین جو قیہ کے جھگڑوں اور لڑائیوں میں بھی اوجھڑ لیا پڑا۔ شعبان ۷۲۶ھ مطابق ۱۱۳۳ء میں خلیفہ المسترشد باللہ نے بغض بغض میں ہزار سواروں سے اسکا موصل میں محاصرہ کر لیا۔ ظاہر ہے کہ اسکا یہ تہا کہ جو وقت سلطانین جو قیہ میں باہم نزاع واقع ہو گئی تو اکثر امراء جو فتنہ بغداد میں جا کر پناہ گزین ہوئے تھے خلیفہ نے ابو الفتح اسفندیاری کو شہید اتابک کے پاس صلح کرانے کی غرض سے بھیجا۔ شہید اتابک کو ابو الفتح کی باتوں سے کچھ شہید پیدا ہوا اسوجہ سے اس نے ابو الفتح کو قید کر لیا۔ جب خلیفہ کو سبکی اطلاع ہوئی تو وہ بیس ہزار سواروں کو لیکر موصل پر چڑھ آیا۔ شہید اتابک موصل چھوڑ کر بخاریط طرف چلا گیا۔ خلیفہ نے موصل کا محاصرہ کر لیا اور شہید اتابک نے صرف یہ کارروائی کی کہ خلیفہ کے لشکر کا رسد بند کر دیا۔ تین مہینوں کے محاصرہ کے بعد مجبوری خلیفہ المسترشد باللہ بغداد کو واپس چلا آیا اور شہید اتابک نے سلطان محمود (سلطان محمود کے بہائی) سے صلح کر کے ان جھگڑوں سے اپنا بیچھا چھوڑ لیا جسکے ماتھوں وہ ان مخصوص زمین گرفتار ہو گیا تھا۔ انہیں قحط کے اثنا میں جب کہی اسکو موقع ملتا تھا تو اپنے ملک کو وسیع کرنا جاتا تھا اکثر فساد امراء سے انکی حکومتیں اور قلعے چھین لئے۔ اور دمشق کو بھی اپنا ایک ماتحت صوبہ بنا لیا۔

عیسائی سلطانین ان خانہ جنگیوں اور باہمی نزاعات کے لقمہ کے بعد اسکو کی ہزیمت پہر عیسائیوں کے برخلاف ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑی۔ کیونکہ مشرور ۷۲۳ھ میں پیر کر و سید کا وعظ شروع ہو گیا تھا اور اسکا جنوں اسقدر ترقی پذیر ہو رہا تھا کہ بادشاہ قسطنطینہ اور شاہ فرانس بڑا لڑائیوں

شریک ہوئے کو آئے تھے۔ اور پہلے اوہنوں نے شہر بڑا عہ کو ماہ شہان میں فتح کیا اور بعد اس کے پندرہویں ماہ مذکور میں شیرز پر حملہ کیا۔ ابوالعساکر سلطان ابن منفذ نے شیردان شہید آتابک کو اس واقعہ سے مطلع کر کے اپنی امداد کو بلایا اگرچہ وہ ان دنوں اپنی منتشر قوت کے جمع کرنے اور فراہمی آلات حربا و درستی لشکر میں مصروف تھا لیکن وہ اس خبر کو پاتے ہی عیسائی فوجوں کے سردار پیروں اہل ہو کر جا پہنچا اور اپنے پڑ پڑ ورجلون اور روزانہ شجوں مارنے سے انکو سدا مجبور کر دیا کہ وہ چار ناچار چوبیس یوم کے محاصرہ کے بعد اپنی مخفی قلعہ اور آلات حصار چھوڑ کر ماہ رمضان میں شیرز سے شب کو بھاگ نکلے۔ شہید آتابک نے انکے ساتھ کا لغائب کیا اور ان میں سے ہزاروں کو قتل کر ڈالا۔ اور سیکڑوں کو گرفتار کر لیا۔ اس لڑائی میں مال غنیمت بھی اوسکو اچھا ملا۔ شعرا نے اس کامیابی پر تہنیت کے قصائد لکھے۔ از انجملہ ابوالمجد سلم بن خضہ حموی کا نصیبہ میمیکہ نہایت مشہور اور فصیح ہے۔

فتح قلعہ عرقہ و بعین اس لڑائی سے فارغ ہو کر شہید آتابک اپنے جوش مردانگی میں قلعہ عرقہ کے طرف بڑھا اور نہایت دلاوری و جواہر دہی اوسکو فتح کر کے ۵۳۴ھ میں قلعہ بارین (بعین) کے باہر عیسائیوں سے لڑا۔ جب شاہ فرانس اور بادشاہ یروشلم میدان جنگ سے بھاگے تو اوس نے قلعہ کے طرف رخ کیا اور نہایت تیزی سے اونکا ایسا کامل محاصرہ کر لیا کہ عیسائیوں کی ڈاک بند ہو گئی۔ یہ محاصرہ چار ہفتوں تک برابر جاری رہا وقتاً فوقتاً لڑائی بھی ہوجاتی تھی۔ اہل قلعہ جب بیرون امداد سے ناامید ہو گئی تو اوہنوں نے قلعہ شہید آتابک کے سپرد کر دیا اور خود نکل کھڑے ہوئے اثنار راہ میں حرکتی اور قسطنطنیہ کی عیسائی فوجیں ملین جو ان کے امداد کو آ رہی تھیں لیکن پہر

اونکی ہمت نے قلعہ کے طرف کوٹھنے نہ دیا۔ علامہ ابن اثیر کا یہ بیان ہے کہ یہ قلعہ یہی سلمانوں کو بچہ نقصان پہونچا رہا تھا حمادہ سے حلب تک کی سرکیں اسوجہ خراب اور ویران ہو رہی تھیں۔ رہزنی اور لوٹ مار کا بازار ایسا گرم ہوا کہ دنکو بھی راہ چلتا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔

قلعہ معرہ اور شہید اتابک اس کامیابی کے بعد تھوڑے دنوں تک اسی کفر طایر قبضہ قلعہ میں ٹھہرا لیکن اسکا لشکر خضر بیک برابر توسیع ممالک اور قلعوں کے سر کرنے میں مشغول رہا۔ معرہ اور کفر طاب وغیرہ پر انہیں دنوں اس کے لشکر نے قبضہ چل کر لیا تھا اور اس کے عیسائی باشندے بے امن و آمان سے اپنے آسم اور سباب کے چوڑیے گئے تھے۔

عیسائی فوجیں ہزیمت یافتہ عیسائی سلاطین لعمہ و عین کو اپنے ماہتوں سے اور حلب کھو کر اپنی حالت کی درستی میں مصروف ہو گئے اور وہ اپنی منتشر اور پریشان قوت کو نہایت عجلت سے مجتمع کر کے حلب پر آہونچے اور اوسکا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ لیکن شہید اتابک کے نائب نے اؤکو حلب سے مار ہٹکا یا شہید اتابک کو اس کے دفع کرنے کی کوشش نہ کرنی پڑی۔

فتح اعزاز ماہ جمادی الثانی ۵۳۹ھ میں شہید اتابک نے اپنے جری لشکر کو از سبہ لومرتب کیا اور جدید آلات حرب سے مسلح کر کے ایڈیسیہ (اعزاز) کے طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود اونکی افسری کرتا ہوا روانہ ہوا۔ صوبہ ایڈیسیہ انطاکیہ کی طرح ایک مستقل صوبہ تسلیم کیا جاتا تھا جو ہمیشہ بادشاہ یرشلیم کے زیر حمایت و نگرانی رہا کرتا تھا۔ جوسلن ثانی ایک عیسائی بادشاہ اس صوبہ کی حکومت کرتا تھا۔ عیسائی مجاہدین کی سب سے پہلے فتوحات کا یہہ ثمرہ تھا۔ سلطنت و حکومت و اعزاز کے اعتبار سے عیسائی دنیا میں یہہ چوتھے درجہ کا تھا۔

شہید انا تک کے پُر زور حملوں نے اسکو اٹھائیس دن کے محاصرے کے بعد فتح کر لیا۔ یہ
ایک ایسی کامیابی تھی کہ جس کے بعد خلافت پناہ خلیفہ بغداد کے حکم سے اس کا
نام خطبوں میں داخل کر دیا گیا۔ نامی نامی شعراء نے اس فتح کی تہنیت میں
قصائد لکھے۔ علماء اور مشائخ نے اس کے فتح کے بعد طرح طرح کے آثار عجیبہ دیکھے
اکثر لوگوں نے اسکو ادون سے روایت کیا ہے۔ اور روایں نے بھی اپنی
اپنی تاریخوں میں اسکا ذکر کیا ہے لیکن ہم بخیال طالت مقال اس کا ذکر
نہیں کیا جاتے۔

فرات کے شرقی شہید انا تک اس مہم میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر کے
حصہ پر قبضہ فرات کے شرقی بلاد کی طرف بڑھا اور اوسپر نہایت
تیزی اور مردانگی سے قبضہ حاصل کرنا گیا ادون میں سے کسی کو بہ امن و صلح اور
کسی کو بزور تیغ فتح کرنا گیا سوائے ایک قلعہ بیڑہ کے۔ کہ وہ اس کے نائب کے مارے
جانے سے باقی رہ گیا اور آئندہ اوسکی موت نے اسکو ایسا موقع نہ دیا کہ وہ اس پر
بھی اپنی کامیابی کا پہرہ اوڑھنا۔

محاصرہ جبجہ اور اس کے ممالک عبوضہ میں کوئی ایسا قلعہ اور شہر نہ تھا جو اس کے
شہید انا تک کی مطالبہ لی (توسیع دائرہ اسلام) کے حاصل کرنے میں
شہادت مغل ہوتا۔ ہر چار طرف کے زمام حکومت ایک شہید انا تک
کے ماتھے میں تھی۔ فرات کے شرقی بلاد میں قلعہ بیڑہ اور اس کے ساحلی مقامات میں
سے قلعہ جبجہ دوسرے قبضہ میں تھا جسکا اس نے مساعیہ میں محاصرہ کیا اور ارشاد
محاصرہ میں دالی قلعہ کے سازش سے خود اس کے غلاموں نے اسکو سوتے میں
شہید کر ڈالا اور اس نامی و دلیر شخص کی فاتحانہ زندگی کا خاتمہ اس بُزدلانہ حملہ سے
کر دیا۔ انگریزی مورخ تحریر کرتے ہیں کہ اس کے قتل کی خبر نے عیسائیوں کو زندہ کر دیا

اور ادھون نے اس درجہ اس کے قتل کی خوشی منائی کہ گویا ادھون نے تمام اسلامی قوت کو دفعۃً تنزلی کے حالت میں دیکھ لیا۔ افسوس ایسا نامور فرما زور اسلامی دنیا کا حامی زنگی ایسا شخص ایسی غیر متوقع اور نامراد موت۔

کافی الحام ولم الک مستقیفا ترجمہ موت آگئی اور بن اسکا یقین نہیں کرتا تھا
ان الحام سیہتملی محما م کہ ہوشیار کہو تر ہی پنجہ موت میں گرفتار ہو جائیگا
شہید اتابک شہید اتابک ہنایت حسین اور اسکا رنگ گندمی مائل پیر خنی
کہ خصائل آنکھیں بڑی بڑی اور طبع تہین کشیدہ قامت پُر گوشت

بدن تھا ستائیس برس سے زیادہ عمر بانی جس طرح وہ صورت و شکل میں فرد
سمجھا جاتا تھا ویسا ہی رعب و داب میں یکتا تھا۔ اس کے چہرہ پر ہیبت کا نور
نمایان تھا علامہ شہاب الدین اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز
شہید اتابک قلعہ جزیرہ کے باب سرخلوہ سے نکلا۔ اتفاق سے پہرہ کا ملاح
سو گیا تھا اس کے کسی ہمراہی نے شہید اتابک کو آتے ہوئے دیکھ کر گادیا
جون ہی اس کی آنکھ کھلی اور اس نے شہید اتابک کو اپنے سر ہانے کھڑا پایا
بیہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے جب اس کو اٹھایا تو وہ مُردہ تھا۔

عدل و ہیبت علامہ ابن اثیر اپنے بزرگ باپ سے روایت کرتا ہے کہ
شہید اتابک ایمر تہہ ایام سرما میں جریرہ ابن عمر میں داخل ہوا اس کے
ہم نشینوں میں سے ایک شخص امیر عز الدین دیسی نامی تھا جو اس کے آنکھوں میں
ہنایت محبوب اور باعزاز سمجھا جاتا تھا وہ بحیرہ و تعدی ایک یہودی کے مکان میں
فروش ہو گیا۔ یہودی نے امیر عز الدین کی بہت خوشامد کی لیکن جب امیر وضو
اوس کے مکان گئے اور اٹھا تو وہ یہودی وادیلکا شور مچاتا ہوا شہید اتابک کے
دارالعدل میں حاضر ہوا اور امیر عز الدین کی جبر و تعدی کی شکایت پیش کی

شہید اتابک۔ امیر عزالدین کی طرف تیز لگا ہوں دیکھ کر خاموش ہو رہا امیر عزالدین اوس وقت دربار اتابک سے اوٹھ کر ہودی کے مکان پر آیا اور اپنے اسباب کے اوٹھانے میں مصروف ہو گیا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اوس کے ملازمین ایک کھلے میدان میں جہاں پر کچر و پانی مجتمع تھا اوس کا خیمہ کر رہے تھے۔

آبادی و موصّل کہ نسبت عام طور سے مورخین کا یہ بیان ہے کہ پہلے موصّل اس درجہ ویران تھا کہ محلہ طباطبائی سے جامع عتیق اور شاہی محل اور دارالعدل و کہانی دیتا تھا بادامنی کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی شخص بغیر کسی ہمراہی کے اس محلہ سے جامع عتیق تک نہ جاسکتا تھا بے شکل تمام فیصدی پچیس لاکھ زمین کاشت کی جاتی تھی۔ اہل موصّل اپنی ہر ضرورت میں دوسرے شہر کے محتاج تھے لیکن شہید اتابک کے زمانہ حکومت کے تھوڑے دنوں بعد آبادی کی یہ کیفیت ہوئی کہ جامع عتیق وسط شہر میں ہو گئی اور زراعت و پیداواری میں یہ شہر مالک شام کے شہروں میں تیسرے درجہ میں شمار کیا جانے لگا۔

مردانگی و شجاعت اسکی مردانگی و شجاعت کی کوئی حد نہ تھی ایسا زمانہ ہی گزرا ہے کہ ایک ہی وقت میں خلیفہ المسترشد باللہ کے حملوں کا جواب دیتا تھا۔ سلطان محمود سے بھی ہم نبرد ہو رہا تھا۔ اور وقتاً فوقتاً اسلامی اعراء کے جھگڑوں میں بھی حصہ لیتا جاتا تھا بایں ہمہ عیسائیوں سے غافل نہ تھا موقع محل و یکہراؤن کے شہروں کو تخت و تاراج کرتا جاتا تھا۔

دستور العمل دنیا کی خبروں اور عالم کے وقایع سے اسکی بوجہ شوق تھا مالک بعیدہ اور قویہ میں اس کے وقایع نگار مقرر تھے جو روزانہ خبریں لکھا کرتے تھے اس کے عمال اور اُمراء اپنے مالک مَنفُوضہ کو بلا کسی شدید ضرورت کے چھوڑ نہ سکتے تھے۔

شہید انا تک اکثر کہا کرتا تھا کہ ملک مثل باغ کے ہے جب تک اس کی نگاہانی اور آبپاشی کی جائے گی سرسبز و شاداب اور غیروں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا اور جہاں باغبان نے غفلت کی فوراً آباد خزان کے جھونکوں نے اس کو پامال کر دیا۔

سیاست

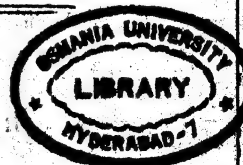
علامہ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ قلعہ جزیرہ کا دروازہ (قلعہ دار) نور الدین حسن بریطی کے نسبت شہید انا تک کے کالوں تک پہنچ رہا تھا کہ یہ اپنے لشکریوں کے سفلیات پر دست درازی کرتا ہے جب وہ کسی ہم پر چڑھتا ہے۔ شہید انا تک نے پہلے اس کو اپنے وقایع نگاروں سے دریافت کیا اور جب اس کو اس کی تصدیق ہو گئی تو اس نے امیر صاحب صلاح الدین غسانی کو بھیج کر نور الدین حسن بریطی کو پکڑ لیا اور بعد ثبوت جرم اس کا عضو تناسل کٹوا لیا اور آنکھیں بٹکوا کر سولی دیدی۔

سخاوت

ہر جائز صدقات اور انعامات میں شہید انا تک نہایت فراخ دہن و روزانہ دونوں وقت اس کے دسترخوان پر علماء و صلحاء۔ فضلا۔ قضاة کی ایک بہت بڑی جماعت ہوتی تھی ہر جمعہ کو قبل نماز ایک سو دینار سرخ غریبا اور مساکین دیتا تھا جب کبھی کسی مدد نہ ناگہانی مبتلا ہو کر اس کے بچ جاتا تھا تو فوراً صدقہ غریبا و مساکین میں تقسیم کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شہید انا تک سیر کرنے کو جا رہا تھا اثناء راہ اس کا گھوڑا پہلے بڑا جس سے یہ زمین پر گرنے لگتا پچھلے ایک امیر کو جواب دہ اس کے ہمراہ رکاب ہتا قریب بولا کہ ایسا آہستہ سے کہا کہ جس کو یہ امیر نہ سمجھ سکا اور پھر قہر کر کے اس کو جواب دہ ہوا کہ یہ امیر اپنے گھر پر واپس آیا تو اپنے اہل و عیال کے رخصت ہونے لگا اس کی بی بی نے بہت دسمجت اس کا سبب یافت کیا اور اس نے کل ماجرا بیان کر دیا اس کی بی بی نے کہا کہ تم اس قصہ کو نصیر الدین چاکر کو دے دو وہ انا تک زحمت کا سزا میرے اس کے کہا کہ نصیر الدین چاکر کو کیا فائدہ تھا اس کا اس کی بی بی نے

مجبور کر کے نصیر الدین کے پاس آکر پہنچا نصیر الدین نے اس کا ماجرا سنا اور اس کے
 ارادے پر وہ ہنس اوریہ بہ کہا کہ ان دیناروں کو لیکر اتنا تک زنگی کے پاس چلے جاؤ۔
 امیر نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو مجھ کو تہاری سہرا پر ہنسی آتی ہے نصیر الدین نے کہا کہ تم
 کچھ خیال نہ کرو بے خوف ان اشرفیوں کو لئے ہوئے دربار خاص میں چلے جاؤ۔
 امیر نے مجبوراً نصیر الدین کی رائے پر عمل کیا اور اشرفیوں کو لئے ہوئے زنگی کی خدمت میں
 حاضر ہو گیا۔ زنگی اس کا منتظر ہی تھا دیکھتے ہی بول اٹھا ”معلت شئی کر کیا تیرے ساتھ
 کچھ ہے“ اس نے عرض کیا کہ ایک ہزار دینار میں زنگی نے کہا کہ اسکو جا کر اسکے محفین کو دیدو۔ امیر با
 زنگی سے خوش خوش ہوا اور نصیر الدین کے پاس پہنچ کر کل ماجرا بیان کر دیا نصیر الدین نے
 کہا کہ عادل زنگی ایسے موقوف نہ ایسا ہی کرتا ہے وہ ہتھار دینار آج ہی شب کو تمہارے
 پاس پہنچ گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صوم و صلوات شہید اتنا تک صوم و صلوات کے ادا کرنے اور فرائض نہ ہی کے پورا کرنے
 کی پابندی میں سجد مستعد نہ تھا۔ اسکی یہ کل لڑائیاں کسی خاص بناوی میں
 سے نہ تھیں اور نہ ملک گیری کے خیال سے وہ ان خوزیریوں کو پسند کرتا تھا۔ اسکے خیالات
 محدود تھے اور میں ہمدردی کا جو ہر کوٹ کوٹ کر بہا گیا تھا وہ اسکی نا اتفاقی دور کرنے
 کی کوشش کرتا تھا اور اسلام کو ہمارا سیرت و رندہ خصلت اقوام غیر کے نیچے ظلم سے چھڑا
 چاہتا تھا۔ وہی نور الدین اور صلاح الدین کی کامیابی کی راہیں کھول گیا
 اور ان کے لئے ایک وسیع سلطنت چھوڑ کر شہید ہوا ہے۔



دوسرا

الملک عادل نور الدین محمود انا را اللہ برمانہ
ولادت و طفولیت - تعلیم و تربیت - ترقی و حکومت

شہید تابک کی اولاد
شہید زنگی کے چار بیٹے تھے۔ ایک سیف الدین غازی دوسرا
نور الدین محمود تیسرا قطب الدین بود و چوتھا نصرت الدین
امیر امیران سیف الدین سب بڑا اور نصرت الدین امیر امیران اوٹمین چھوٹا تھا۔
مگر نیک نامی ناموری کا خوش نام تو نور الدین محمود ہی کو ملنے والا اور وہی اس جدید
دولت کا بانی ہونا لایا تھا۔

نور الدین محمود کی ولادت و تعلیم و تربیت
نور الدین محمود تیسرے ہوں سوال اللہ بموم یکشنبہ وقت
طلوع آفتاب زمانہ خلافت خلیفہ المستظهر باللہ ابو العباس
احمد بن المعتز سی بامر اللہ من پیدا ہوا اور اپنے نامور شہید ہا کے سایہ عاطفت میں

سیف الدین غازی ۳۵۴ھ میں پیدا ہوا اور اخیر ماہ جمادی الثانی ۳۵۵ھ میں انتقال کیا
اور در سے سوصل میں جسکو اس نے خود تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا حنفی المذہب نہایت عاقل شجاع
کرم تھا لشکریوں کے ساتھ بچہ مدارات کرتا تھا۔ عین برس ایک مہینہ میں ان اسے حکومت کی
اسکے بعد قطب الدین بود و اسکا چھوٹا بھائی بچے اسکے تخت نشین ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی کے بعد
سلطان الام الدین محمود کے زمانہ عاطفت میں ہوئی اور قطب الدین بود کے لڑکے کے ساتھ
عقد کر دیا گیا لیکن غازی شہید بن لاولد مر گیا اسوجہ سیف الدین غازی کے صاحب کی بی بی باقی رہا۔

پرورش پائے لگا جب چار برس چار مہینے کا ہوا تو اسکی مکتب نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ اس کے شہید باپ نے اپنے ہونہار لڑکے کی تعلیم میں بڑی جانفشانی اور عرقریزی سے کام لیا۔ فقہ - اصول - معانی - ادب - مناظرہ وغیرہ کی تعلیم دلائی۔ بڑے بڑے مشائخین حدیث سے حدیثیں سنوائی۔ سو لہ برس کی عمر میں ان علوم کی اکتساب و تحصیل سے جب کو فراغت حاصل ہو گئی اور ایک اعلیٰ درجہ کا متحرم عالم ہو گیا تو فنون سپہ گری کے تعلیم کی طرف مایل گیا گیا۔ پہلے اسکو سواری نیزہ بازی تیر اندازی کی تعلیم دی گئی بعد ازاں ترتیب لشکر - مورچہ بندی - حصار کی تدابیر علما و علما سکھائی گئیں جو کان کہیلنے کا اسکو دلی شوق تھا۔ بعد تک تعلیم تربیت یہہ اپنے شہید باپ کے ہمراہ اکثر سو کون میں شریک ہوتا رہتا تھا تاکہ قلعہ جعبہ کے محاصرہ میں شہید زنگی کی فاتحانہ زندگی کا ایک بزدل غلام کے ہاتھ غائمہ ہو گیا۔ اور اس نے اسد الدین شیر کوہ کے اشارہ سے اس کے ہار سے خاتم لیلیٰ اور حلب کی طرف چلا گیا۔

نور الدین کی تخت نشینی ابن ابی طے علی لکھتا ہے کہ جب اسد الدین شیر کوہ کو اتابک زنگی کے شہید ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو اوس وقت

سوار ہو کر نور الدین محمود خیمہ کی طرف آیا اور اس سے کہنے لگا کہ جمال الدین نے لشکر موصل کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے وہ سیف الدین غازی کو شہید اتابک کے قائم مقام کیا چاہتا ہے میں اس سے علیحدہ ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں میرا ارادہ یہ ہے کہ میں حلب کو آپ کا دار الحکومت بناؤں اور عساکر شام کو وہیں مجتمع کر کے آپ کی سرداری کی لون سے بیعت لوں میرا خیال یہ ہے کہ آخر الامر حکومت اور سرداری کا خوشنامتغہ آپ ہی کو دیا جائیگا۔ کیونکہ ملک شام کی حکومت بغیر قبضہ حلب حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جب حلب پر تسلط ہو جائیگا تو اوس وقت بلاد مشرق پر حکمرانی کرنی آسان ہو جائیگی۔ اسد الدین اس قدر

نور الدین کو سجایا اور لشکرِ کام کو کوچ کرنے کا حکم دیا اسی شب کو نور الدین محمود کے حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ ساتویں ربیع الثانی ۵۵۴ھ کو یہ سب حلب میں داخل ہوئے نور الدین محمود تو قلعہ میں داخل ہو گیا اور اسد الدین شیر کوہ قلعہ معنے کے نیچے کھڑے ہو کر لشکریوں سے نور الدین محمود کی طرف سے بیعت لینے لگا اور بعد عقد بیعت خاص خاص قواعد مقرر کئے اور از سر نو شہر کا انتظام کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ نور الدین محمود۔ اسد الدین شیر کوہ کو تا عمر عزت کی آنکھوں سے دیکھتا تھا اور جو کچھ وہ دیکھتا یا سننا تھا وہ سب شیر کوہ ہی کے آنکھوں سے دیکھتا سننا تھا۔

علامہ ابن اثیر تاریخ ایام انا بکہ میں تحریر کرتا ہے کہ بعد شہادت انا بکہ ملک الپرسلان بن سلطان محمود (جو شہید انا بکہ کے ہمراہ تھا) اپنے خیمے سے نکل کر میدان میں آیا زنگی کی فوج نے اوسکی سلامی دی اور اوس کے ہمراہ ہو گئی۔ جمال الدین محمد بن علی وزیر یہ رنگ دیکھ کر گہر اگیا اور اوس کے آنکھوں میں دھواں انا بکہ کی تباہی کا نقشہ پیر گیا اوسکو ملک الپرسلان کے خیالات سے پوری آگاہی تھی اوس نے اسیوقت صلاح الدین محمد الباغسیانی امیر حاجب کے پاس ایک معتبر آدمی کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ بظہر صلیحت وقت مناسب یہ ہے کہ جو کچھ فیما بین ہمارے قیصے قضا یا ہوں اور نیز ہلوگ خاک ڈالیں اور جھک کر ایسا عنوان اختیار کریں کہ جس سے یہہ دولت و حکومت ہمارے آقائے مرحوم (زنگی) کے خاندان میں باقی رہ جائے جھکو ملک الپرسلان کے خیالات سے پوری پوری اطلاع ہے اوس نے شہنشاہ کے مقبوضات پر رحمت و راز کر کے مقصد کر لیا ہے اور لشکر بھی اوسکے ہمراہ ہو گئے ہیں اگر اسوقت میں اس امر کا انتظام نہ کیا جائیگا تو آئندہ سو اے کوف افسوس سننے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ صلاح الدین محمد الباغسیانی کو یہ

اسے پسند آئی وہ اپنے مکان سے اڑھائی کروڑ کے پاس آیا۔ دونوں نے قیوں کیا میں
 بعدہ ملک الہرسلان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس پر ایسا روغن قاز ملا اور
 ایسے معقول فخرے دیئے کہ اس نے زندگی کی بے ریا اطاعت کی جو جسے سیف الدین
 غازی کی امارت کو منظور کر لیا۔ یہ دونوں اس کے دربار سے اڑھائی خیمہ میں
 اور بشورہ و صلاح سیف الدین غازی کو شہر روز سے موصل میں بلایا ہوا۔
 نور الدین محمود اس سے پہلے اپنے باپ کے شہید ہونے کے بعد ہی باشارہ ام الدین
 شہر کو حاکم کے طرف چلا گیا تھا اور اس پر اس نے قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جمال الدین
 نے ملک الہرسلان سفارش کر کے صلاح الدین محمد کو حلب میں نور الدین محمود کے
 پاس بھیج دیا اور حجاجہ کو اس کے جاگیر میں دیا۔ اور خود ملک الہرسلان کے ہمراہ
 رکاب رقبہ میں جا پہنچا۔ ملک الہرسلان کو اس نے حکمت عملی سے عیش و عشرت
 میں مصروف کر دیا اور خود اپنی کارروائی میں مشغول ہو کر برابر امراء لشکر اور لشکریوں
 سے سیف الدین غازی کی طرف سے بحیث لیکر موصل کو روانہ کرنے لگا۔ بعد چند
 ملک الہرسلان کو کسی نے یہ سوچا دیا یا یہ کہ خود وہ خواب خرگوش سے جوق نکا اور
 اپنے لشکریوں کو اس تعداد پر نہ پایا جس تعداد سے وہ رقبہ میں داخل ہوا تھا
 اس وجہ سے وہ رقبہ سے روانہ ہو کر سنجار میں پہنچا اور اس کے قلعہ دار سے قلعہ
 کی کھجیان طلب کیں۔ قلعہ دار نے وزیر جمال الدین محمد کی تعلیم سے یہ کہلا بھیجا
 کہ وہ میں تو والی موصل کا سطح ہوں آپ موصل پر قبضہ حاصل کیجئے جو قوت آپ کو
 موصل پر قبضہ مل جائیگا میں آپ کا سطح ہو جاؤنگا اور اس قلعہ کو آپ کے سپرد کر دوں گا
 ملک الہرسلان یہ جواب سن کر سخت برہم ہوا اور اس نے قلعہ پر حملہ کرنے کی تیاری کا
 حکم دیا جمال الدین محمد یہ خبر پا کر اس کے پاس گیا اور نہایت اوجس کہنے لگا کہ یہ چوں
 کہ چھوٹے قلعہ داروں کے نہ بھڑنا چاہئے اور نہ ان کو شہر لگانا چاہئے فوجی مصلحت یہ ہے

کہ آپ موصل کی طرف چلے اگر سیف الدین غازی میں کچھ اس بغاوت کا اثر پایا جائے
تو اس کو گرفتار کر لیجئے گا ورنہ وہ خود بہرہ جو آپ ٹکرا سکو معقول سزا دیگا۔ ملک اہلسلام
بہرہ شکر خاموش ہو گیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی بقصد موصل بقیہ لشکر کو ہمراہ لئے
ہوئے سنجار سے نکل کر جدہ کو عبور کیا۔ جمال الدین محمد اس کی آنکھیں بچا کر نکل کر پہنچا
اور اسکے پہنچنے سے پہلے موصل میں داخل ہو گیا۔ اسی کے اشارے پر امیر غزالدین
ابوبکر دیوبی ملک اہلسلام کے استقبال کو آیا اور ایسی ظاہر داری کی کہ جس سے
ملک اہلسلام سطلین ہو کر تنہا موصل میں داخل ہونے پر آمادہ ہو گیا جس وقت
ملک اہلسلام اپنے بقیہ لشکر سے جدا ہو کر موصل میں پہنچا اور سیوقت نظر بند کر لیا گیا
اور سیف الدین غازی کے اراکین دولت نے بجا ظرسم و آئین قدیم سلطان سعود
اوس کے تخت نشینی کی اجازت لیکر اتنا تک شہید کی جگہ پر و سکو ہٹا دیا۔

نور الدین محمود اور سیف الدین غازی
اس کے بعد سیف الدین غازی کو مالک شام کا خیال
پیدا ہوا کیونکہ اس وقت تک نور الدین محمود اس کے خدمت
میں بہنیں حاضر ہوا ہوتا اور نہ اوس کے تخت نشینی کی دعوت میں بہرہ شریک تھا۔
دونوں بہائیوں میں خطوط کی ظاہر آمد و رفت جاری تھی لیکن قلبی صفائی نہ تھی
نور الدین محمود تقاضا کرتا کہ سیف الدین غازی سے دور رہا تھا اور
سیف الدین غازی اس کی کسی سے بہرہ خیال کر رہا تھا کہ مبادا خود غرض اُترا اور
عیسائی سلاطین اس کی ناجزبہ کاری۔ کم سنی سے فائدہ اُٹھالیں۔ اسی خیال سے
سیف الدین غازی موصل سے روانہ ہو کر جس وقت حلب کے حدود کو قریب پہنچا
نور الدین محمود بھی ڈرتا ڈرتا حلب سے باہر آیا۔ دونوں بہائیوں میں ملاقات کی
صورت یوں قرار پائی کہ اپنے اپنے لشکر گاہ کے باہر ہر ایک پانچ پانچ سو سواروں کی
جمعیت لے لیں۔ نور الدین محمود اور سیف الدین غازی ہر ایک پانچ پانچ سو

سواروں کی صحبت لیکر بچے لیکن جو وقت نور الدین محمود کی نظر اپنے بڑے بھائی پر پڑی
 فوراً گھوڑے سے اتر پڑا اور کل سواروں کو رخصت کر کے تنہا اپنے بھائی کے قدموں پر
 جا کر اسے سیف الدین غازی نے اس کا سراوٹھا کر گلے سے لگا لیا اور نہایت ملاحظت و
 نرمی سے کہنے لگا۔ ”عزیز نور الدین محمود تم میرے پاس کیوں نہیں آتے تھے۔ میرا دل
 تمہارے دیکھنے کا ہی مشتاق تھا۔ کیا تم مجھ سے ڈرتے تھے؟ خدا کی قسم میرے دل میں
 تمہاری طرف سے کسی قسم کا خیال نہ تھا۔ یہ تو تم خود خیال کر سکتے ہو کہ اگر میں
 تمہارے ساتھ بُرائی یا بداندیشی سے پیش آؤنگا تو پھر کس کے ساتھ میں سلوک
 کرونگا اور کس کے ساتھ میری زندگی بسر ہوگی۔ تم مجھ سے چھوٹے ہو تم سے میرے
 بازو مضبوط اور میری قوت توانا ہے۔“

نور الدین (کمال ادب سے انکھیں نیچے کر کے) ”میرے مکرم بھائی۔ میں اپنی
 غیر حاضری کی معافی چاہنا زیادہ عزیز سمجھتا ہوں اس سے کہ میں اپنی غیبت کی
 کوئی وجہ ظاہر کر دوں۔ وہی مجھ سے غلطی ہوئی میں نے آپ کے شفقت آمو و خطوط کا
 منشاء نہیں سمجھا تھا۔“

سیف الدین۔ میں تمہارے اس جواب سے بید خوش ہوا۔ مجھ کو
 جیسی تمہاری ذات سے توقع تھی ویسا ہی تم نے جواب دیا۔ مجھ کو اتنے ملنے کی زیادہ تر
 اس وجہ سے خواہش تھی کہ لوگوں پر اور علی الخصوص عیسائیوں پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اگر
 ایک نابالغ خمد ہوا ہے تو اپنی جگہ پر وہ اپنے دواعی چھوڑ گیا ہے اور ان
 دونوں میں باہم اتفاق ہے۔ کوئی کور باطن ہو کو نظر بد سے نہیں دیکھ سکیگا تم
 میرے معاون اور میں تمہارا خیر گیران رہوں گا۔

نور الدین۔ آپ کا فرمانا بجا اور بالکل صحیح ہے آپ ایسے مرنے کو چھوڑنا
 پسند نہ کرونگا۔ حکومت و سلطنت آپ کے مقابلہ میں کچھ ہے۔

سیف الدین۔ ہنہن ہنہن! میں تمہاری ترقی کا سدراہ ہنہن ہو سکتا۔
 مجھ کو کب گوارا ہوگا کہ تم دنیا اسلام میں ترقی نہ کرو۔ دیکھو تمہارے بزرگ باپ نے
 کیا کیا نمایاں کام کئے ہیں افسوس کا مقام ہوگا کہ تم اس کے اخلاف کہلاؤ اور اس کا اسبا
 کام نہ کرو۔ میں تمہارا ہر کام میں معین اور تمہاری بہتری کا خواہاں رہوں گا۔

نور الدین۔ مجھ کو آپ کے ان کلمات سے ایسی تشفی ہو گئی ہے کہ میرے دل میں
 کسی حالت میں کسی قسم کی بے اطمینانی فادمان والا کیطرف سے نہیں لے سکتی میں چاہتا ہوں
 کہ میں آپ کی خدمت میں اویس طرح حاضر رہوں جیسا کہ مرحوم پدر کی خدمت کرتا تھا۔
 سیف الدین۔ ضرور تمہاری سعادت مندی اسی امر کی مقتضی ہوگی لیکن
 زمانہ موجودہ کی روش کو منع کرتی ہے عیسائی امرا آرام سے بیٹھ کر نہ بیٹھنے دینگے
 دیکھو جب کوئی کام تمہارے سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے دریافت کرنا میں ہر وقت
 تمہاری مدد کو موجود ہوں سیف الدین نے اس قدر سمجھا کہ نور الدین کے پیشانی پر
 بوسہ دیکر اس کو صلب کیطرف واپس جانے کو کہا اور خود موصل کیطرف چل
 کھڑا ہوا۔

عیسائیوں کی پیشقدمی اور سلطان الدین محمود کی حمیت اسلامی

دنیا تاریخ کے سیر کرنے والوں میں ایسے لوگوں کی تعداد کم نظر آئیگی جو اس امر کو
 تسلیم کرتے ہوں کہ مسلمانوں نے خوزری کی ابتدا ہنہن کی بلکہ عیسائیوں نے
 اُن کے برخلاف ہتھیاراوٹھا کرکے بھی اُس کو روک دیا (جنگ صلیبی) کے مشہور کیا ہے
 اور کبھی اُس کو انسانی ہمدردی کی تعبیر کر کے ایک عام خوزری کے سلسلہ جنبا
 کی ہے لیکن خدا جانے کیونکر نہ گناہ مسلمانوں پر تلوار اوٹھانے کا الزام عائد
 کیا جاتا ہے اور ہر شخص بے سمجھے بوجھے بندگان خدا کے قتل عام کا بدناما دہیتہ

موصول پہونچ کر اپنے ایک خاص امیر کو تبریک و تہنیت کے غرض سے نور الدین محمود کے پاس روانہ کیا۔

دوسرے کروسیڈ کی تیاری

عزاز کے فتح اور کامیابی سے جس قدر مسلمانوں کو خوشی ہوئی اسی قدر ایشیا کے عیسائیوں کی ریج و الم ہوا اور وہ ریج و الم انہیں پر ختم ہونے والا نہ تھا وہ آئندہ بجد غزیری کا باعث بنے کو پیدا کئے گئے تھے اسی وجہ سے انہوں نے اعزاز کے چلے جانے کے غم و الم کو اپنے ہی تک محدود نہ رکھا وہ اپنی طاقت کے سبب ملے سے مایوس ہو کر یورپ کے بادشاہوں کی مدد مانگنے پر آمادہ ہوئے چنانچہ ارمنی پادریوں کا ایک گروہ یورپ میں جا پہونچا اور پوپ یوگنیس سے اپنے غم و الم کا مجرا بیان کیا وہ انکی مصیبت کی کوششیں منکر و اوٹھا۔ مجاڈ بخیر کرتا ہے کہ ایشیا کے عیسائیوں کی سفارت کے اظہار سے محض ایماذرون کے اس سردار اعظم (پوپ) ہی کے آنکھوں سے اشک ہنیں نکلے بلکہ اعزاز کے مصیبتوں اور یروشلیم کے آئندہ خطرات نے عام طور سے لوگوں میں غمخواری اور ہمدردی اور خوف پیدا کر دیا۔ سنٹ برنارڈ یورپ کے عیسائیوں میں جوش پیدا کرنے اور انکو کروسیڈ پر آمادہ کرنے کے لئے اوٹھ کھڑا ہوا اسکے وعظ اور ڈھونڈ مار تقریروں نے تمام یورپ میں پھر ایک جوش پیدا کر دیا۔ عامی سے لیکر اعلیٰ طبقہ تک اس کروسیڈ میں شامل ہونے پر آمادہ ہوئے۔ لوئیس ہفتم بادشاہ فرانس نے ایسکے ہاتھوں صلیب لی اور کروسیڈ میں شریک ہونیکا قول دیا شہنشاہ جرمنی بھی

سنٹ برنارڈ برکنڈی کے ایک امیر کا لڑکا تھا نہایت کسان اور فیح اور مذہبی جوش میں ڈوبا ہوا تھا ہمدردہ برس سے تارک الدنیا ہو کر مذہبی زندگی میں بھر اوقات کر رہا تھا دوسرے کروسیڈ کا بھی بانی اور واعظ ہے اسی سنٹ یورپ کو دوبارہ کروسیڈ پر ادبہار ایتا۔ اور اسی نے عام غزیری کو دوبارہ دروازہ کھولا تھا اور پہلے غمخواری ارا دینین پورا کامیاب نہیں ہوا۔

اوسکی جادو بہری تقریر میں پھنس گیا اور اوس نے نہایت خوشی اور جوش سے اُس کے متبرک ہاتھوں سے صلیب حاصل کیا برنارڈ کو اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہو سکتی تھی کہ دو بڑے بادشاہ اس کروسیڈ میں شامل ہونے کو طیار ہو گئے جو اوسوقت یورپ میں ہر ایک بجائے خود ایک شمار کیا جاتا تھا۔ مورخین کا یہ خیال ہے کہ گائون کے گائون قصبے کے قصبے خالی ہو گئے تھے۔ شہریران ہو گیا تھا قلعے متروک اور غیر آباد تھے بڑے بڑے شہروں میں یتیموں و یرموند اور اپاہج کے سوا کوئی نظر نہ آتا تھا ہر درجہ اور طبقہ کے آدمی بکثرت اپنے اپنے بادشاہوں۔ امیروں کے ساتھ صلیبی لڑائی لڑنے کو آئے تھے۔ حیرت انگیز معاملہ تو یہ ہے کہ اس جنگ صلیبی میں بیشمار عورتیں مرد بن گئی تھیں اور وہ صلیبیں حاصل کر کے تلواروں اور نیزوں سے مسلح ہوئی تھیں۔

کروسیڈروں کی تعداد لوئیس شاہ فرانس کے ہمراہ ایک لاکھ کروسیڈر تھے اور اوسکی ملکہ ایلینر پچاس ہزار عورتوں کی فوج لے ہوئے اوس کے ہمراہ تھی۔ شہنشاہ جرمنی کے ہمراہ بھی اسی قدر فوجیں تھیں اور یہ دونوں فوجیں نہایت مرتب اور باقاعدہ جنگ آزمودہ ہتین علما وہ ان کے عوام الناس بازار یوں کا ایک جم غفیر تھا۔

شہنشاہ جرمنی مسلمان مورخ لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے شہنشاہ جرمنی کی فوج قسطنطنینہ میں پہنچی۔ انکی کثرت کی وجہ سے اوس کے بادشاہ نے انکی دھمکی کی۔ نرمی و مدارات سے پیش آیا اور اپنے ملک سے گزر جانے کی اجازت دیدی مگر جسوقت قونینہ کی حدودی اسلامی حکومتوں کو اس امر کی اطلاع ہوئی اون کو سلاہ چا د لکھتا ہے کہ شاہ فرانس کے ملکہ ایلینر کے صلیب حاصل کرنے پر بیشمار عورتوں کو صلیبیں شاید جو سے اس دوسرے کروسیڈ میں زیادہ ادبائش طبیعت بد علین آدمی شریک ہوئے (باقی صفحہ ۵۰ میں)

اپنے ملک اور دین کی حفاظت کی غرض سے کوئی برا بیگشتہ کرتا یا نہ کرتا تیار ہونا ضروری تھا اسوجہ سے وہ اودن کے ناکے رُوک کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ جسوقت عیسائی ان کے روبرو آئے اونہوں نے چاروں طرف سے حملہ کر کے میٹھار عیسائیوں کو کاٹ ڈالا۔ شہنشاہ جرمنی پریشان ہو کر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔ اثناءِ راہ میں رسد و غلہ کے نہ فراہم ہونے سے صد ہا لشکر مر گئے۔ مشکل تمام کل قوم کا دستاؤں حصہ بچا کر نیشا من پہونچا جہاں پر شاہ فرانس اسکی شکست کا حال سُکر متردد و متفکر تھا۔ شاہ فرانس نے شہنشاہ جرمنی کے مصائب سُکر افسوس ظاہر کیا اور پھر دونوں نے باہم عہد و پیمان کر کے بارادہ فلسطین نیلے سے کوچ کر دیا مگر شہنشاہ جرمنی ترکون سے ایسا خالی ہو گیا تھا کہ اثناءِ راہ میں ترکون کی فوج کے موجود ہونے کی خبر پاکر موسم سرما کے جیلے فلسطین کو واپس چلا گیا۔

۵۲ شاہ فرانس نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے لاؤڈ کیا کیسٹر جلا

(بقیہ نمبر ۴۹)۔ ملکہ الیزبیت کے چال چلن کے نسبت وہ تحریر کرتا ہے کہ اسکے زمانہ قیام الطاکید میں جن لوگوں پر اسکی خاص عنایتیں تھیں وہ مرث عیسائی نائٹ نہ تھے بلکہ اوسین مسلمانوں کے نام بھی مل گئے جاتے ہیں علی الخصوص ایک نوجوان ترک تھا جسکو اس نے بہت سے قیمتی تحائف دیے تھے اور اوس کے خیال سے بادشاہ کو چھوڑ دینا چاہتا تھا۔

۵۳ عیسائی مورخ ان سب آفتوں اور تکالیف کا باعث یونانی عیسائیوں کو بتاتے ہیں جو اوس وقت فلسطین میں حکومت کر رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ یونانی رہروں نے شہنشاہ جرمنی کو دھوکا دیکر فونیہ کے سرحد پر پہونچا دیا جہاں پر اسکو بہت بڑے نقصان کا سامنا ہوا۔ ۵۴ چچاڈ لکھتا ہے کہ شاہ فرانس نے اپنی کل فوج کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا اور ہر حصہ ایک سے سردار کے زیر حکم سفر کرتا تھا جسکو بادشاہ ہدایت کرتا تھا ایک روز اگلے حصہ کا جیا فرمی ڈمی ریگن افسری کر رہا تھا بادشاہ نے سب سے بلند پہاڑ پر کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا لیکن بین ملکہ الیزبیت کے اصرار سے ایک سرسبز میدان میں ٹھہر گیا اور ترک جو۔ (باقی صفحہ ۵۱ میں)

اور وہاں پہونچ کر تنگ پہاڑی رستوں سے گزرتا ہوا اور ترکون سے لڑتا ہوا بندر
اطالیہ سے براہ سمندر اٹلیہ میں پہونچ گیا۔ اس کی ایک لاکھ فوج میں سے صرف
ایک چوتھائی بچ گئی تھی اور باقی تین راج یا بروایت صاحب کتاب الروضتین
ایک لاکھ میں سے بیس ہزار آدمی راستے کے مصائب اور ترکون کی لڑائی کے تندر
ہو گئے۔ اسی مقام پر شاہ فرانس کو اپنی ملکہ ایلینر پر اس کے چچا رمینڈ الی نظام
سے ناجائز تعلق پیدا کر لینے کا شبہ پیدا ہو گیا اور اس امر پر شاہ فرانس اور
اس کی بیگم میں اس درجہ ناراضی پھیلی کہ ملکہ ایلینر اپنے شوہر کو چھوڑ کر اپنے چچا رمینڈ
کے پاس چلی گئی اور شادی منسوخ کرانے پر آمادہ ہو گئی بادشاہ کو یہ حرکت اس کی
ناگوار گزری اور اس نے جبراً شب کی وقت اس کو اپنے لشکر گاہ میں ادھوا منگوایا
اور مجبورانہ اٹلیہ سے کوچ کر کے یروشلم میں جا پہونچا۔ یروشلم کے عیسائی
اس کے آنے کو اپنی خوش قسمتی کا فال نیک سمجھ کر محظوظ ہو رہے تھے کہ اس اثناء
میں شہنشاہ جرمنی بھی عکا ہوتا ہوا یروشلم میں داخل ہو گیا عیسائیوں کی مسرت
ان دونوں بادشاہوں کے اکٹھے ہو جانے سے دو چند ہو گئی اور یہ دونوں
بادشاہ گلے مل کر ایک دوسرے کے مصائب پر خوب پہوٹ پہوٹ روئے اور اس
مقدس مقام میں توبہ استغفار کر کے از سر نو عہد و اقرار پیمان کیا اور مسلمانوں کے

(بقیہ از صفحہ ۵۰)۔ اس کے ناک میں لگے ہوئے تھے اس پہاڑ پر قابض ہو گئے۔ جس وقت بھلا حقہ حسین خود
شاہ فرانس ہتھان کے سامنے ہو کر گزرا اور ان کو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو گیا تو وہ لوگ نعرہ
(اللہ اکبر) مارتے ہوئے آئے۔ میں سرداروں کو جو بادشاہ کے ہر کام میں ایک ایک کر کے
قتل کر ڈالا۔ بادشاہ تنہا رہ گیا تو وہ کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر بہاگ نکلا مسلمانوں نے عام
سہاویں بھجوا کر اس کا نقب دیا اور یہی لغت ان دخیستان اپنی اگلی فوج کے حصہ
سے جاتا۔

برخلاف ہتھیار اٹھانے کی قسمیں کہا مین۔

دمشق پر عیسائیوں کا حملہ

بالڈون ثالث جس نے ابتدا ہی سے خوشخوار طبیعت پائی تھی اور اس وقت وہ یروشلم کا بادشاہ تھا اس نے یورپ کے ان دو عظیم الشان بادشاہوں کے اکٹھے ہو جانے کو اپنی کامیابی کا کافی ذریعہ سمجھ کر اپنے فتوحات کے وسعت دینے پر تلی گیا اور ایک کونسل منعقد کر کے بعد بحث و مباحثہ یہ طے کر لیا کہ دمشق پر حملہ کر کے اس پر قبضہ حاصل کر لینا چاہیے ان دونوں شاہان نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور بالڈون کے ہمراہ یروشلم سے روانہ ہو کر دمشق پر جا اترے۔ دمشق میں ان دونوں امیر معین الدین انز حکومت کر رہا تھا وہ بھی حملہ آور فوج کی آمد سن کر دمشق سے مسلح ہو کر نکلا۔ چہٹی ربیع الاول ۵۴۳ھ یوم شنبہ سے لڑائی شروع ہو گئی۔ دمشق اندون متواثر حملوں اور آئے دن کے محاصروں سے نہایت کمزور ہو رہا تھا۔ اوس کے تین طرف مٹی کی شہر پناہ بنی ہوئی تھی اور ایک طرف باغات تھے جنکے کثرت پر کس قدر اس کو اعتماد تھا۔ عیسائی فوج نے اسی طرف سے اس کا محاصرہ کیا تھا۔

عیسائیوں کی ناکامی

امیر اسامہ بن منقذ کتاب الاعتبار میں تحریر کرتا ہے کہ دمشق کی فوج میں کمانڈوں کے بڑے بڑے مشائخ بھی شریک تھے۔ فقیہہ امام یوسف فندلاوی مالکی اور شیخ عبدالرحمن حلقول رحمہما اللہ تعالیٰ جو دمشق کے عمائدین مشائخ سے شمار کئے جاتے تھے اسی لڑائی میں شہید ہوئے ہیں۔ تاریخ کا مین لکھا ہے کہ معین الدین اترے فقیہہ موصوف کو لڑائی کے میدان میں دیکھ کر کمر سنبھالیہ کیوجہ سے اونکو جنگ کرنے سے روکنا چاہا لیکن فقیہہ موصوف اپنے اوس جوش جو ہر دیندار کے دل میں مذہب کی حمایت کا ہوتا ہے نہ روک سکے اور قہریت سے یہ فقرہ ایہ کریمہ ان اللہ اشرفنا من المؤمنین الفہم و اموالہم بان ہم الجند کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ڈاکٹرے (بے شک جینے فرخت کیا اور اوس نے مول لیلیا) فرماتے ہوئے
 عیسائیوں کی فوج میں گہس گئے اور وہیں لڑ کر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ایک
 بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی اور عیسائی فوجیں میدانِ اخضر تک پہنچی
 چلی آئیں دمشق کی فوجیں کی تعداد کی وجہ سے اونکو نہ روک سکیں۔ چونکہ
 عیسائیوں کو اپنی کثرت تعداد پر اعتماد تھا اسوجہ سے ایدہر وہ لڑائی میں ہستی
 کرنے لگے اور اود ہر معین الدین نے سیف الدین غازی کو عیسائی فوج
 کے آنے کی خبر دیدی اور اوس سے امداد طلب کی سیف الدین غازی اپنا
 جری لشکر لے ہوئے دمشق کی طرف روانہ ہوا اور سلطان نور الدین محمود
 دوسری طرف سے یہ واقعہ سنکر جمص میں اپنے بھائی سے آملا۔ یہیں سے
 دو لڑائیوں نے پہلے عیسائی کروسیڈروں اور شام کے عیسائیوں کو
 اپنی رُخوتے رسطوں سے ڈرایا بعدہ معین الدین کو یہ لکھ بھیجا کہ ”میں اپنے ہمراہ
 ایک خوشخو اسلح فوج لاسکتا ہوں اور ایک محظہ میں عیسائیوں کو سز میں دمشق
 سے نکال سکتا ہوں لیکن دمشق میرے حکام کے قبضہ میں نہیں ہے اگر خدا خواستہ
 نہ ہر بہت نصیب دشمنان ہوئی تو بوجہ دوری ہم جانہ نہیں سکیں گے اور عیسائی
 بخدشہ دمشق پر قبضہ کر لینے اسوجہ سے اگر تمکو ہماری امداد کی ضرورت ہے
 اور تم عیسائیوں کو اپنے ملک سے دور کیا جاتے ہو تو دمشق میں کسی ایسے شخص
 حاکم بناؤ کہ جسپر تمکو اعتماد ہو ہم اس امر پر حلف لے سکتے ہیں کہ کامیابی کے بعد
 دمشق میں ایک محظہ ہی نہ بٹھیں گے“ معین الدین نے اس خط کا جواب لکھ لیا
 لیکن اس سے اوس نے خاطر خواہ فائدہ اٹھالیا اور عیسائی کروسیڈروں کو
 یہ لکھ بھیجا کہ ”تمہاری خبریت اسی میں ہے کہ تم فوراً دمشق سے کوچ کر جاؤ
 ورنہ صبح ستام میں سلطان الشرق (سیف الدین) اپنا ایسا لشکر لے

آ رہا ہے کہ جس کے مقابلہ کی تم میں تاب نہیں ہے۔ اور ایک سفارت شام کے عیسائیوں کے پاس اس ضمنوں کا پہنچا کہ تم لوگ دو بلاؤں میں مبتلا ہو اگر ان عیسائی تجاہد نے دمشق پر قبضہ حاصل کر لیا تو یہی تم اپنے مالک کی خیر نہ جاننا وہ تمہارے مقبوضہ پر حملہ کرینگے اور اگر مینے دمشق کو سیف الدین غازی کے سپرد کر دیا تو تم خوب لاچھی طرح سے یہ یاد رکھنا کہ تم لوگ اکیسویں مقدس پر قبضہ حاصل کرنے سے نہ روک سکو گے مناسب یہی ہے کہ تم اپنے ہم قوم کو بچھا کر دمشق سے ہٹا لو یا یہ کہ تم ہمارے ہم صیغہ ہو جاؤ، شام کے عیسائیوں کو معین الدین کی اس سفارت سے بہت زیادہ خوف پیدا ہوا اور انہوں نے ہی سیف الدین غازی کی خارہ شگاف تلوار اور چار فوج ڈرک یا منت خوشامد دمشق کو سیڈرو نکو واپس بلالیا۔ عیسائی مورخ اس بے نیل مرام واپس ہونے کو عیسائی امرا کے باہمی نزاعات اور ضد کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

کروسیڈروں کی مراجعت اس واقعہ کے بعد ان صلیب برداروں نے عسقلان کا محاصرہ کرنے اور اوس پر قبضہ حاصل کرنے کا مشورہ کیا مگر وہ بھی پورا نہ ہو سکا۔ مجبور ہو کر پہلے تو شہنشاہ جرمنی یورپ کو لوٹ گیا اور بعد اس کے شاہ فرانس جذبے فلسطین میں رہ کر ۱۲۹۱ء میں اپنا سامنہ لیکر واپس ہو گیا یہ دوسرا کروسیڈ تھا یہہ جیسا جوش اور سرگرمی سے شروع ہوا تھا اوس سے بہت زیادہ ناکامی اور تباہی پر خود بخود ختم ہو گیا اور پھر ہر وقت سے تیسرے کروسیڈ کی یورپ میں تحریک ہونے لگی جس کے جوش سیلاب کو سلطان صلاح الدین و عظم نے فرو کیا ہے۔

فدش کی گرفتاری یورپ کے عیسائی کروسیڈروں کے ایک فوج والی طلبہ سلاہ جو تلاش اور فوج کے اسکے نام کی محنت میں ہوں اسکا دار اپنے کروسیڈ میں آجاتا اور اس نے طرابلس کو مسلمانوں سے منجھ لیا تھا۔

(اندلس) کا لڑکا تباہ و موشن سے ناکامی کے ساتھ دابن ہو کر نامراد یورپ جانے کو
 ناپسند کر کے حصن عزمہ پر جا لڑا اور اسکو قلعہ (ریکنڈ کونٹ آف ٹیبولی) والی
 طرابلس سے فتح کر کے طرابلس کے طرف بڑھنے کا قصد کیا قلعہ اس قلعہ کے چلے جانے سے
 سخت مترد ہوا اور اس نے اس کے شر سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ اس سلطان محمد
 کو کہہ دیا کہ ”آپ حصن عزمہ کو فتح سے فتح کر لیجے میں کچھ معزز ہوں گا میرے دل میں
 اسکی ہمدی ذرہ بہر بھی نہیں ہے“ سلطان اون دنوں بعلبک میں عزمہ الدین
 والی موشن سے ملنے کو گیا تہا قلعہ کا یہ پیام اسکو وہیں ملا اس نے عزمہ الدین ان کو
 بھی حصن عزمہ کے لئے تیار کر لیا اور اسکو معہ اس کے فوج کے اپنے ہمراہ لے ہو کر
 حصن عزمہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور روانگی کیوقت ایک خط اپنے بہائی سیف الدین
 غازی کے پاس بھیج دیا۔ سیف الدین غازی خود تو اس ہم پر نہ آیا لیکن اس نے
 ایک کثیر التعداد فوج بسر گردی امیر عزالدین ابوبکر والی جزیرہ ابن عمر روانہ کر دیا
 اتفاق وقت سے یہ کل اسلامی جنگ آفر فوجیں یکے بعد دیگرے ایک دو روز
 کے مدت میں حصن عزمہ پر پہنچ گئیں۔ اور نہایت تیزی اور ہوشیاری سے اسکا
 محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ اسلامی فوجیں قلعہ کی فصیلوں پر چڑھنے کی
 کوششیں کرتی تھیں مکن عیسائی تیر انداز اون کو قریب آئے دیتے تھے چار روز
 تک لڑائی اسی صورت سے جاری رہی پانچویں روز سلطان نے شہر کے
 ذریعے قلعہ کی جنوبی دیوار توڑ ڈالا اور سلطان نورالدین کے ہمراہ تکبیرین کہتے
 ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ عیسائیوں کو جب تک بانی کامیابی پر کچھ بہرہ ملا
 اسوقت تک برابر مقابلہ کرتے رہے مگر جب اونکی مایوسانہ کوششوں نے اونکو
 نامیدی کا جواب دیدیا تو اونہوں نے مجبور ہو کر امانین طلب کیں اور اپنے
 آپ کو مسلمانوں کے سپرد کر دیا۔ علامہ ابو یعلیٰ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حصن عزمہ

کے موجودہ عیسائی لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ میں کام آگیا اور جو باقی رہ گئے تھے وہ گرفتار کر لئے گئے پچھلے اون کے خود فتنش والی طلبہ کا لڑکا تھا۔ سلطان نور الدین محمود نے کامیابی کے بعد عیسائی قیدیوں اور مال غنیمت کو امیر غزالدین ابوبکر کے ہمراہ اپنے بہائی سیف الدین غازی کے پاس حمص میں بھیج دیا اور خود ابن فتنش کو معہ اسکی ملائے گرفتار کر کے ہوٹلکے طرف لوٹ کھڑا ہوا اور وہاں ہی کیونکہ وقت مقامات باسوطا اور ہابہ پر اس کے باشندوں اور حکام نے بخوشی و امان اس کو قبضہ دیدیا۔

عیسائیوں کی بغاوت اسی زمانہ میں شامی عیسائی یورپ کے کرویدمچون کا زور شور سے کر رہے تھے۔ سکر صوبہ اعزاز کے باشندوں کی طرح بغاوت پر مکر بستہ ہوئے اور اپنے گئے ہوئے حمالک پر قبضہ حاصل کر لینے کے عوض سے اسن و آرام کی زندگی تلخ کرنے لگے۔ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کو بعد شہادت زنگی بہہ خیال پیدا ہوا کہ زنگی تو شہید ہو گیا ہے اور اس کے لڑکوں میں نہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ایسی حالت میں کسی اور زمانہ کا اشتقاق کرنا بالکل نامناسب ہے۔ اسوجہ سے انہوں نے ہر مقام پر بلوا شروع کر دیا تھا۔ لیکن سلطان نور الدین محمود کی تازہ کوششوں نے انکو خوب خوب زکین دین اور انکو اولی سر تابی اور بغاوت کی بہت اچھی سزا دی ایک ہی وقت میں ارتاج۔ مابولہ۔ بصرفوت۔ کفر لانا میں عام بغاوت پھیلی ہوئی تھی اور وہ ان چاروں مقامات کے اسلامی فوجوں کا افسر علی بناسوا انکو لڑا رہا تھا۔ کبھی تو وہ ارتاج کے حملہ اور فوج کے ساتھ ملکر شہر مپناہ کے توڑنے میں مصروف نظر آتا تھا اور کیونکہ مابولہ سے باقی عیسائیوں کے نکالنے میں کوششیں کرتا تھا اذہم دور کیونکہ بصرفوت اور کفر لانا پر حملہ کر کے باغیوں کے مجمع کو منتشر اور پریشان کرتا تھا۔ اسکے انہیں

قابل قدر کوششوں اور سعی نے نہایت جلد عیسائیوں کے بلوے کو فرو کر دیا اور ان چاروں مقامات سے فتنہ و فساد کو چند روز کے لئے ایسا رفع کر دیا کہ عیسائی مدوتن اوس کے نام کو بہولے رہے۔

عیسائی کونسل کل بدلتجہ اس کے ایک سال کے بعد پیر عیسائیوں میں پورن پیدا ہوئی اور انہوں نے آئندہ خوزیری کا دروازہ مفتوح کر کے نور الدین کے سلسلہ فتوحات کے رُوک تھام کے غرض سے ۳۵۴ھ مقام بصرے (بقرے) میں ایک کونسل منعقد کیا اور اوس میں بعد بحث و تکرار یہ طے کر لیا کہ کل شامی عیسائی ایکجا ہو کر پہلے حلب کے مقامات پر حملہ کریں جب نور الدین ہمارے مقابلہ پر آئے تو ایک حصہ اوسکا مقابلہ کرے اور دوسرا حصہ فوج کا دوسرا اسلامی شہروں کی طرف بڑھ جائے۔ نور الدین محمود ایسی حالت میں کیسی طرح ہمارا مقابلہ کر سکے گا لیکن سلطان نور الدین محمود کو اوس کے جاسوسوں نے عیسائیوں کے اس صلح اور مشورہ سے آگاہ کر دیا اوس نے بلا توقف حلب سے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیدیا اور عیسائیوں کی روانگی سے پہلے خود اون کے سروپر پہنچ کر لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ عیسائی بلوائی جو اطراف و جوانب سے بطح ملک گیری مجتمع ہو رہے تھے وہ سب کے سب منتشر و پریشان ہو گئے اور انکو ادنیٰ کوششوں اور اتفاق و مشورہ نے کچھ نفع نہ پہنچایا بلکہ وہ کمال بے سروسامانی سے بحال پریشان میدان جنگ سے بہاگ کھڑے ہوئے۔ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اس سحر کے میں بیشمار عیسائی مارے گئے اور ان کے نامی نامی سرداروں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا اس واقعہ سے جانبر ہونے والے عیسائیوں کی تعداد نہایت قلیل تھی سلطان نور الدین محمود نے کامیابی کے بعد دربار بغداد اور اپنے بہائی سیف الدین غازی اور سلطان

مسعود سجوتی کے پاس بھی مال غنیمت اور قیدیوں کے حصص بھیجے تھے شعراء نے اس فحیابی کی تہنیت میں قصاید لکھے مچلہ اون کے قیسرانی کا قصیدہ جو اسے دربار کا خاص شاعر تھا بہت مشہور و معروف ہے۔

سلطان نور الدین اس واقعہ کے بعد چنڈے اور سکوا اپنے اس سلسلہ اور قطب الدین اندرونی معاملات میں دست اندازی کی اور سکوا ضرورت ہوئی کیونکہ ۵۵۴ھ میں سیف الدین غازی والی موصل والی مار دین کی بیجا پیش قدمی سے بلاد مار دین پر چڑھ گیا تھا اور اس کے چند مقامات پر قبضہ حاصل کر کے بمصالح موصل کو لوٹا آ رہا تھا اتفاق سے اشارہ میں غلیل ہو گیا اور موصل پہنچ کر ایک کسین کا چوڑ کر گیا تھا۔ جمال الدین وزیر اور زین الدین قلعہ دار موصل نے متفق ہو کر اس کے بھائی قطب الدین کو بجائے سیف الدین کے موصل کا حاکم بنالیا تھا اور سلطان نور الدین اندون مٹام میں ہنا اور اٹھا کیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اسی اثنا میں عبد الملک المقدم حاکم قلعہ سجارت نے ملک و مال کی ابترا ظاہر کر کے موصل پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی اور علاوہ اس کے اکثر افراد دربار سیف الدین غازی قطب الدین سے بد دل ہو کر اسکی حکومت پر رضامندی ظاہر کر رہے تھے سلطان نور الدین محمود بنظر انجام میں اپنے شتر خصوصاً کو جنین ہمد الدین شیر کوہ اور مجد الدین ابوبکر ابن الدایہ بھی تھے ہمراہ لیکر براہ حجاز موصل کو روانہ ہو گیا۔ یہہ جسوقت مقام ماکسین میں پہنچا تھا اسوقت بہت شدت سے بارش ہو رہی تھی اس کے ہمراہی اس سے پیچھے رہ گئے تھے یہہ صرف چہ سواروں کے ہمراہ ماکسین میں داخل ہوا ماکسین کے پولیس اسکو پہچانا اور معمولی لشکر ترکمانی بھیکر شحمہ ماکسین کے پاس

اطلاع دہی کے غرض سے گئے پولیس والے اپنے افسر سے پوری رپورٹ کرنے
پائے تھے کہ سلطان نور الدین محمود دارالشحنہ میں جا پہنچا شنہ ماکسیٹج اوسکو
دیکھ کر آداب شاہی کے موافق سلام کیا اور دست بوسی کر کے علیحدہ کھڑا ہو گیا
رات بہرہ دارالشحنہ میں ٹہرا رہا جب دوسرے روز اس کے بقیہ ہمراہی آئے
تو ان کو اپنے ہمراہ لیکر سبھا کر وانا ہوا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے
عبدالملک المقدم سبھا میں اپنے لڑکے شمس الدین محمد کو چھوڑ کر موصل کو روانہ
ہو گیا تھا اور روانگی کے وقت یہ کہہ گیا تھا کہ ”اگر سلطان نور الدین محمود
میرے بعد تشریف لائیں تو مجھ کو چکے اطلاع دیدینا“ شمس الدین محمد نے
اس کے پہنچنے ہی دو سواریوں کو اپنے باپ کے واپس لانے کو روانہ کر دیا
چنانچہ عبدالملک المقدم تل یعفر سے موصل کے قریب پہنچ کر واپس آیا اور
سلطان نور الدین محمود کی حکومت کو جسے وہ مدون سے تسلیم کر چکا تھا
بظاہر ہی مان لیا۔ قطب الدین کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا لشکر
لے ہوئے موصل سے نکلا اور تل یعفر پر پہنچ کر بارادہ جنگ ٹھہر گیا سلطان
نور الدین محمود نے اس خدشہ کو پیش نظر کر کے فخر الدین قرا ارسلان الی حسن
پہلے سے بلا بھیجا تھا اور وہ مدہ اپنے لشکر کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔
ہنوز لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی لیکن درمیانوں نے دونوں بہائیوں
میں خاصی ناچاقی پیدا کر دی تھی خط و کتابت کے سلسلے جاری تھے جلال الدین
وزیر جو اس خاندان کا دلی بھی خواہ تھا اور جس نے بعد شہادت اناک زنگی
اس خاندان کو ملک الہرسلان کے ہاتھوں بربادی سے بچایا تھا وہ اس لڑائی کا
سخن مخالف تھا لیکن کسی مصلحت سے اس وقت تک خاموشی کے آنکھوں سے
ان معاملات کو دیکھ رہا تھا جب طرفین کی نامافمان حد سے تجاوز ہوئی

نظر آئیں تو اوس نے قطب الدین کو ایک روز تنہائی میں سمجھایا اور یہہ راہ دی کہ بالفعل فریقین مصلحت یہہ ہے کہ حمص سلطان نور الدین محمود کو دے دیا جائے اور بجائے اوس کے سنجار لے لیا جائے کیونکہ ایک تو حمص کی سرحد عیسائیوں کے ملک سے ملتی ہوئی ہے آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا اڑھتا رہتا ہے اور ہمیں اونکی مدافعت کی قوت نہیں ہے اور دوسرے یہہ ہے کہ وہ بھی آپ کے بہائی اور بڑے بہائی ہیں اون سے لڑنا بالکل نامناسب ہے قطب الدین نے جمال الدین وزیر کی یہہ رائے پسند کر لی اور دوسرے روز صبح ہوتے ہی تین تنہا سلطان نور الدین محمود کے پاس چلا گیا سلطان نے اسکو اپنے گلے سے لگا لیا اور اسکی خواہش کے موافق حمص ورجہ سے سنجار کا تبادلہ کر لیا۔ اگلے دن سلطان نور الدین محمود اپنے بزرگ باپ شہید اٹابک کے وقت کے خزائن و اسباب سنجار سے لیکر حلب کو چلا گیا اور قطب الدین نے سنجار کو زین الدین کے سپرد کر دیا اسوجہ سے کہ حمص اس کے بہائی کی جاگیر میں تھا۔

جنگ الظاکیہ انہیں معاملات کے اشارہ میں پرنس الظاکیہ یا پیچہ اسواروں کی جمعیت سے مصافات حلب کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا سلطان نور الدین محمود جب حلب میں پہونچا اور اس امر کی اوسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے پہلے امیر علی الدین والی دمشق کو طلبی کا خط لکھا بعدہ خود تین ہزار سواروں کے ہمراہ حلب سے نکل کھڑا ہوا اور امیر معین الدین اپنی طرف سے مجاہد الدین بزان کو ایک ہزار فوج کے ساتھ دمشق سے روانہ کر کے خود بغیر من حفاظت حوران کی طرف چلا گیا عیسائی اور اسلامی فوجوں کا مقام آنس میں یوم چپار شنبہ اکیسویں صفر ۵۴۲ھ کو مقابلہ ہو گیا سلطان نور الدین محمود بذاتہ اس لڑائی میں ایک جانب زباہی کی طرح

جنگ کر رہا تھا اور بایں ہمہ اپنے پورے لشکر کی افسری ہی کرتا جاتا تھا۔

پرنس انطاکیہ کا مارا جانا ابن ابی طے لکھتا ہے کہ اسکا نامی سپہ سالار سعد الدین شیرکوہ نے اس معرکہ میں بہت بڑی جو افریدی کی بیہ اپنی

صف سے شیر نر کی طرح نکلا اور عیسائیوں کی صفیں بہاڑتا ہوا صلیبی نشان کے پاس پہونچ کر ایک ہی دار سے اوس پادری کو مار ڈالا جسکے ہاتھ میں صلیب تھا بعد ازاں اوس نے خود پرنس انطاکیہ پر حملہ کر کے اوسکو تہ تیغ کیا اور اوسکے ساتھ ہی کئی نامی نامی عیسائی سپہ داروں کو کاٹ ڈالا جب عیسائی سپاہیوں نے اوسکو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کرنا چاہا تو وہ پیراؤنگی صفوں کو بہاڑتا اور اون کو مارتا ہوا نکل آیا۔ عیسائی فوج میں اس واقعہ سے گھبرائیں اور نہایت بے سروسامانی سے میدان جنگ سے پسپا ہو کر بہاگین مسلمانوں نے اون کا کچھہ ڈور تک تعاقب کیا اور سلطان نور الدین محمود نے انطاکیہ کے دروازہ پر پہونچ کر اپنا نیزہ گاڑ دیا انطاکیہ پہلے ہی سے اپنی حفاظت کرنا لوٹنے والی ہو چکی تھی اوس میں سوائے معمولی رعایا اور تجارت پیشہ عیسائیوں کے اور کوئی نہ رہ گیا تھا اوہوں نے فتح نصیب سلطان سے مہلت مانگی اوس نے کمال رحم دلی اور خذہ پیشانی سے اہل انطاکیہ کو ایسی حالت میں اون کے خواہش کے مطابق مہلت دیدی جبکہ وہ بے یار ویاور ہو رہے تھے۔

دوسرے پرنس کی گرفتاری پرنس انطاکیہ کے مارے جانے کے بعد اوس کے نسل سے ایک کم سن لڑکا بے مذ نامی موجود تھا لیکن کسی

کیوجہ سے وہ اپنے ملک و لشکر کو نہ تو سنبھال سکتا تھا اور نہ مسلمانوں سے صلیبی لڑائی لڑنے کا قابل تھا اسوجہ سے پرنس انطاکیہ کے بیوہ بی بی نے ایک دوسرے پرنس سے عقد کر کے اوسکو انطاکیہ کے ملکی اور جنگی محکوم کی افسری دیدی۔

یہ پرس بظاہر اپنے خونخوار ارادوں سے نہایت سخت جنگجو نظر آ رہا تھا لیکن ابتداء میں سلطان نور الدین محمود سے اوچھکراپنی متناؤں کا خون کر بیٹھا۔ سلطان نے اسکو نہایت ناکامی سے پساکیا اور پہلے وقت اسکو خود سلطان نے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بھینڈ تخت انطاکیہ پر بیٹھا اور وہ ۵۵۹ء تک حکومت پذیر رہا۔ لکنکہ ہم مہم مارم میں اسکو بھی سلطان نور الدین محمود نے ایک لڑائی میں گرفتار کر لیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم مفصل بیان کریں گے۔

والی دمشق کی بد عہدی اور نور الدین پہلا حملہ

اس کے واقعہ کے بعد پیر عیسائیوں نے اطراف اعمال حورانہ میں بغاوت شروع کی دن دھاڑے مسلمانوں کو قتل و غارت کرنے لگے۔ اُن کے مال اسباب کوٹ لیتے تھے اُن کی عورتوں بچوں کو گرفتار کر کے ہمیشہ ہمیشہ کی آزادی اور پاک مذہب اسلام سے محروم کر دیتے تھے سلطان نور الدین محمود کے کانوں تک جب یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اُس نے پہلے اُن کو اپنے خوفناک ارادے سے ڈرایا لیکن جب وہ اپنی حوالت سے باز نہ آئے تو اُس نے اُنکی سرکوبی کا ارادہ کر کے معمول کے موافق والی دمشق سے ایک ہزار سواروں کو معہ اُن کے سپہ سالار کے طلب کیا۔ یہاں والی دمشق کے مرنے سے دمشق کا انتظام بجا دتر مور رہا تھا نہ تو جدید حاکم بن عہد و اقرار کی پابندی تھی اور شاہ میں فوجی ہمدردی باقی رہی تھی بلکہ وقتاً فوقتاً عہدہ اپنی ناجزبہ کاری کم فہمی سے عیسائیوں سے سازش کر لیتا تھا جس سے یہ تو متوقع نہ ہو سکتا تھا اور وہ خاص طور اسکی سازش سے فائدہ اٹھالیتے تھے شاید اُس نے عیسائیوں کے بہرہ پر سلطان نور الدین محمود کے ملک کی تعمیل نہ کی سلطان نور الدین محمود کو جو سلطان اُمراء کی نا اتفاقی دور کرنے اور ایک سلامتی پر شوکت قوت بنائیکے غرض سے

پیدا کیا گیا تھا جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنی فوج کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کو بصرہ گروہی اسد الدین شیر کوہ اطراف حورانہ کو روانہ کیا اور خود ایک حصہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بقصد دمشق۔ مرج یوس میں جا اور اس کے لشکر کا کچھ حصہ مقام یعقور میں ٹھہرا رہا۔ دو دن کے بعد مرج یوس سے روانہ ہو کر بعلبک میں جا پہنچا بعلبک اور اس کے اطراف میں ایک ت سے پانی نہ برسنے کی وجہ سے قحط پڑا ہوا تھا۔ اتفاق وقت سے بعلبک میں آبی دن بارش ہوئی جسے وزیر یہ عادل سلطان داخل ہوا تھا۔ بعلبک والوں نے اس کی شریف آوری کو نزول رحمت کا باعث سمجھا اس کی ترقی دولت و حکومت و نصرت کی دعائیں مانگیں۔ ایک روز وہ یہاں ٹھہرا رہا دوسرے روز صبح بعلبک سے اوٹھ کر ۲۰ ذیحجہ ۵۸۵ھ کو حبرہ خشب پر جا کر یقین ہو گیا جہاں کہ دمشق کی اکثر جم جو جین ٹھہرا کرتی تھیں۔

مصاحت والی دمشق جسکو عیسائی امراء سے سازش پر ناز تھا اس کے پہنچنے سے بے سمجھے ہوئے اس کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا ”وہاے تمہارے معاملات کا سوائے تلوار کے اور کوئی چیز فیصلہ نہیں کر سکتی“ ”تمہیں جو تمہارے ملک کا ارادہ کیا ہے ہماری تلواریں وہی ہیں جو کہ“ ”وہ عیسائیوں کی ہیں ہم تم کو وہیں تلواروں سے دفع کریں گے اور“ ”وہ انہیں کے نوک دار نیز دن سے تمہارا استقبال کریں گے تمکو ہم سے“ ”وہ سوائے ہزیمت کے اور کچھ حاصل نہو گا بہتر ہو گا کہ تم اولے پاؤں“ ”وہاں چلے جاؤ۔“

سلطان نور الدین اس خط کو دیکھ کر عجب برہم ہوا لیکن پھر اس نے ازارہ تھل و علم یہ کہلا ہیجا کہ تم خود اپنے کسی محمد امیر کو ہمارے پاس بھیج دیا ہے

مہتا سے ابھی صفائی ہوئی جاتی ہے۔ مجیر الدین والی دمشق نے پہر بھی پہنچا اب
 لکھنہ بیجاٹ سلطان لوزالدین نے برہم ہو کر دمشق پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا جسوقت
 اسکا لشکر اپنے خارہ شکاف نیزون کو لئے ہوئے دمشق کے شہر پناہ کے دیواروں
 کے نیچے نظر آیا اور عیسائیوں نے والی دمشق کو کچھ ہی مدد نہ پہونچائی اور نہ
 اوس نے صلح کا پیام بیجاٹ سلطان لوزالدین نے مصلحتاً پہلی محرم الحرام ۶۴۵ھ
 اس شرط پر صلح کر کے حلب کو لوٹ کھڑا ہوا کہ جامع دمشق میں خلیفہ اور سلطان
 کے نام کے بعد خطبوں میں لوزالدین محمود کا نام پڑھا جائے اور سکہ بہر بھی
 اسکا نام ہے فوجی افسر لوزالدین محمود کے منظور سی سے مقرر ہوا کرینگے
 اور مالی انتظامات مجیر الدین کے قبضہ میں رہیں گے۔

جنگ فامیا لوزالدین محمود دمشق سے واپس ہو کر حلب میں پہونچا اور
 ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا جب اوسکا نامی سپہ سالار شیر کوہ اطراف حوران
 سے واپس آ گیا تو اوس نے قلعہ فامیا کا قصد کیا یہ قلعہ ایک اونچی پہاڑی پر
 حماہ سے سو منزل پر واقع تھا۔ اسکی فصیلین نہایت مضبوط تھیں عیسائی فوجیں
 جو اس میں مقیم رہتی تھیں وہ اکثر حماہ اور شیرز کے سرحدی بلاد پر اوس وقت
 بخون مارا کرتی تھیں جسوقت وہ مقامات اپنے معاونین سے خالی ہو جاتے
 تھے سلطان لوزالدین نے چار ہزار کی جمعیت سے اسکا شرقی جانب سے
 اور شیر کوہ نے تین ہزار فوج سے غربی جانب سے محاصرہ کیا فامیا عیسائی
 فوجیں قلعہ کے جنوبی دروازہ سے نکلین اور پہاڑ کے تنگ دروں سے
 گزر کر مسلمانوں کے اوس لشکر پر حملہ کیا جسکا افسر اعلیٰ لوزالدین محمود تھا
 لوزالدین محمود نے اپنے حریف مقابل کے حملوں کا نہایت مستعدگی جواب
 دینا شروع کیا جب لڑائی کا شور و غل زیادہ ہوا اور شیر کوہ کو اس کی

اطلاع ہوئی تو اوس نے ان کے مقابلہ کی کوشش نہ کی اور نہ اوس نے اپنے مقام کو چھوڑنا پسند کیا بلکہ اوس نے اپنی فوج کے ایک حصہ (ہیمینہ) کو بھیج کر قلعہ کے جنوبی دروازہ کو گھیر لیا۔ شام کے وقت جب عیسائی فوجین نورا الدین کے لشکر سے نہریت اوٹھا کر میدان جنگ سے بہاگین اور جنوبی دروازہ سے قلعہ میں داخل ہونے کے ارادہ سے پہاڑ کی چڑھائی سے اوتر رہی ہتین سوت شیر کوہ نے بھی ایک حملہ کر دیا۔ عیسائی فوجوں پر تین طرف کی لڑائی نے زلیست کا دائرہ تنگ کر دیا بہاگنے اور چہینے کو کوئی جگہ نہ ملتی تھی اور نہ انکو قلعہ کی بقیہ فوجین کچھ مدد پہونچا سکتی ہتین مجبور ہو کر جو کچھ کشت و خون سے بچ رہے تھے اوہوں نے اپنے اپنے ہتیار رکھ کر چلے اور امان کے خواہشگار ہوئے۔ مسلمانوں نے اودن کو اپنی حفاظت میں لیلیا اور محاصرہ بدستور جاری رکھا۔

عیسائی مقتولوں کی تعداد اس لڑائی میں عیسائی زخمی اور مقتولوں کی تعداد دو ہزار چار سو بیان کیجاتی ہے اس تعداد میں وہ بھی شریک ہیں جو راستہ کی تنگی سے پہاڑ کی چوٹی سے اثناء لڑائی میں گر کر مر گئے تھے۔ اور اسقدر وہ لوگ بھی تھے جنکو مسلمانوں نے قید کر لیا تھا اور پھر بعد چندے اپنی رحمتی سے اودن کو چلے جانے کی اجازت دیدیا تھا۔ مسلمانوں میں سے بیس شہید اور پندرہ زخمی ہوئے تھے۔

فتح قامیا فامیا کی محصور عیسائی فوجوں نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے شام کے عسائیوں سے امداد طلب کیا اور ایام گزاری کے لحاظ سے مصاحت کی گفتگو بھی پیش کی لیکن نورا الدین محمود اودن کی اس کارروائی کو تاڑ کر صلح کرنے سے صاف انکار کر گیا اور یہ کہلایا کہ میں حکم ایک شب سے

زیادہ مہلت ہتھین دے سکتا تمکو جو کچھ انتظام کرنا ہو کر لو میں کلمہ صبح تمپر حملہ کرونگا
حاکم قلعہ یہہ سنکر چارنا چار لڑائی پر مستعد ہوا صبح ہوتے ہی مسلمانوں نے
تین طرف سے قلعہ پر حملہ کیا دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ نہایت کامیابی سے اور
فتح کر لیا۔ سلطان نور الدین نے خود اپنے ماتھے سے قلعہ کے برج پر اسلامی جھنڈا لگا دیا
اور شام کے عیسائی فوج کا منتظر رہا جو اہل فامیہ کی مدد کو آ رہی ہتھین۔

نور الدین اور شامی عیسائی
شام کی عیسائی فوجیں فامیہ کے فتح کے ایک ہفتہ کے
بعد فامیہ کے قریب پہونچیں ہتھین اور فتح فامیہ کا حال
سنکر وہیں ہونا چاہتی تھیں لیکن شیر کوہ کی سعدی اور سلطان نور الدین
کی بیدار مغزی سے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا صفحہ نہ ہو گیا آئے کو تو
آئیں مگر جانہ سکتی ہتھین وہ ہر پہلو سے بھیکہ و حوالہ لڑائی کو ٹالنا چاہتی ہتھین
اور شیر کوہ اون کی راہ روکے ہوئے لڑائی پر آمادہ ہوتا چوتھے روز محبوب ہو کر
ادھون نے سلطان نور الدین کے پاس شیر کوہ سے چمپا کر صلح کا پیام بھیجا سلطان
نور الدین نے اپنے اراکین دولت سے مشورہ کر کے عیسائیوں سے کچھ زر و تان
لیکر دوسرے کے لئے صلح کر لیا۔

نور الدین محمود اور جو سلن ثانی
ان عیسائیوں سے ایک سو وقت صلح ہو جانے کی وجہ
سے بظاہر نور الدین کو فارغ البالی ہو گئی تھی اور
اوسکو کچھ کام نہ رہتا لیکن اوسکی آنکھوں میں جو سلن ثانی کا اسم
میں مسلمانوں کی غفلت سے بچکر نکل جانا اور پہر اوسکا بلاد اسلامیہ پر وقتاً
فوقاً حملہ کرنا کا نٹاسا کہنک رہا ہتا وہ درحقیقت اسکی سرکوبی اور انسداد
سے غافل نہ ہتا اسوقت جب کہ مسلمان امیروں کے باہمی جھگڑوں سے
بظاہر فراغت ہو گئی اور چند دنوں کے لئے وہ انظار کے عیسائیوں سے بھی

بشر سے بیفکر ہوا تب اوس نے حلب کے شمالی حصہ کو عیسائیوں سے صاف
 کرنے کی کوشش کی اسطرح جو سلن ثانی کی سرحد اوس کے ملک سے
 ملی ہوئی تھی اس نے پہلے اپنی فوج کو معقول طور سے مرتب اور کامل طریقے
 سے مسلح کر کے جہاد کا اعلان کیا بعد ازاں حلب سے نکل کر اوس کے شمالی
 سرحد سے گذر تا ہوا بلاد جو سلن مین جا اور ترا اور اوس سے پہلے میلان
 جدال و قتال میں مصروف ہو گیا۔ جو سلن ثانی کے لشکر مین درپردہ
 انظار کیے کی یہی فوج مین اور شام کے عیسائی کروسیڈروں کی جاعتین
 یہی شامل تھیں۔ دو مہینہ تک برابر مسلمانوں اور عیسائی فوجوں سے
 گھسٹام لڑائی ہوتی رہی سب سے آخری لڑائی مین جو ایک حالت دو شہنا
 روز جاری رہی تھی کمی تعداد کی وجہ سے مسلمانوں کے پاؤں اوپر کئے
 سلطان لوزال دین نے ہر چند اونکو سنبھالنا چاہا مگر نہریت یافتہ
 فوج نہ سنبھل سکی مجبور ہو کر یہہ معاہدے اپنے چند مصاحبوں کے ایک ٹیلہ پر
 چڑھ گیا جسوقت عیسائی اون کے تعاقب سے واپس ہوئے اسوقت
 اوس نے اپنے حملہ کر کے تھوڑی دیر کے لئے بازار کارزار گرم کر دیا لیکن
 اوسکی تازہ کوششوں نے کچھ فائدہ نہ پہونچا یا وہ پسپا ہو کر حلب کو رہیں
 چلا آیا۔ یہہ پہلا موقع ہے کہ اسکو عیسائیوں کے مقابلہ مین فوج کی کم ہمتی سے ہر
 اور ہٹانی پڑی اس لڑائی مین عیسائیوں نے اس کے سلاح دار کو گرفتار کر لیا تھا
 جسکو جو سلن نے معاہدے اوسکی زرہ کے ملک سمودین قلعہ ارسان والی قونیہ کے
 پاس بھیج دیا تھا اور یہہ کہلا بھیجا کہ ”یہ تمہارے داماد کا سلاح دار اور یہہ
 اوسکی زرہ ہے اسکے بعد مین غفریب اتابک (لوزال دین) کو بھی گرفتار کر کے
 تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں“

جوسلن کی گرفتاری

اس واقعہ کے بعد نور الدین محمود تو اپنی طاقت کے بڑھانے اور عیسائیوں سے بدلہ لینے کی فکر میں آلات حرب اور لشکر جمع کر رہا تھا اور جوسلن ثانی سرحدی مسلمانوں کو آئے دن پریشان اور اونگے آباد شہروں کو ویران کر رہا تھا۔ ایک دوا اتفاق نے جس وقت یہہ کامل طور سے مسلح ہو کر سہ بارہ اعزاز کے چہڑائے کو جا رہا تھا نور الدین محمود سے اس کا مقابلہ ہو گیا۔ فریقین نہایت تیزی سے اپنی اپنی فوجوں کو چڑھتے ہوئے مرتب کر کے ایک دوسرے سے ہم بند ہو گئے۔ جوسلن نے نور الدین محمود کے قلب پر حملہ کیا یہہ سمجھ کر کہ نور الدین محمود اس میں ہے۔ لیکن نور الدین اس وقت یمن میں تھا اور اسد الدین شیر کوہ بجائے اسکے قلب میں کام کر رہا تھا۔ اوس نے مصلحتاً رٹے ہوئے پیچھے قدم ہٹائے عیسائیوں نے اور کاتاقب کیا نور الدین محمود جیسی وقت اور حالت کا منتظر تھا وہ دو کوس کا چکر کاٹ کر عیسائیوں پر پیچھے سے آپڑا جب عیسائی فوجیں پیچھے کو ٹھہریں تو شیر کوہ نے سبھلے ایک پرجوش نعرہ (اللہ اکبر) کے ساتھ حملہ کر دیا عیسائی فوجیں دو لون اسلامی فوجوں کے درمیان میں آجھلے سے گہرا گئیں اور انہیں ترتیب باقی نہ رہی جوسلن ثانی نے ہر چند اونکو با ترتیب لڑانا چاہا لیکن وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہا اور خود نور الدین محمود کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر حلب کے قید خانہ میں داخل کر دیا گیا اور اسی قید خانہ میں اندھا ہو کر پھر برس کے بعد قید ہی کی حالت میں مر گیا۔ بعض اسکے گرفتاری کا واقعہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے ایک رتبہ انہیں دلوں میں ترکمانوں پر شجوں مار کر مرد اور عورتوں کو گرفتار کر لیا اور اسی میں سے ایک عورت اپنے لئے منتخب کر کے ایک گوشہ میں لگیا اور اپنا فوجی لباس اور ہتھیار اتار کر اسکے ساتھ بیٹھ کر

اختلاط کی باتیں کرنے لگا اس اثنا میں چند ترکمان جو اسکو عرصہ سے غصہ کی تیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے بجلی کی طرح اوسپر ٹوٹ پڑے جو سکن ثانی نے اپنے بچلنے کی کوشش کی تو اوپر پہنچ لی نیزہ سنبھال لیا لیکن اوسکی برگشتہ قسمت نے صرف اوسکی کوشش سے اوسکو فیضیاب نہیں ہونے دیا بلکہ ترکمانوں کے ہاتھوں میں اوسکو گرفتار کر کے ایک مجرم کی طرح اوسکی مشکین بندہ وادین - قید ہو جائے جو سکن ثانی نے مال و زر کے ذریعہ سے اپنی رہائی کی تدبیر نکالی اور بظاہر وہ اپنے اس تدبیر میں کامیاب ہو گیا تھا اگر اُن ترکمانوں میں سے ایک سے کمان پھوٹ کر گورنر حلب کو اس واقعہ سے مطلع نہ دیتا - گورنر حلب جسوقت اس واقعہ سے مطلع ہوا اوسوقت وہ بلا اطلاع نور الدین محمود کے ایک دستہ فوج کے موقع واردات پر پہونچ گیا اور جو سکن ثانی کو ترکمانوں سے چھینکر حلب کے قید خانہ میں لا کر بند کر دیا اور اس کے بعد نور الدین محمود کو اس کے گرفتاری کا حال لکھنے بھیجا۔

فتح بقیہ اعزاز نور الدین محمود نے جو سکن کی گرفتاری کے بعد صوبہ اعزاز (ایڈیسیم) کے باقی قلعہات کے فتح کرنے کی طرف توجہ کیا۔ اور ایک جری لشکر لئے ہوئے حمص سے حلب میں آیا اور پہر حلب سے کوچ کر کے اعزاز میں جا پہونچا۔ اگرچہ عیسائیوں میں جو سکن کے قید ہو جانے پر کوئی ایسا ہتھیار باقی نہ رہا تھا جو اسکی قائم مقامی کرتا لیکن پہر یہی باہم متفق ہونے کے وجہ سے وہ ایک قابل اطمینان اور پوری طاقت کے مالک تھے اور نیزہ و قنا فوقاً یورپ کے گروسیڈروں سے اُن کو مدد مل جاتی تھی۔ اس موقع پہر یہی کم و بیش یورپ کی فوجیں انکی مدد کو آئیں۔ الظاہیہ والوں نے انکو ہر طرح سے زور دیا اور انہوں نے یہی سجدہ کوششیں کیں لیکن نور الدین محمود کے

حملوں نے اونکو نہر میت پر نہر میت شکست پر شکست دیکر عین تاپ۔ غراز۔ قورس۔

راوندان۔ حصن البارہ۔ تل خالد۔ کفر لانا۔ کفر سوب۔ حصن بصر فوت۔

مرعش۔ نہر الجوز۔ برج الرصاص۔ داوندار وغیرہ وغیرہ عیسائی قبضہ نکال لیا۔

فتح جلدک

ود لوکا

صرف یہی ایک لڑائی ایسی نہ تھی کہ جس سے عیسائیوں کی قوت کو

اغزاز میں نقصان پہونچتا بلکہ اس کے بعد وہاں کی عیسائی

رعایا نے ان قلعوں کے چلے جانے سے سخت داویل اچھایا اور شام کے عیسائیوں

اپنا ہمدرد بنا کر پہرہ برسر مقابلہ آئی اور قلعہ جلدک پر ایک نہایت خوفناک

لڑائی لڑی۔ قلعہ جلدک پر اسوقت تک عیسائی پہرہ اور رہا تھا اور

وہ ہر طرح سے نورا الدین کے مقابلہ کرنے کے لئے مضبوط اور قابل طمینان

سمجھا جاتا تھا لیکن جسوقت نورا الدین محمود نے اسکا محاصرہ کیا اور ہر چار

طرف سے مناجیق نصب کر کے اوپر سنگ باری کی اوسکی فضیلوں اور بچوں

نے اون تازہ کوشش کرنے والے عیسائیوں کو نہ بچایا۔ قلعہ جلدک کے فتح

ہونے پر عیسائیوں نے دلوکا میں جا کر پناہ لیا۔ نورا الدین محمود نے قلعہ

جلدک کا انتظام کر کے اوسکا بھی محاصرہ کر لیا عیسائیوں نے مجبور ہو کر

قلعہ کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی برگشتہ قسمت کی طرح اوارہ ہو کر دلوکا سے نکل گئے

حملہ ثانی دمشق

علامہ شہاب الدین ابو محمد عبدالرحمن کتاب الروضتین

مختصر کرتا ہے کہ ۶۴۷ھ میں والی دمشق نے پہر عیسائی امراء سے سازش

شروع کر دی اور ان کے اشارہ سے نورا الدین محمود کے اون احکام کو حلیہ

وحوالہ سے ٹالنے لگا جو وہ وقتاً فوقتاً جہاد اور اعلام کلمۃ اللہ کے متعلق صادر

کرتا تھا۔ رئیس ابو یعلیٰ لکھتا ہے کہ یہ خبر نورا الدین محمود کو آخر ماہ ذیحجہ میں

پہونچی تھی اور بعد تحقیق حال محرم کے عشرہ اول میں اوس نے حلب کو چھوڑ کر

ارضِ عذرا (مضافات دمشق) میں اپنے لشکر کو جاناؤں تارا ہوتا اور اسی روز اعلان جنگ کر کے دوسرے روز سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ لڑائی سے پہلے اس نے اپنے فوج کے ایک حصہ (سمینہ) کو دمشق کے پیچم ایک پہاڑ کے درہ میں چھپا رکھا ہوتا جس وقت لشکر دمشق لڑتا ہوا اس پہاڑ کے مقابلہ میں آیا لشکر تور یہ کے جانباز سپاہیوں نے کمینہ گاہ سے اور سلطان نور الدین نے سامنے سے اور اس کے نامی سب سے سالار نے بائیں جانب سے دوسو قدم کا چکر کاٹ کر حملہ کیا۔ دمشق لشکر اس اچانک مقابلہ اور مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔ تور یہ لشکر۔ کچھ دور تک کا تعاقب کر کے ٹھہر گیا اس واقعہ کے دوسرے دن سلطان نور الدین محمود کے حکم سے عیون فاسر بایں بایں عذرا اور دوسرے کے خیمہ زن ہو گیا۔ نور الدین محمود۔ شیر کوہ کو مسمیہ سمینہ اور مسمیہ کے اسی مقام پر چھوڑ کر خود شب کو مسمیہ مقدمہ کے اراضی حمیر امین جا پہنچا۔ اور حاکم دمشق سے یہ کہلا بھیجا کہ ”میں کمان ہوں میرے قبضہ میں ہزار ہا مسلمانوں کی جانیں ہیں میں مسلمانوں کے کاروبار اور ان کی حکومت کے درہم و برہم کرنے کو نہیں پیدا کیا گیا میرا اصلی مقصد مشرکین سے جہاد کرنا ہے اور ان کے ہاتھوں سے مسلمان قیدیوں کو چھڑانا ہے میں دمشق پر حملہ کرنے کو نہ آتا تمہاری بیجا سازشوں اور عیسائی امراء کے میل جول نے مجھ کو تمہارے خلاف اوہارا ہے اگر تم حسبِ طور سابق جہاد میں شرکت کرو اور اعلانِ کلمۃ اللہ میں میری معاونت کرو تو تمہارا میں تمہارا ہر حال میں معین اور ہر کام میں شریک ہوں ورنہ تمہارے لئے وہی تلواریں بنیام سے کہنچی جائیں گی جو مشرکین اور مخالفینِ اسلام کے لئے کہنچی جاتی ہیں میں تم میں سے اس وقت تک اپنی تلوار نہ اٹھاؤں گا جب تک تم اپنی بغاوت سے نہ باز آؤ گے“ حاکم دمشق نے جب

اسکا جواب صاف نہ دیا تو وہ یہاں سے کوچ کر کے مسجد قدیم میں جا پہنچا اور
 اوس کے لشکریوں کے خیمے مسجد حدید تک پہنچ گئے۔ اس مقام سے ہی اوس نے
 مکر سے کرار اہل دمشق کو سمجھایا لیکن حبیب و ہنوں نے اسکی کسی بات کا جواب قبول
 نہ دیا اور اوسکو یہ خبر بھی پہنچ گئی کہ والی دمشق کے امداد کو عیسائی فوجیں آرہی
 ہیں تو وہ چودہویں صفر سنہ مذکور کو اس منزل سے کوچ کر کے اراضی قدایا میں
 جا پہنچا اور بیسویں صفر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے غرض سے اپنے لشکر کو اس
 طرف سے موڑ کر دار یا کی طرف لیگیا اور خود یہاں سے چکر کاٹتا ہوا اراضی
 قدایا میں آ پہنچا اور اسکی لشکر کے بیسی ہزار سوار شیر کوہ کے کمان میں اعوج
 کی طرف بڑھے عیسائی فوجیں جو اطراف حوران سے دمشق کے مدد کو آرہی تھیں
 نوزیہ کی آمد لشکر دمشق کا سیلہ سستہ چھوڑ کر اسالما کو کی طرف چلی گئیں۔
 اور موسیٰ الدین بھی مع اپنے مخصوص امرا اور نوج بانٹ روں کے عیسائیوں
 سے اس مقام پر ملے اور باہم مشورہ کر کے حصن بصرے پر حملہ کیا اس خیال سے
 کہ نورا الدین محمود یہ خبر پا کر دمشق کو چھوڑ کر بصرے کے بچانے کو چلا آئے گا
 لیکن اوسکو ایک تو بصرے کی مضبوطی پر پورا اطمینان تھا اور دوسرے ان کی
 چالوں اور حکمت عملیوں سے وہ خوب واقف تھا اوس نے ادھر دمشق کو چھوڑا
 اور ادھر اس کے خیال کے موافق اسکے گورنر شیرخان متعین بصرے نے عیسائیوں
 اور دمشقوں کو اوٹے پاؤں نقصان کے ساتھ ٹوٹا دیا۔ اسکے بعد نورا الدین
 اراضی قدایا سے ادھکڑ لہمیہ میں آیا اور یہاں سے کوچ کر کے ارض کوکب
 (دار یا کے غریبی جانب) میں جا اور تراجب ومان بھی کوئی مقابلہ کرنے والا
 نظر نہ آیا تو وہ جسے شیب تک بڑھ آیا اور میدان میں لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا
 دمشق کی فوجیں لڑائی کرنے کو نکلیں اور لشکر نوزیہ سے ہم نبرد ہوئیں لیکن

پہر بھی سلطان نور الدین محمود بہا س قومیت و اسلامیت اون کے ساتھ
 سختی کا برتاؤ نہیں کرتا تھا وہ ہر روز شام کو لڑائی بند ہونے پر کھلا ہینچتا تھا
 کہ ”وہیکو اپنی قوت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے مسلمانوں پر صرف کرتے ہوئے
 شہم آتی ہے کاش تملوگ خود کردہ پریشان ہو کر عہد قدیم کی پابندی کرو“ اہل
 دمشق نے دو ایک لڑائیوں کے بعد چند شرائط صلح پیش کی اور اس نے اپنی
 اسی شرط سے کہ ”وقت ضرورت جنگ بمقابلہ عیسائیوں کے آلات حربہ
 فوج سے مدد کرنی ہوگی“ صلح کر لیا دشوین ربیع الثانی ۵۷۶ھ کو عہد بنا
 فریقین کی دستخطیں ہو گئیں اور صلح کے دو سے روز طلب کو روانہ ہو گیا۔
 فتح تل باشر اس صلح سے تقریباً دو ہفتہ پیشتر پچیسویں ربیع الاول ۵۷۶ھ کو
 اہل تل باشر نے اطاعت قبول کر لی تھی جو ایک مدت سے لڑ رہے تھے اور رسول
 تل باشر امیر حسن بنجی کے سفیروں کے ہمراہ سلطان نور الدین محمود کے پاس
 شہ الط صلح طے کرنے کو آئے تھے سلطان نور الدین نے نہایت کم پر کام
 اون پر جزیرہ رکھا اور اون کے جان و مال کو اپنی حفاظت میں لیکر اونکو وہی
 حقوق مرحمت فرمائے جو اپنے مخصوص اور رعایتی شہروں کو دے سکے تھے۔
 عیسائی مویخ اقرار کرتے ہیں کہ نور الدین اقوام مقبوضہ کے ساتھ وہی سلوک
 کرتا تھا جو اپنی قوم کے ساتھ برت رہا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اپنی
 قوم سے لشکر کی خدمت لیتا تھا اور اونکو خراج سے مستثنیٰ کر دیتا تھا اور دوسری
 قوموں سے بجائے لشکر کی خدمت لینے کے مالی خدمات لے رہا تھا لیکن
 یہ سب سالانہ خراج نہایت کم اور برائے نام تھا۔ عیسائیوں کی یہ بد قسمتی
 تھی کہ وہ اس سے لڑنے کو آتے تھے اسکی عہد حکومت میں کسی عیسائی کو
 کچھ شکایت نہیں پیدا ہوئی۔

تختاٹ

واقعات

ان واقعات کے ختم ہونے پر جو وقت نور الدین علق بدین
 ہوا اپنے ممالک محروسہ کے انتظامات میں مصروف رہا آخر
 جمادی الاول ۵۶۶ھ کو دربار خلافت بغداد سے شیخ شرف الدین بن ابی نصر
 کے معرفت ان فتوحات کی خوشنودی اور تہنیت میں خلعت اور گھوڑے
 زرد اور سیاہ رنگ کے آئے اور نیز ایک تلوار عربی صیغہ آئی بہت اور خیر الد
 والی دمشق سے اپنے مقررین کے بارہویں رجب ۵۶۶ھ کو علق بدین آیا۔ او
 تیرہویں کو سلطان نور الدین محمود سے ملا۔ سلطان نور الدین نے خیر الدین
 کی بڑی دہوم کی دعوت کی اور نہایت اخلاق و مدارات سے پیش آیا۔
 جس سے خیر الدین کا دل صاف ہو گیا اور اسکی اطاعت قبول کر لی۔
 نور الدین نے اسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے اپنی طرف سے اسکو
 دمشق کا گورنر مقرر کر دیا اور آخر سہ ماہہ مذکور میں آئندہ اسلامی دنیا کا
 ہونہار سلطان (یعنی) صلاح الدین یوسف اپنے باپ کی خدمت سے جدا
 ہو کر اپنے چچا اسد الدین شیر کوہ کے پاس چلا آیا تھا اور شیر کوہ نے صلاح الدین
 یوسف کی نور الدین محمود سے نہایت خوشی سے تقریب کی اور ایک مناسب
 وقت پر دربار توریہ میں حاضر کیا۔ نور الدین محمود نے صلاح الدین یوسف کو
 اپنے حلقہ خاص کے مصاحبین میں داخل کر لیا اور مختلف شہروں میں جاگیریں
 مرحمت فرمائیں۔

فتح النطر سوس

رئیس ابو یعلیٰ تحریر کرتا ہے کہ ۵۶۶ھ ہجری کو یہی وقت تھا
 ختم کر دیتے ہیں اسکے بعد پھر شروع ۵۶۶ھ سے نور الدین محمود کی فتوحات
 کی کو جین دریا کی طرح بڑھتی نظر آتی ہیں اسکے نوکدار نیزہ اور خارہ شگفت
 تلوار سے عین تون کے قلوب خائف ہوئے تھے اس نے اپنے لشکر ظفر پیکر کو

اعلان جنگ پہلی محرم ۳۵۵ھ کو سنادیا تھا اسوجہ سے اسکی کل پلٹین مرتبہ سلج غزا کرنے کو طیارہ تین اور جو بظاہر کسب قدر غیر مسلح معلوم ہوتی تھیں اونکی طیارہی میں صرف ایک خبہ و روز کی کسر باقی رہی تھی محرم کو مجاہدین کا ایک گروہ آجین بوڑھے - جوان - نو عمر لڑکے - بچے یہ لوگ مختلف آلات حرب سے مسلح تھے - سلطان نورالدین محمود نے انکو دستہ جان غارون کی فوج کے سامنے ٹھیک حکم دیا - محرم کی دستوں تاریخ کو کچھ فوج حلب اور اوس کے مضافات کی حفاظت کو چھوڑ کر بقیہ فوج اور مجاہدین کو سہرا لے ہوئے ڈبل کوچ کرنا ہوا انطرسوس پر جا پہنچا عیسائیوں نے اوس کے بچانے کی کوششیں کیں - بیرونی مدد بھی اونکو خاطر خواہ کافی طور سے ملی لیکن قسمت کے لکھ کو وہاں اور کیسے ٹھاسکتے تھے اونکو دوسری لڑائی میں فاش شکست ملی اونکا فہرہ اعلیٰ گرفتار کر لیا گیا - غلہ - آلات حرب - اور کثیر التعداد عیسائی - مسلمانوں کے ہاتھ آئے - ان میں سے جنہوں نے امانین طلب کیں فوراً آزاد کر دیے گئے اوس نے اور اوسکی دلاور فوج نے کسی ہمتا من کے اس دینے میں دریغ نہیں کیا اور نہ بعد میں کسی قسم کی سیکو ایڈا پہنچائی گئی - اسی سلسلہ میں انطرسوس کے گرد و نواح کے چھوٹے چھوٹے قلعے جو حاکم طرسوس کے ماتحتی میں تھے بلا جدال و قتال مفتوح ہو گئے -

عیسائی عقلمانین اس کے بعد دوبارہ ان عظیم الشان اور ہیبت ک فوجات نے عیسائیوں میں ایک شورش پیدا کر دی اگرچہ اونکی قوت ایک حد تک پہنچ کر ٹھہر گئی تھی - ایک دوسرے کو قدرتی یا اتفاقی طور سے مدد نہ پہنچا سکنے سمیت ہر ایک عیسائی حاکم بے دست و پا ہو رہا تھا - صوبہ اعزاز کے تقریباً کل قلعے مفتوح ہو گئے تھے اور جو ادھر ادھر دو ایک برا نام

عیسائیوں کے قبضہ میں باقی رہ گئے تھے اور ان کے مفتوح ہونے کا زمانہ قریب آ رہا تھا وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ "کاش ہم بھی مقبوضات اسلامیہ میں داخل ہو کر شرک کی کثافتوں سے نجات پا جاتے" انظارِ گمراہیہ حال تھا کہ وہ نزعِ کبالت میں نفسِ شماری کر رہا تھا کیونکہ پچھلے دنوں کی لڑائیوں سے اور سکا حاکم سمینڈ جاس باختم ہو گیا تھا بقول شخصے مولیٰ اپنے ہی جڑپٹوں بہاری ہو رہی تھی اور سکو اپنے مقبوضات کے بچانے کے لالے پڑے ہوئے تھے اور سمینڈ اپنی طاقت باقی نہ رہی تھی کہ اپنے مقبوضات کی حفاظت کرنا اور مسلمانوں سے چھڑ چھاڑ بھی کرنا کیسے وہ ایسی حالتیں مبتلا تھا کہ جس سے آئندہ ترقی کا باب مسدود مانا البتہ تنزیلی کا خوف ہر وقت موجود رہتا باقی رہا بالذات ثالث بادشاہِ یروشلم اور سکو ایک گونہ اطمینان حاصل کیا تھا وہ اپنی والد کے دعاوی سے مخصوص پاک اور پوری سلطنت کی حکومت حاصل کر کے مسلمانوں سے اوچھنے پر آمادہ ہو سکتا تھا مگر اس کو نوز الدین محمود کی ان کامیابیوں سے کسی کسی وقت یروشلم کے نکل جانے یا یہ کہ اس پر حملہ کرنے کا خدشہ ہی پیدا ہو رہا تھا عجب نہیں جو یہ سے یا اپنی زندگی کچھ عرصہ کے لئے یادگار چوڑ جائیکے نظر سے عسقلان کے فتح کر لینے کا قصد کر لیا اور اس غرض کے پورا کرنے کو سنیہا پوش پاڈریوں کے ذریعے سے عیسائی دنیا سے فوجیں اور کروسیڈروں کی جماعتوں کو طلب کر لیا عسقلان اس وقت تک خلیفہ انطاقریہ بالہ علوی مصری کے ماتحت تھا اور اس میں عیسائیوں کے مسلسل حملوں سے تاب باقی نہ رہی تھی۔ سمندر کی سمت چوڑ کر باقی بین طرف سے وہ عیسائیوں کے مقبوضات سے گھرا ہوا تھا بالذات جو زوری ۱۱۵۸ء مطابق ۵۴۸ھ میں ہسکا محاصرہ کر لیا اور بغیر کسی کامیابی کے چھ مہینے تک محاصرہ جاری رکھا۔ اٹنا جیٹر میں اہل شہر اور عیسائی محاصرین اکثر قسمت آزمائی کرنے لگے تھے اگر تہ اہل شہر نے

باہر نکل کر عیسائیوں پر سخت حملہ کیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد انکو اون کے خیموں تک پہنچا کر کامیابی کے ساتھ شہر کو واپس آئے عیسائی فوج اور خود بالڈون اس کامیابی سے برداشتہ خاطر ہو کر شہر کا محاصرہ چھوڑ کر چلے جانے پر آمادہ ہو گیا لیکن باہم مخالفت کی خبر نے انکو ایک تازہ جوش سے دوبارہ لڑنے پر ابھار کر واپسی سے باز رکھا۔ دوسرے دن انہوں نے ایک مجموعی قوت سے شہر پر حملہ کر دیا اہل شہر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے والی شہر نے چند شرائط طے کر کے شہر عیسائیوں کے حوالہ کر دیا اور خود اہل شہر جان بچا کر صحر کو چلا گیا۔

نور الدین بالڈون نے عسقلان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد دمشق سے چھٹے شروع کر دی نجیر الدین انزب محمد ابن توری بن طغتكین نائب والی دمشق کے پہلے سے قوی مضحل اور کئے اور اسکی قوت سلب ہو گئی تھی وہ ان کے ہر امر کو تسلیم کئے جاتا تھا اور اخیر اخیر خراج دینا بھی منظور کر لیا تھا دمشق کے علاوہ جو قرب وجوار کے بلاد تھے ان کے امراء جب کہیں محمد بن توری والی دمشق اوپر کسی امر کا زور اور دباؤ ڈالتا تھا وہ عیسائیوں سے سازش کر لیتے تھے اور ان سے ملکر اپنی قوم کی بربادی کے باعث ہوتے تھے سلطان نور الدین محمود جو مسلمانوں سے ان نقصانات کے دور کرنے اور عیسائیوں کو شام سے نکلانے اور صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس کے بیت المقدس کی راہ کہنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا ان واقعات کو سکھ کر نشان ہو گیا اسکو دمشق کا مسلمانوں کے

لے اس مخالفت کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل عسقلان کامیابی کے بعد دو گروہ ہو گئے اور ہر ایک اپنی جانبازی اور فتح نصیبی پر مذاقاً بحث کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس مذاق سے خصومت پیدا ہو گئی اور طرفین ایک دوسرے سے لڑنے لگے جس سے مسلمانوں کی قوت اس قدر زایل ہو گئی کہ ہر وہ عیسائیوں کے مقابلہ پر نہ آ سکے۔

ہاتھوں سے نکل جائیگا قوی اندیشہ ہو گیا اور یہ خیال گزرنے لگا کہ اگر خدا نخواستہ
 دمشق پر عیسائیوں نے قبضہ و تسلط حاصل کر لیا تو مسلمانوں کے لئے شام میں کوئی
 امن کی جابقتی نہ رہے گی اور نہ پہر عیسائیوں شام پر حملہ کرنے کا موقع رہیگا اسی خیال
 سے اس نے اپنی فوج کا عمدہ طور سے جایزہ لیا اور وہ غنیمت کو بلاد اسلامیہ میں جہاد
 کی ترغیب دینے کے غرض سے روانہ کیا اور خود آلات حرب درست اور رسد و غلہ
 انتظام کر کے دمشق پر جا پہنچا۔

بعض مورخ بہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے دمشق پر قبضہ کرنے کی بہ صورت
 نکالی کہ مجیر الدین والی دمشق سے حرم اتحاد بڑھا ناشرع کیا اور رفتہ رفتہ اس کے
 امراء کو اس سے حکمت عملی علیحدہ کرنا گیا تا آنکہ اسکے خیر اندیش امراء میں سے
 صرف عطاء بن حفاظ سلمی باقی رہ گیا جو اس کے کل کاروبار حکومت کو دیکھتا تھا
 یہ اسد رجب منتظم اور نبرد آزما تھا کہ اسکی وجہ سے نور الدین دمشق پر قبضہ نہیں کر سکتا
 اسوجہ سے ایک مرتبہ موقع پا کر اسکی یہی شکایت مجیر الدین سے کر دی تا عاقبت اندیش
 مجیر الدین نے اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مشہور یوں ہے کہ عطاء سلطان نور الدین
 محمود کی حکمت عملی سے مطلع ہو گیا تھا اور اس نے وقت قتل والی دمشق سے باہر
 الفاظ اشارہ کہہ دیا تھا "ان الحيلة قد تمت عليك فلا تقلقني فانه
 سيظهر لك ما اقول" (یعنی بے شبہ تجھ پر حیلہ تمام ہو گیا تو مجھکو قتل نہ کر کیونکہ
 جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں وہ عنقریب ظاہر ہو جائیگا) لیکن والی دمشق نے عطاء کے اس
 کہنے پر کچھ التفات نہ کیا اور اسکو قتل کر ڈالا۔

ابن اثیر لکھتا ہے کہ عطاء کے قتل کے بعد سلطان نور الدین محمود نے دمشق
 کی طرف نہایت تیزی سے بڑھنا شروع کیا۔ بنظر تالیف قلوب امراء دمشق سے بھی خط
 و کتابت کرتا رہا اشارہ محاصرہ میں تا عاقبت اندیش مجیر الدین۔ عیسائیوں سے

مدد کا خواستہ کار ہوا جس کو نور الدین محمود بچڑھتا تھا اور انکو اس حسن خدمت کے صلہ میں بعد کامیابی قلعہ بعلبک جینے کا وعدہ کیا چنانچہ وہ اس کے مدد کو آئے لیکن اتفاق سے یہ دمشق میں اور سپر قبضہ حاصل کرنے والے کے مقابلہ میں اوس وقت پہنچے جبکہ وہ شہر میں باب شرقی سے داخل ہو کر یہ امان و صلح شہر پر قابض ہو چکا تھا اور نجیر الدین والی دمشق قلعہ میں محصور تھا۔ عیسائی فوجین یہ حالت اپنی انگوٹھ سے دیکھ کر واپس ہو گئیں اور نجیر الدین نے اپنے کو ہر چار طرف سے محصور دیکھ کر یاروڈ سمجھ کر محص کے بدلے دمشق کو دیدیا اور خوشی خاطر سلطان نور الدین محمود سے رخصت ہو کر محص کو چلا گیا۔

ابن ابی طے۔ اس واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے کہ سلطان نور الدین محمود نے اس الدین شیر کوہ کو بسیر گروہی ایک ہزار سواروں کے کسی خاص کام کی وجہ سے سفارتاً روانہ کیا تھا والی دمشق اپنی ناقابت اندیشی و نا فہمی سے اسکو کچھ کا کچھ سمجھ گیا اور اسی بنا پر اس الدین شیر کوہ سے نہ ملنے کو آیا اور نہ اس کے امراء اسے عزیز برا رسد و غلہ کا بھی کچھ انتظام نہ کیا۔ شیر کوہ نے جب اس سے ملنے کی درخواست کی اور حق سفارت ادا کرنا چاہا تو اس نے نہایت ترش روئی اور سختی سے یہ کہلا بھیجا کہ ”میں تم سے نیزہ و تلوار سے ملنا چاہتا ہوں اور تمہارا استقبال ہمارے لوگوں اور نیزہ اور خارہ شگاف تلوار میں کرینگے“ شیر کوہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور بلا اطلاع اپنے آقا سے نامدار (نور الدین محمود) بقصد قبضہ دمشق مرج قصب میں جا اور ترا اور اس مقام پر پہنچنے کے بعد واقعات واقعی اور والی دمشق کی بدسلوکی و بدعہدی سے نور الدین محمود کو اطلاع دیا وہ ان واقعات کو سنتے ہی اپنا لشکر طفر پکڑ لے کر دمشق کے شرقی جانب پر پہنچ گیا اس طرف سے نور الدین نے اور دوسری طرف سے شیر کوہ نے حملے شروع کر دیے دسویں صفر ۷۵۹ تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا

گیا رہوین صفر کو شیر کوہ نے اپنی حملہ آور فوج کو شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچا دیا۔
 مجیر الدین کے لشکر کی بد دل ہو کر شہر میں محصور ہو گئے اور شہر پناہ کی فسیدون
 سے انتشاری شروع کر دی ایک شبانہ روز ایک حالت سے لڑائی جاری رہی
 بارہوین تاریخ کو نور الدین محمود اور شیر کوہ نے ملکر حملہ کر دیا اور ان کے لشکر نئی دوازہ
 توڑ کر شہر میں داخل ہو گئے مجیر الدین کی فوج نے ہتھیار رکھ دیئے اور نور الدین محمود
 نے نہایت سہولیت اور نرمی سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی میں شیر کوہ کو جرح و موت
 ظاہر کر نیکاً خوب موقع ملا اوس نے اپنی جی توڑ کوششوں سے نور الدین محمود کو
 اندازہ سے زیادہ خوش کر دیا۔

رئیس ابو یعلیٰ اس واقعہ کی تصدیق اور اس روایت سے حرف بجرق
 کرتا ہے مگر یہ کہ وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے دن کا یہہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب
 لشکر دمشق ہزیمت پا کر شہر میں داخل ہو گیا اور اوس نے شہر پناہ کا دروازہ بند
 اور عساکر کو زریہ باب کیسان پر جا پہنچا اسوقت ایک یہودی عورت نے اہل شہر
 سے چھپا کر ایک رسی لٹکا دی جس کے ذریعہ سے چند سوار شہر پناہ کی فسیل پر چڑ گئے
 اور اپنے نامور سلطان کے کامیابی کا پہرہ اوڑا دیا مجیر الدین کا لشکر کسی قدر
 پہلے ہی سے برداشتہ خاطر ہو رہا تھا یہہ واقعہ دیکھ کر اور زیادہ بدحواس ہو گیا اور
 اوس بدحواسی کی حالت میں بلا کسی جبر و اکراہ کے ہتھیار رکھ دیئے نور الدین نے
 شہر میں داخل ہوتے ہی یہہ حکم صادر فرمایا (۱) کوئی کسی کے گھر میں نہ گھسے (۲) زخمی کے
 ساتھ کوئی بیرجی کا برتاؤ نہ کیا جائے (۳) بہاگے ہوئے کا تعاقب نہ کیا جائے (۴) کسی
 جان و مال پر قتل و غارت کا ہاتھ نہ بڑھایا جائے۔ اہل شہر نے نور الدین محمود
 کے آنے کو رحمت الہی کا باعث تصور کیا اسوجہ سے کہ وہ مجیر الدین کی بد انتظامی
 اور بدلو کی اور نیز عیسائیوں کی آمد و شد اور ان کے ظلم کے ہاتھوں نہایت پریشان ہو رہے تھے

مخیر الدین اس واقعہ کے اثنائے میں جبکہ اوس نے لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو وہ چند جھوٹے قلعہ میں جا چھپا اور اوس کے اگلے دن امان طلب کر کے سلطان کے دربار میں حاضر ہو گیا نور الدین محمود نے اسکو اپنے گلے لگایا اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرتا رہا اوسکی کل گستاخیان معاف کر دیں اس کے دوسرے دن مخیر الدین اور نور الدین محمود قلعہ میں داخل ہوئے مخیر الدین نے نور الدین محمود کو قلعہ سپرد کر دیا اور نور الدین محمود نے مخیر الدین کو محض جاگیر میں دیدیا۔ مخیر الدین کی روانگی کے بعد پنجشنبہ کے دن ایک دربار عام منعقد کیا گیا جس میں شہر کے علماء و فضلاء قضاۃ اور تجارت پیشہ موجود تھے نور الدین محمود نے اون لوگوں کے نقصانات کا معقول سوا و ضہ دیا جنکے مال و سبب اس لڑائی میں لوٹ لئے گئے تھے اور امراء و روساء و علمائے اعلیٰ قدر مراتب اپنی خوشنودی کی خلعتیں اور انعام و اکرام مرحمت فرمایا اوسی دربار میں نہر سے آبپاشی کا محصول زرکاریوں کی چنگی۔ تجارت پیشہ سے محصول و درآمد کی زیادتی موقوف کر دی اور عام آگاہی کے لئے ایک گشتی فرمان اپنے ہر دستخط سے شہر کے مشہور مقامات پر آویزان کر دیا یہہ فرمان شاہی جمعہ کے دن ہی بعد خطبہ کے پڑھا گیا جس سے اہل شہر نے کمال خوشی سے اظہار مسرت کیا اور اسکی نصرت و دوام کی دعائیں مانگیں۔

ان دونوں روایتوں میں اگر درایت سے کام لیا جائے اور واقعات فرمائے غور سے نظر ڈالی جائے تو نتیجہ امر بالکل خارج از قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نور الدین محمود با خدا۔ تاجا دیندار بگا سلیمان دمشق پر بطایع الحیل قبضہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے گا اور وہ یہی وہ حیلہ جو کہ شہر غانا جائز اور دینا تھا محض ناسمروع ہو یعنی امراء و وزراء کی بجا شکایتیں اور اون پر طرح طرح کے الزامات قائم کر کے سیکو قتل کسی کو قید کرانے کی کوشش کرنی اس غرض سے کہ اونکی علیحدگی کے بعد دمشق پر باسانی قبضہ حاصل ہو جائے۔ اوسکو کوئی امر و شق پر قبضہ حاصل کرنے سے ہنہین

روک سکتا تھا وہ جرمی اور بہادر تھا اوس نے کبھی کسی شہر کو حیلہ و مکر نہیں مفتوح کیا
 اوسکو عیسائی امراء اور والی دمشق کی سازش سے کچھ ہی اندیشہ نہ تھا اسکو اپنی خداداد
 طاقت پر بہرہ رسہ اور لشکر۔ لون کی دلسوزی پر پورا اطمینان تھا۔ اُسکا زہد اسکا تقویٰ
 اسکی پاکبازی اُس کے مذہبی اوصاف اسکی نیک نیتی اور انصاف ایسی ناچائز
 کارروائیوں کو اسکی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتا ہے ہکویہم نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کونسا
 امر تھا جس نے نورالدین سے مذہبی بادشاہ کو ایسے حیلہ و مکر و فریب پر آمادہ کیا اور اگر
 قیاساً یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کی باہمی لڑائی اور ان کے خوزیزی کے خیال نے اُسکو
 اس حکمت عملی پر مجبور کیا تو یہ امر قابل قبول عقل سلیم نہیں ہے کیونکہ ان میں خوزیزی
 کے علاوہ غیبت و افترا کا بھی گناہ شامل ہے نظر برین ہمارے نزدیک پہلی روایت
 منجملہ ادہنین روایات کے ہے جنکو مورخین بلا لحاظ قراین و روایت کے ایک دوسرے
 سے نقل کرتے آتے ہیں بہر کیف فتح دمشق کے بعد نورالدین نے اپنے نامور امیر سدا الدین
 شیرکوہ کو اس شہر و قلعہ کا حاکم مقرر کیا اور الرحبہ کو اسکی جاگیر بن دیا۔

فتح بعلبک شروع ۵۵۲ھ ہجری میں قلعہ بعلبک۔ امیر ضحاک کے قبضہ سے نکل کر
 مالک محروسہ نوزبہ میں داخل ہو گیا ابن اثیر لکھتا ہے کہ یہ واقعہ ۵۵۲ھ ہجری کا ہے
 ضحاک بقاعی والی دمشق کی طرف سے بعلبک کا گورنر تھا جب سلطان نورالدین محمود نے
 دمشق کو فتح کر لیا تو ضحاک نے اوسکو بعلبک پر قبضہ دینے سے انکار کیا لیکن اوسوقت
 سلطان نورالدین محمود نے مصلحتاً بعلبک سے تعرض نہ کیا تا آنکہ ۵۵۳ھ میں
 جسوقت عیسائی امراء نے دندان آزر اسپر بھی تیز کرنا شروع کیا تو نورالدین محمود نے
 بعلبک پر قبضہ کر لیا۔ ابن ابی طی کی تحریر سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ قبل فتح دمشق
 مجیر الدین والی دمشق کی طرف سے نجم الدین ایوب (سلطان صلاح الدین کا باپ)
 بعلبک کا حاکم رہا پھر جب دمشق فتح ہو گیا تو نجم ایوب نے دربار نوزبہ میں حاضر ہو کر

قلعہ بعلبک کی کلید سلطان نور الدین کے روبرو رکھ دیا وہ اس سے بالطف واکرام
پیش آیا اور اپنے حلقہ خاص کے مساجد میں داخل کر لیا۔ عام مورخین کا یہ خیال ہے
کہ مجبر الدین والی دمشق نے نجم الدین ایوب کو شہر دمشق کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن جب
اسکو سلطان نور الدین محمود نے فتح کر لیا تو نجم الدین ایوب بعلبک کی طرف چلا گیا اور
اسکی حکومت سے ضحاک کو جدا کر کے خود وہاں کا حکمران بن گیا اس کے بعد اپنے بہائی
اسد الدین شیر کوہ کے توسط سے دربار نور بدین حاضر ہو کر سلطانی اطاعت قبول
کر لی سلطان نور الدین محمود نے اسکو جاگیر میں دین اور دمشق کے شکنجہ پر اس کے لڑکے
”توران شاہ“ کو مقرر کیا بعض مورخین کا یہ بیان کرنا بالکل غلط ہے کہ توران شاہ کا اسی
عہدہ پر انتقال ہوا ہے کیونکہ عہد حکومت صلاح الدین یوسف میں اسچیکن کی فتح
کیا تھا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے شمس الدولہ توران شاہ شکنجہ دمشق پر مقرر کیا گیا تھا
پھر بعد اس کے صلاح الدین یوسف کو یہ عہدہ عنایت ہوا چنانچہ عرقلہ شاعر جو بیت
شمس الدولہ توران شاہ شکنجہ دمشق پر مامور ہوا ایک طویل قصیدہ تہنیت کا لکھا جس کے
دو شعر سنڈا درج ذیل ہیں۔

قلعہ الحسادك زیدك انی الحساد بیچ نیرے حاسد دیک کہا کہ تم حسد میں زبانی کرو
قد سكر الدار قد حاز، البلد وہ مکان میں مقیم ہو گیا اور بے شک شہر پر مسلط ہو گیا
لا تعجبوا ان حل داسر عمہ اسے تعجب نہ کرو اگر وہ اپنے چچا کے گھر میں مقیم ہو اسے
اما تحل الشمس فی برج الاسد کیا آفتاب برج اسد میں نہیں ٹہرتا ہے۔

اور پھر جب توران شاہ کے بعد صلاح الدین یوسف نے اس عہدہ کے زینہ پر قدم رکھا
تو اس شاعر نے یہ ابیات پڑھے تھے۔

لصوصل الشام تو بوا من ذنوب لے شام کے چور و گناہوں سے توبہ کرو۔
تكفها العقوبة والصناد تمہارے گناہوں کا عذاب اور قید گزارہ ہوگا

لیون کان ۲ الفساد لکم صلاحاً اگرچہ پہلے اس مہارسی بد یعنی مہارسی صلاح تھی۔
 فمولا یٰٰ صلاح لکم فساد مگر اپنے مولا نا صلاح الدین مہارسی کے فساد یعنی باہلاکت
 محب نہیں کہ عرقہ نے اسی جلسہ میں یا کسی اور موقع پر یہہ اشعار بھی پیش کش کئے تھے
 جس کے صلہ میں صلاح الدین یوسف ایک فطرت گران بہا اور دوسو دینار مرحمت فرمائے
 راوید لکم یا لصور الشام لے شام کے چورو اپنے حرکات چھوڑ دو۔
 انی لکم ناصح فی مقال میں تمہیں اپنے قول سے نصیحت کرتا ہوں
 وایامکو وسی ۲ النبی خبردار ہو جاؤ یوسف کے ہمنام سے اپنے کو بچاؤ
 یوسف مراب الحی والحمال جو کہ عقل اور جمال کا مالک ہے۔
 فذالک مقطع ایدی لنسا وہ (یوسف) کو عورتوں کے ہاتھ کاٹنے والے تھے
 وھذا مقطع ایدی الرجال اور یہہ (صلاح الدین یوسف) مردوں کے ہاتھ کاٹنے والا ہے
 ابن ابی طے لکھتا ہے کہ بعد جب سے صلاح الدین اور صاحب دیوان ابی سالم ابن ہام
 کی بگڑ گئی اور صلاح الدین اس عہدہ سے استعفی ہو کر حلب کو چلا گیا جس وقت اس
 واقعہ کی اطلاع نوز الدین کو ہوئی اوس نے واقعات کی تحقیق کر کے ابن ہام کو معقول
 سزا دی اور صلاح الدین یوسف کو طلب کر کے اپنے مصاحبین خاص میں داخل کر لیا
 حضر و سفر میں اکو اپنی خدمت سے جدا نہ کرتا تھا جو گان کہیلے میں اکو بہت بڑا کمال تھا
 اور شیر دل نوز الدین محمود اس مردانہ کہیل کو جی سے پسند کرتا اور اس کے ساتھ
 کہیلتا تھا ایک مرتبہ ۶۳ ہجری میں دونوں حلب میں جو گان کہیل رہے تھے اتفاق سے
 صلاح الدین کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا جس سے صلاح الدین کے پاؤں میں خفیف سی چوٹ
 آگئی تھی پہر جب تک یہہ تندرست نہ ہوا اوس وقت نوز الدین اوسی میدان
 میں ٹہرا رہا۔

اسی سنہ کے آخری مہینوں میں سلطان نوز الدین محمود ملک قلعہ ارسلان بن

ملک سعود بن سلیمان والی قونیہ کے بعض قلعے جو عیسائی ممالک کے سرحد پر واقع تھے چھین لئے قلعہ ارسلان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور وہ اندرون و ائٹمنڈ کے لڑکوں سے لڑ رہا تھا تو قلعہ ارسلان ان لڑائیوں کا سلسلہ منقطع کر کے حدود قونیہ پر آ پہنچا اور نوز الدین محمود سے اپنے تعلقات قریب مرام دوستانہ ظاہر کر کے اُن قلعے کے واپس لینے اور باہم صلح کرنے کا خواہش ظاہر ہوا۔ نوز الدین محمود نے نہایت سچائی سے ان قلعے کے لئے لینے کا عذر کیا اور قلعہ ارسلان سے کمال راستی سے صلح کر کے حلب کو واپس ہوا۔

مہم قلعہ حارم شروع ۱۵۵۴ء میں قلعہ حارم پر نوز الدین محمود نے فوج کشی کی یہ ایک قلعہ مضبوط و محکم صوبہ انطاکیہ کے قریب حلب کے غوثی جا واقع ہے حاکم اسکا ایک گوندہ خود مختار تسلیم کیا جاتا تھا لیکن درحقیقت وہ والی انطاکیہ کا ماتحت تھا عیسائی بادشاہ انطاکیہ نے نوز الدین محمود کے آمد کی خبر سن کر عیسائی مجاہدین اور لشکر کو فوراً مجتمع کر لیا اور اس سے لڑنے اور قلعہ حارم کے چھوڑنے کے غرض سے خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آیا اور پہر جب بادشاہ انطاکیہ کی کوششوں نے قلعہ حارم کے چھوڑنے سے اسکو جواب دیا اور والی قلعہ نے یہ کہلا ہیجا کہ ”اگر تم نوز الدین کا مقابلہ کرو گے تو وہ یقیناً کامیاب ہو گا اور تمکو نہریمیت اوٹھانی پڑے گی اور اگر تم لڑائی سے جان چھڑاؤ گے تو ہم میں سے ایک کا ہی بچنا آسان نہیں نظر آتا اس سے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نوز الدین محمود کو بعوض تاوان جنگ نصف مضافا حارم صلح کر لیجائے“ بادشاہ انطاکیہ پہلے اس پیام سے افرغہ ہوا لیکن پھر جب اس نے مال پر نظر کیا تو والی قلعہ کی ملے زیادہ مناسب نظر آئی اور اس نے نہایت محبت کے ساتھ نامہ و پیام کر کے نوز الدین سے صلح کر لیا شعراء نے حارم سے

کامیاب واپس آنے پر اسکو مبارکباد دی اور تہنیت کے قصاید پڑھے لوگوں نے
ابن میسر کے طرف ایک قصیدہ منسوب کیا ہے اور میں نے ہی اس قصیدہ کو
دیوان ابن میسر میں دیکھا ہے حالانکہ ابن میسر شاعر کا انتقال ۳۵۴ھ میں ہو چکا
اور یہ واقعہ ۵۵۴ھ کا ہے۔

رئیس ابو یعلیٰ تحریر کرتا ہے کہ نوز الدین محمود جو وقت ہم حارم میں رہتا
اوس وقت اطراف و جوانب کے چوٹے چوٹے عیسائی امراء نے مجتمع ہو کر حلب کے
حملہ کی تیاری کر دی جاسوسوں نے اس مشورہ کی اطلاع اونکی روانگی سے
پہلے نوز الدین کو کر دی اوس نے اسی اثناء میں چوبیس صفر سنہ مذکور کو
موجودہ ہم کے لشکر کے ایک حصہ کو مضافات حلب کی طرف روانہ کروا دیا تھا
پھر جب یہ حارم سے واپس ہو کر حلب کو ہار دیا تھا تو وہ گروہ مظفر و منصور
مفسدین نصاریٰ کو گرفتار کئے ہوئے ملا نوز الدین محمود انکو الغام و
اکرام سے خوش کر کے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حلب میں داخل ہوا چند کھان
قیام کر کے دمشق چلا گیا۔

شاہ فرانس سے صلح اور پیراوسکی بدعہد
ماہ شوال سنہ مذکور میں شاہ فرانس نے لڑائی سے
تھک کر ایک برس کے لئے صلح کر لیا لیکن پھر وڈمانی
مہینہ کے بعد چند عیسائی امراء کے آجائے سے اس
عہد شکنی کی اور ایک جلی قافلہ کو لوٹ لیا نوز الدین محمود اندلون ندری
نقصانات کے دفع کرنے اور اپنی قوت کے بڑھانے میں مصروف تھا اوس نے
شاہ فرانس کی اس بدعہدی پر کچھ خیال نہ کیا اور نہ اس کے بدلہ
لینے پر وہ متوجہ ہوا بلکہ آئندہ ہی چند دلوں تک اسکی بدعہدیوں اور
عہد شکنیوں کو غور کی نظروں سے دیکھا اور ماؤنپیر صبر کرتا اور زمانہ فرصت کا

منقظ رہا۔

بہونچال
کی کثرت

بالیسویں ربیع الاول کی شب سے مسلمانوں اور عیسائیوں کی لڑائی کا بلا تخریک قدرتی طور سے خاتمہ ہو جاتا ہے اور اسی

تاریخ سے تہوڑے دنوں کے لئے سرزمین شام زلزلوں کی اماج گاہ قرار دی جاتی ہے فریقین کے ممالک محروسہ کے اکثر بلاد بہونچال کی کثرت سے خراب و ویران ہو گئے حلب و حماہ کے اکثر مواضع گر پڑے کفر تاب و معرہ و افامیہ بالکل ویران ہو گئے شیر زمین ایسا ناوقت زلزلہ آیا کہ گہرے گہرے مین رہ گئے کوئی نخل نہ سکا شہر کا شہر ویران ہو گیا والی قلعہ تاج الدولہ بن ابی العسا کر بن منقذ قلعہ مین دیکر مر گیا۔ چوتھی رجب ۵۵۲ ہجری کو دمشق میں ایک زلزلہ عظیم آیا عورت و مرد پریشان ہو کر مکانات سے نکل کھڑے ہوئے مضبوط مضبوط عمارتیں گر پڑیں شاہی عمارات کے آثار ہل گئے چند دنوں زلزلہ کے خوف سے اہل دمشق باغات اور صحرا اور اوقاتہ زمینوں میں پڑے رہے نور الدین محمود بذاتہ اپنے لشکریوں کو لئے ہمسے ہر شہر کا شہر سیاہ اور قلعات کی فصیلین بنارہا تباغیر باد کے نقصانات مالی کا معاوضہ نہ رہا تھا بازاروں شہروں کے آباد کرنے کی فکر میں تھا اور جب تک وہ اس امر ہم سے فارغ نہیں ہو لیا اس وقت تک وہ کسی طرف نہیں متوجہ ہوا۔ اکثر محققین مورخین کا قول ہے۔

”کولا ان الله تعالى من على المسلمين بنو المدين والدين والاهل
كان دخلها الفرج بغير حصاها وقتال“ (ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ
مسلمانوں پر نور الدین محمود کی موجودگی سے احسان نہ کرتا تو عیسائی ضرور
بغیر محاصرہ لڑائی کے اسلامی ممالک میں گھس گئے ہوتے۔

اس بلا غیبی (زلزلہ) سے مرنے والوں کی تعداد کا صرف اس روایت سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک شہر حماۃ کے مدرسہ میں مولوی صاحب بیٹھے ہوئے لڑکوں کو پڑھا رہے تھے اتفاق سے وہ بضرورت اڑ پڑے جیسا ہی وہ اڑ پڑے کے باہر آئے ویسا ہی صدمہ زلزلہ سے مدرسہ کی عمارت گر پڑی خود مولوی صاحب یہم بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد کوئی تنفس اپنے لڑکے کا حال دریافت کرنے کو نہ آیا صاحب کتاب الرضتین اس حادثہ ناگہانی میں مرنے والوں کی تعداد دس ہزار بیان کرتا ہے یہم حادثہ ایسا تھا کہ اس میں عیسائی اور مسلمان دونوں مبتلا ہو رہے تھے اپنی اور اپنے رعایا کے بچانیکے فکر میں تھے ایک کی دوسرے کو کیا خبر ہوتی۔

عیسائی لوٹیر و نکا مقابلہ ان مصائب سے نجات پاتے ہی عیسائیوں نے پہرہ پیش قدمی شروع کی اور از سر نو کشت و خون کا دروازہ کھولنے پر آمادہ ہوئے حمص و حماۃ کے اطراف وجوانب کے عیسائی امرانے اسکو بے یار و پاو سمجھ کر حملہ کی تیاری کر دی لوٹیرے عیسائی وقت بیوقت موقع پاکر مسافر و نکوٹوٹ لینے لگے جسوقت نورالدین محمود کو اس واقعہ کی خبر پہنچی اوس نے اوسیلوقت اُن کی سرکوبی کو ناصرالدین امیر ایران کو سات سو سواروں کی جمعیت سے حدود حمص و حماۃ کے حفاظت کے غرض سے روانہ کر دیا ناصرالدین امیر ایران نے حدود حمص و حماۃ نکلتے ہی شجاعان اتراک کو عیسائی لوٹیروں کے راہ میں موقع سے ایک کمینگاہ میں چھپا دیا اور خود چند منتخب سپاہی اور افسروں کو لیکر ایک ٹیلہ پر جا پھیرا جسوقت عیسائیوں کا گروہ اپنی ملکیت کے حدود سے نکل کر آگے بڑھا اسیوقت امیر ایران نے اپنے رومال کے اشارہ سے کمینگاہ کے ترکوں کو حملہ کرانیکا

حکم دیا اور خود ایک کوس کا چکر کاٹ کر عیسائیوں کا سامنے سے مقابلہ کیا
عیسائی لوٹیروں کا گروہ اس اچانک حملہ سے منتشر ہو گیا اپنے آلات حرب کو
بھی موقع و محل سے استعمال نہ کر سکا بھجور ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا
سواران اسلام نے اون کا تعاقب کیا جو ان میں سے امن کا خواہاں ہوا
یا تلوار رکھ دی یا بیٹھ گیا اسکو پناہ دیکھی جس نے کچھ بھی اسلام سے تباہی
کی فوراً اوس کے سروتن کا آخری فیصلہ کر دیا گیا کچھ تو میدان جنگ میں کام
آگئے باقی ماندگان سے کچھ اثناء دار و گیر میں زخمی ہو کر گر پڑے جنکو پہلے
اور گرفتار کرنے والوں نے پامال کر دیا جو باقی رہ گئے وہ اپنے سردار
کے ساتھ گرفتار کر لئے گئے۔ جسوقت یہ لوگ دمشق میں نور الدین محمود
کے دربار میں پیش کئے گئے اوس نے پہلے انکی تشہیر کرائی بعد ازاں
ان کے قتل کا حکم دیکر اس نے اپنے کورحمت الہی کا ایک کرشمہ ثابت کر دیا۔

ایک ور جدید واقعہ دولت نوریہ کا نامی سپہ سالار اسد الدین
سیر کوہ اس واقعہ کے اثناء میں حلب کے شمالی جانب میں رات کیوقت
چند سواروں کو لئے ہوئے گشت کر رہا تھا بظاہر اسکو کسی کام کی فکر تھی
اور نہ کسی کی تعاقب و گرفتاری کا خیال تھا لیکن چلتے چلتے رک جائے
اور ہر چار طرف نظر دوڑانے سے اس کے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی کی
جھوٹیں جارہا ہے یا کم از کم اسکو کسی کے اچانک اہمیان کا اندیشہ ہے
ناگاہ اسکو شب ماہ میں دو سے گرد اوڑتی ہوئی دکھائی دی تھوڑی
دیر کے بعد گھوڑوں کے ٹاپ کی آواز اور انکی ہنہناہٹ سنائی دی
جب اس کے کان کھڑے ہوئے چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں کھڑا ہوا
کچھ سوچا رہا تھوڑی دیر کے بعد راستہ چھوڑ کر چند سوار و کھوڑے سے

ہٹ کر تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ایک جھاڑی کے آڑ میں بٹھا دیا اور باقی ماند
لیکر راستہ کے بازو کی پہاڑی پر چڑھ گیا آنے والے سواروں کو انکی نقل و
حرکت کی اطلاع ہو گئی یا یہ کہ منزل مقصود پر پہنچنے اور وہاں شباشب
واپس آنے کے خیال نے نہایت تیزی سے سواران اسلام کے زور پر پہنچا دیا
اسد الدین شیر کوہ نے رومال کے اشارہ سے کمینگاہ کے سواروں کو حملہ
کرنے کا حکم دیا عیسائیوں کا یہ گروہ جو نہایت اطمینان سے راستہ طے
کرتا ہوا چلا آ رہا تھا اچانک حملہ سے گہرا گیا صفوف مرتب ہی نہ ہو سکی پریشانی
کی حالت میں آپس میں ہی ایک دوسرے سے بٹھ گئے۔ شیر کوہ اس واقعہ کو
دیکھ کر چپکے چپکے پہاڑی پر سے اتر کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اس حملے انکو اور
زیادہ اضطراب میں ڈال دیا صلیبی نشان پادری کے مارے جانے سے زمین پر
گر ٹرا عیسائی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اس واقعہ میں جب قدر عیسائی علاؤ
مفتولین کے گرفتار کئے گئے وہ اگلے دن دربار نور یہ میں بغرض صدور حکم
شاہی پیش کئے گئے نور الدین محمود نے بہون کی گردن زنی کا حکم دیدیا اور یہ
کہہ دیا کہ جو انہیں سے بطیب خاطر اسلام لائے وہ چھوڑ دیا جائے۔

ہم اس موقع پر اس امر کو ظاہر کیا چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا یہ گروہ
زمین کے کسی قطعہ کا مالک نہ تھا ان میں کچھ لوگ طبقہ سٹپلس (داویہ) اور کچھ
لوگ ہاسٹپلس (استباریہ) کے تھے جنکا یہی کام تھا کہ مسلمانوں کو قتل کرین
ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیں مکرو فریب یا جس طریقہ سے ہو مسلمانوں کو
ایذا میں پہنچائیں ان دونوں طبقوں میں امر اکمل اکثر عوام الناس ہوتے
اور وہی ٹانٹ اور جرنل و گریڈ ماسٹر ہوا کرتے تھے عیسائی کروسیڈروں کو
ان دونوں طبقوں سے جنگ ہائے صلیبی میں بہت بڑی بڑی امداد ملی تھی

عیسائی فرقہ میں ان سے زیادہ مسلمانوں کا دشمن اور کوئی فرقہ نہ تھا۔

فتح بانیاس ابن ابی طہلی لکھتا ہے کہ آخر ۵۵۲ھ (مطابق ۱۱۵۷ء) میں

شام کے عیسائیوں نے مسلمانوں کی خوزیری پر پھر کرباندی محض و حماہ کے غارت کرنے کی غرض سے اوس کے اکثر مقامات کو ویران کر ڈالا نورالدین محمود اس واقعہ سے مطلع ہو کر ان کے مقابلہ پر بھاہو بچا عیسائیوں نے جی توڑ کر اسکے

حملوں کا جواب دینا شروع کیا ایک شہانہ روز برابر لڑائی جاری رہی آخر کار عیسائی مٹھ چپا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے انکو لعاب

کر لیا جب وہ سرزمین بانیاس سے پی آگے بڑھ گئے تو نورالدین محمود نے

آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھ کر بانیاس کا محاصرہ کر لیا محصور عیسائی آتھناری کرنے لگے جب اس سے تھک جاتے تھے تو خفیقون سے سنگباری کرتے تھے

ایک ہفتہ تک اسلامی لشکر کا ایک تنفس بھی قلعہ کے قریب نہ جاسکا آٹھویں

۸۵۲ھ پہلے الاول سنہ مذکور میں طرفین سے ایک جی توڑ کوشش اپنے حریف کے

ہزیمت دینے کی سو رہی تھی اسدالدین نے قلعہ کے شمالی جانب کے برج کو

نقابین کے ذریعہ سے سرنگ لگا کر اوڑا دیا اور ہنایت تیزی سے اندر گھس کر

بلا انتظار اس کے سلطان نورالدین ہنوز قلعہ میں نہیں آیا قلعہ کی تفصیل یہ

چڑھ کر اسلامی جہنڈا گاڑ دیا پھر کیا تھا عیسائی پریشان ہو کر بیان بچانے کی

فکرمیں مصروف ہو گئے اور اسلامی لشکر نے پہونچ کر جس نے اسلام لانے یا

ہتھیار رکھنے سے انکار کیا اون کے تن و جان کا فیصلہ کرنا شروع کر دیا لہذا آنکھ

جان باختہ عیسائیوں نے ایک سفید نشان یار و مال کے دکھانے سے

اپنی جان بچائی۔

اس کامیابی کے بعد مال غنیمت معہ اون قیدیوں کے جو اس واقعہ میں

گرفتار ہوئے تھے اور تعداد میں ایک ہزار کے قریب تھے سلطان نور الدین نے
اسد الدین شیرکوہ کے ہمراہ دمشق کو روانہ کیا جب اس کی خبر عیسائی امراء کو ہوئی
تو وہ لوگ اسکو غنیمت سمجھ کر کہ نور الدین سے مال غنیمت اور قیدیوں کو
چھوڑا کر اپنے سر سے بدنامی کا بدشاہدہیہ مثائیں ایک ستہ فوج لیکر سہراہ
بغرض تعرض آکھڑے ہوئے اسد الدین نے اپنے باڈی گارڈ کو لیکر اس کا
مقابلہ کیا اور بقیہ ہمراہیوں کو مال غنیمت اور قیدیوں کے حفاظت پر چھوڑا
نصف دن بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ عیسائیوں کے پالٹوں میدان جنگ
سے اوکھڑے اور منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے پہلے شیردل شیرکوہ
دو کوس تک ان کے ثقات میں قتل و قید کرتا ہوا چلا گیا اس واقعہ میں بھی
مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ اچھا آیا اور دہ سو کے قریب عیسائیوں کو
گرفتار کر لیا۔

بارہویں جمادی الثانی سنہ مذکور سے شاہ فرانس اور نور الدین محمود
میں ایک میعاد میں صلح نامہ کی بابت پہر خط و کتابت شروع ہوئی شاہ فرانس
یہہ مقصد تھا کہ سلطان نور الدین محمود کو صلح کی امید میں رکھ کر آئندہ کی
تیاری سے اسکو روک دے لیکن شاہ فرانس کی اس خیالی امید نے چند ان
قیام نہ کیا اسکی جالاکی کی قلعی کھل گئی کوئی امر باہم طے نہ ہوا مجبور ہو کر نور الدین
بقیہ لشکر کو دشمن کے مقابلہ پر چھوڑ کر دستہ فوج جان نثاران لیکر غزہ میں
چلا آیا پھر وہاں سے تیسری رجب کو روانہ ہو کر حلب میں داخل ہوا لشکر کی
تیاری آلات حرب کی درستی ملک کے نظم و نسق نے بقیہ رجب اور پورے
ماہ شعبان تک اسی مقام پر روک رکھا اتنے میں ماہ مبارک رمضان کا
چاند دکھائی دیا نور الدین محمود نے اپنے ارادہ سفر کو ملتوی کر کے حلب میں

قیام کر دیا پہلا عشرہ تو طہریت سے گزر گیا لیکن دوسرے عشرہ کی ابتداء میں بہم
علیل ہو گیا جب اسکو اپنی صحت سے ناامیدی ہوئی تو اس نے اپنے بہائی
امیر امیران نصرت الدین و اسد الدین شیرکوہ اور امراء و اراکین سلطنت کو
بلایا کر انکے مشورہ سے امیر امیران نصرت الدین کو اپنا ولی عہد مقرر کیا شیرکوہ
اسکی نیابت کی وصیت کر کے دمشق میں رہنے کو کہا اور ایک گروہ اراکین
سلطنت کو وقت ضرورت مشورہ دینے کے لئے منتخب کیا اس مشورہ کے بعد
اسد الدین شیرکوہ دمشق چلا گیا اور خود نوزالدین محمود شہر حلب سے قلعہ
ایام علالت گزرا سننے کے لئے چلا آیا۔

عیسائیوں نے اسکے علالت کی خبر پا کر دو طرف سے حملہ کر دیا ابک تو
بالڈون بادشاہ یروشلم نے یورپ سے تازہ فوج آجانے کی وجہ سے خالی میدان
دیکھ کر قیصراریہ پر فوج کشی کر دی اور نہایت دلیری سے (کہ جو درحقیقت
بزدلی کا حملہ تھا) شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن اسد الدین شیرکوہ کی برائی نے
اس کے دانت کہنے کر دیئے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد نقصان کثیر اٹھا کر
بالڈون کو انطاکیہ کے طرف واپس آنا پڑا۔ دوسرے امراء فرانس نے اسکی
علالت اور پچھلے دنوں کے زلزلہ سے شیرزک شہر بیاہ کے گرجانے سے دستبردار
کی جمعیت سے شیرزپر حملہ کر دیا شیرز اسوقت تک ظاہر اپنے مددگاروں
سے خالی نظر آ رہا تھا اور فرانسیسیوں کو پورا پورا اسپر قبضہ کر لینے کا یقین
ہو گیا تھا مگر اسماعیلیہ نے اطراف و جوانب سے مجتمع ہو کر اسکو حریف کے قبضہ سے بچالیا
اسی زمانہ میں مینویل یونانی شہنشاہ قسطنطنیہ اور ریچنا لدی
انطاکیہ میں اسد رحہ نامانی پیدا ہو گئی کہ شہنشاہ قسطنطنیہ ایک بڑی
فوج لیکر انطاکیہ پر چڑھ گیا اور ریچنا لدی کو بچا دیکھا کر واپس چلا آیا انہیں

دنوں امیر امیران نصرت الدین اور مجد الدین حاکم قلعہ حلب چل گئی لیکن
نور الدین محمود کی تندرستی نے اس باہر کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ اسد الدین شیرکوہ
اپنے آقا کے لغت کی تندرستی کی خوشخبری سن کر صبا ستد عا، اس کے اپنی
ماخت فوجیں لئے ہوئے دمشق سے حلب میں آگیا نور الدین محمود نے اس کی
کوششوں کی داد دی اور اندرونی و بیرونی فسادات کے رفع کرنے کی مشورہ
و فکر کرنے لگا۔

شیرز پر قبضہ پہلے دنوں کے عیسائیوں کی یورش سے اگرچہ سلطان نور الدین محمود کو
شیرز سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن اسلامی بلاد ہونے کی وجہ سے اس کو اس کا ایک
خاص خیال پیدا ہو جانا ضروری تھا۔ شیرز حماۃ سے نصف منزل کے مسافت پر
ایک اونچی پہاڑی پر واقع تھا تین طرف اس کے نہایت بڑے بڑے پہاڑ واقع
تھے جو اس کو ہر قسم کے حملوں سے ہر وقت بچانے کے لئے کمر بستہ سلسلہ کے ساتھ
کہتے تھے جو ہر طرف اس کے دریا تھا جس پر اہل شیرز نے ایک پل بنا رکھا تھا
اور اسی کے ذریعے شیرز میں آمد و رفت ہو سکتی تھی باوجود اس مضبوطی
اور ایک قدرتی محفوظ قلعہ ہونے کے والی قلعہ کی کمزوری اور عیسائیوں کی آمد
ورفت و تعلقات سے اس کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ اگر عیسائیوں کو سلطان
نور الدین محمود کی حمایت کا خیال نہ ہوتا تو مدت ہوئی ہوتی کہ اس قلعہ پر بجائے
اسلامی پہرہ کے صلیبی نشان بلند ہو گیا ہوتا اور پہرہ جب شیرز کا محفوظ مضبوط
قلعہ عیسائیوں کے قبضہ میں آجاتا تو اہل حماۃ کو ان کے ظلم کے ماتھوں
کے آرام مل سکتا نور الدین محمود نے تندرستی کے بعد بوجہ بالا بجائے ہی لغت
کی قوت توڑنے کے اپنے باز و مضبوط کرنے کو مقدم سمجھ کر شیرز کی طرف ہند
شیرکوہ کو روانہ کیا شیرکوہ نے شیرز کے قریب پہونچ کر بلا جدال و قتال اس پر

قبضہ حاصل کر کے اس کے شہر پناہ کو از سر نو در دست کر دیا اور حسب حکم نور الدین محمود
محمد الدین ابن الدایہ کو وہاں کا حکمران بنا کر واپس چلا آیا۔

اوایل محرم ۵۵۳ھ (مطابق ۱۱۵۷ء) میں عیسائیوں نے پھر ٹرٹھایا
قلعہ حارم کے نصف محاصل کو جو زمانہ اتابک سے دیتے پہلے آئے تھے بند کر دیا
علاوہ برین قرب وجوار کے بلاد اسلامیہ پر بخون مارنا شروع کر دیا نور الدین محمود
یہ خبر سن کر حلب سے روانہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر اسد الدین شیر کوہ کو
بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ کر دیا عیسائی فوجیں جو اپنے ہاتھوں کو مسلمانوں
کے خون ناحق سے رنگ رہی تھیں اسکی آمد کی خبر سن کر منتشر و پریشان ہو کر
قبل از مقابلہ ہباگ گئیں۔ نور الدین محمود تو دمشق کو واپس آیا اور اسد الدین
شیر کوہ سرکش عیسائیوں کے سرکوبی کو صید ایک طرف چلا گیا۔

رئیس البوعلی تحریر کرتا ہے کہ پندرہویں ربیع الاول کو حلب سے نزل زلم
کی خبر آئی جس سے حلب کے مضبوط سفینو ط مقامات کی بنیاد گئی ابھی یونین
دمشق میں پہنچا تھا لیکن دولوں مقامات میں نقصان کچھ نہیں ہوا۔
نویں ربیع الثانی کو سلطان نور الدین محمود نے لشکر تربار کے بغرض حارم
دمشق سے خروج کیا اور جسے شیب پر آکر قیام کیا اس کے دوسرے روز
اسد الدین شیر کوہ بھی صیدا سے مظفر و قسوس قیدیوں اور مال غنیمت کو
لے ہوئے آپہنچا ان قیدیوں میں دالی حارم کا ایک کابھی تھا جو عیسائی
مجاہدین کے لشکر میں نایب ہو کر لڑنے کو آیا تھا۔

شکست و فتح اسد الدین کے آنے کے بعد نور الدین محمود نے جسے شیب
کو چلایا اور اپنی سرحد سے عبور کر کے عیسائیوں کے ملک میں جا پہنچا
عیسائیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا اثنا جنگ میں مسلمانوں کے سینہ کے دو کالم

میسرہ میں آئے عیسائیوں نے مہینہ کو کمزور دیکھ کر اس پر حملہ کیا جسوقت میسرہ نے اس کے بچانے کی کوشش کی عیسائیوں کے مہینہ نے دائیں بازو سے اور مقدمہ نے سامنے سے حملہ کر دیا اس اچانک حملہ سے ہنسن لشکر کے پانوں اوکھڑ گئے لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بہاگ نکلا سلطان نور الدین محمود تھوڑے سے سواران دستہ جان نثاران کو لئے ہوئے ٹیکہ جیش پر بٹہرا ہوا اونکا مقابلہ کرتا رہا عیسائیوں کے دلپر اسکی اس مردانگی سے کہ وہ ٹڈی دل لشکر کے مقابلہ پر وعدے چند سواروں کو لئے ہوئے لڑ رہا تھا ایک رعب سا چھا گیا باوجود کثرت لشکر کے آگے قدم نہ بڑھا یا دشخص عیسائی لشکر سے ٹھکر میدان میں آئے اور لڑنے والوں کو طلب کیا سلطان نور الدین محمود کے حکم سے ان کے مقابلہ پر خط زائد شہید اتابک کا (آزاد غلام) صف لشکر سے ٹھکر میدان میں آیا دو چارم تہہ پیڑے کے بد لکریلے ایک کو ان میں سے تیغ کیا بعد ازاں دوسرے کے طرف متوجہ ہوتے ہی اسکو بھی آن واحدین قتل کر ڈالا ان دونوں عیسائیوں کے قتل ہوتے ہی انکے لشکر نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور نور الدین محمود ان پر تیر باری کرنے لگا یہاں تک کہ رات نے انکو اپنے دامان سیاہ میں دہنا دیا۔

شیخ داؤد مقدسی (مجاور قریب نبی علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) ایک خچر پر (جسکو بادشاہ قدس نے دیا تھا) نور الدین محمود کے پاس سوار کھڑے ہوئے تب ان کا ہمان ہے کہ جسوقت اسلامی لشکر میدان جنگ سے بہاگ جا رہا تھا اسوقت نور الدین محمود کے چہرہ کارنگ ساعت بساعت بتغیر ہوتا جاتا تھا کہ یہی بارگاہ رب العزت میں کمال ادب سے قبلہ رو ہو کر سر جھکا کر یہ دعا کرتا تھا یا رب العباد انا العبد الضعیف ملکتنی هذه الولاية

و اعطيتني هذه النياية عمرت بلادك ونصحت عبادك
وامرتهم بما امرتني به وزيهتهم عما نهيتني عنه فرفعت المنكرات
من بينهم واظهرت شعائر دينك في بلادهم وقلانهم
المسلمون وانا لا اقدر على دفع هؤلاء الكفار اعداء
دينك ونبيلك محمد صلى الله عليه وسلم ولا املك الا
نفسه هذا وقد سلمتها اليهم ذاباعن دينك وناصر
لبنيك (ترجمہ) پروردگار عباد مجاہدہ ضعیف کو تو نے اس لایت کا
مالک کیا اور مجھ کو تو نے یہ بنیاب مرحمت کی میں نے تیرے شہر و نکو آباد کیا
اور تیرے بندوں کو سچایا اور میں نے انکو اسی کام کا حکم دیا جسے حکم تو نے
مجھ دیا ہے اور میں نے انکو اس سے روکا جس سے تو نے مجھ روکا ہے
میں نے انہیں سے منکرات کو رفع کر دیا اور تیرے شعائر دین کو اداں کے
بلاد میں ظاہر کیا بے شک مسلمانوں کو نہر بیت ہوئی اور میں نے تنہا ان کفار
تیرے دین اور تیرے بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو دفع نہیں
کر سکتا اور میں سوائے اپنے اس نفس کے اور کسی کا مالک نہیں ہوں
اور بے شک میں نے اُسکو تیرے دین کی حفاظت اور تیرے بنی کی حمایت کی ہے
اُن کے سپرد کر دیا ہے۔

اور کبھی منہزم گروہ کے واپس لانے کی کوشش میں مصروف ہوتا تھا
اس اثنا میں عیسائی لشکر ٹیکہ حبیش کے قریب آگیا اسوقت نور الدین محمود
بالاسلام کہہ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے نوکدار غارہ شکاف نیزہ کو زمین پر
ٹکا کر ترکش سے تیر نکال کر تیر و کمان سے کام لینے لگا۔ اس کے ہمراہی رونا
نے بھی تیر باری شروع کر دی عیسائیوں کے حملہ کا ان مسلمانوں تک بلند سی کیوجہ سے

نور الدین محمود (نور الدین)

بالکل نہ پہنچتا تھا لیکن اونکے تیرے عیسائیوں کے سر و پیر کہتے جا رہے تھے دو پہر سے شام تک لڑائی کلاہی نقشہ رہا غروب آفتاب کے بعد عیسائی لشکر بچے پھٹے لگا اور نور الدین محمود دعوہ اپنے ہمراہیوں کے آگے بڑھتا جاتا تھا جب شب تاریک نے ان کو اپنے دامان ظلمت میں چھپا لیا اور اونکی نظریں کام نہ دینے لگیں تو یہ لوگ میدان جنگ سے واپس ہوئے۔

یہی واقعہ اس لڑائی کو بلا کسی نتیجہ کے ختم کر کے آئندہ تھوڑے روز کے لئے لڑائی کو موقوف کر دیتا ہے اور نور الدین محمود میدان جنگ سے دمشق کو چلا آتا ہے اس کے آنے سے پہلے اہل دمشق نے دارالعوام میں مجتمع ہو کر سیرے بازار اور نہروں کا ٹکس قائم کر لیا تھا اور حکومت شہر (لوکل گورنمنٹ) سے دستار دینا پر ٹھیکہ لے کر کہا تھا لیکن جب دسویں رمضان کو اسکی اطلاعی یادداشت بغرض منظروری دربار نور بدین پیش کی گئی سلطان نور الدین محمود کی بینظیر فیاضی نے اپنی دی ہوئی رعایتوں کو موقوف کرنا پسند کر کے وصول شدہ ٹکس کے واپسی کا حکم صادر کر دیا اور براہِ رحم خسروانہ دودھ گہی گھائے۔ بکری کا محصول معاف کر کے ایک گشتی حکم جاری کر دیا جو بغرض اطلاع عام باناروں اور چوراہوں پر آویزان اور جمعہ کے دن مساجد میں پڑھا گیا۔

رئیس ابوالجلی تحریر کرتا ہے کہ ابتداء ۷۵۴ھ (مطابق ۱۳۵۹ء) میں سلطان نور الدین محمود پیر علیل ہوا اور اسکی علالت رفتہ رفتہ اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا اکثر اوقات نماز غشی میں گزرتے تھے ضعف کی کوئی انتہا نہ تھی جسقدر اسکی تیر خواہ رعایا اور ہان نثار فوجیں اسکی علالت سے پریشان خاطر ہو رہی تھیں اوس سے بدرجہا دشمنان اسلام و مفسدین نصارے باغوش ہو رہے تھے اور وقت کے منتظر تھے آئے دن

رومی اور فریسی امرا کی شورش کی خبر میں مشہور ہوتی بہتین جب سلطان نور الدین
 ضعف و علالت نے نشست و برخاست سے مجبور کر دیا اور ایک گونہ اس کو
 اپنی صحت سے ناامیدی ہو گئی تو اس نے اپنے خاص خاص امرا کو ایک وقت
 خاص میں طلب کر کے بعد حمد و صلوة کے یہ وصیت کی انہی قد عزامت
 علو وصیۃ الیکم بما وقع فی نفسہ فلو نواسا معین مطیعین
 وبشر و طہا عاملین انی مشفق علی الرعا یا و کافۃ المسلمین
 من یکون بعدی من الولاۃ الجاہلین و الظلمۃ الجائرین
 و ان اخی نصر الدین اعرف من اخلافتہ و سوء افعالہ ماکلا
 ارتضیٰ معہ بتولیتہ امرا من امور المسلمین و قد وقع
 اختیار ی علی اخی قطب الدین مودود متولی الموصل
 لما یرجع الیہ من عقلی و سد ادو دین و صحۃ اعتقاد
 فحلفوا لہ (ترجمہ بے شک میں نے تم کو ایک وصیت کرنے کا قصد کر لیا
 جو میری طبیعت میں گزری ہے پس اس کو تم لوگ سُنو اور اس کی اطاعت
 کرو اور اس کے شروط پر عمل کرو مجھے رعایا اور گروہ مسلمانوں کی طرف سے
 اندیشہ ہے کہ میرے بعد جاہل حکام اور نا فہم امرا اور اپنے ظلم نہ کریں اور
 بے شک میں اپنے بہائی نصرت الدین کے اخلاق اور بد افعالی کو جانتا ہوں
 جس سے میں اس کی تولیت پر راضی نہیں ہوتا کہ وہ مسلمانوں کے کسی کام کا
 متولی ہو میرے دل میں یہ آیا ہے کہ میں اپنے بہائی قطب الدین مودود
 حاکم موصل کو اختیار کروں کیونکہ اس میں عقل و راستی و دینداری اور
 دینی اعتقاد ہے پس تم لوگ اس کے لئے حلف دو) اس کے بعد ایک ہند
 خاص اپنے بہائی قطب الدین مودود کے پاس موصل کی طرف روانہ کیا اور

محمد الدین گورنر حلب نے مسافروں و تجارت پیشہ کے حفاظت کے غرض سے
 شاہراہ عام پر چوکیاں مقرر کر دیں اتفاقاً ایک چوکی والوں نے اہل دمشق
 کے ایک قاصد کو گرفتار کر کے گورنر حلب کے پاس بھیج دیا گورنر حلب نے اس سے
 استفسار حال کیا اسکی تلاشی لی جب سپہ جرم ثابت پایا تو اسکو دار پر
 لٹھیا دیا اور خط جو اس کے سہاگے برآمد ہوا تھا اسکو نور الدین محمود کے
 پاس بھیج دیا۔ جب یہ خط دربار لوزیہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ امین الدین
 ابن الحاج ابوالفتح حولی ریوان و عزالدین ملک قلعہ و محمد بن جعفری
 صاحب دسعد الدین عثمان نے یہ خط امیر امیران نصرت الدین کو لکھا تھا
 اور اسکو ایسی حالت میں جبکہ نور الدین محمود بستر علالت پر پڑا ہوا تھا اور اس نے
 قطب الدین سودو کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا دمشق پر قبضہ کر لینے پر آمادہ
 کیا تھا نور الدین محمود نے ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا امین الدین عزالدین
 و محمد تو گرفتار ہو آئے لیکن سعد الدین عثمان ہلاک کیا جسوقت یہ خط ان
 لوگوں کے رو برو پیش کیا گیا ان لوگوں نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور اسکی
 معافی چاہی لوز الدین محمود کے بیظیر علم نے ان کے قصور سے درگزر کیا اور اس نے
 ان کے رہا کر دیئے کا حکم دیدیا۔ اس واقعہ کا شور و غل ہنوز کم ہوا تھا کہ والی
 قلعہ جبر کا خط اس مضمون کا آپہونچا کہ نصرت الدین دریائے فرات عبور
 کر کے دمشق پر قبضہ حاصل کر لے گا رہا ہے اس خبر کے پہونچنے ہی اسد الدین
 شیر کوہ لشکر ظفر پیکر لیکر اس کے روکنے کو ہوا کی طرح اوٹھا لیکن اس کے
 پہونچنے سے پہلے نصرت الدین اثناء راہ سے اسد الدین کی روانگی اور
 نور الدین محمود کی صحت کی خبر سنکر واپس چلا گیا نوبت مقابلہ کی نہ آئی۔
 اسد الدین کی واپسی کے دو سبے روز نور الدین محمود کا قاصد

موصول سے واپس آیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ قطب الدین دود کا
 وزیر جمال الدین ابو جعفر محمد بن علی اپنے آقائے نعمت کی طرف سے بغرض
 مزاج پر ہی حاضر ہوا نور الدین محمود نے روانگی کے وقت اس کو خلعت و
 انعام دیکر رخصت کیا ابن ابی طے تحریر کرتا ہے کہ وزیر جمال الدین - لوالہ
 محمود کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ابن الصوفی کے مکان پر اترتا تھا اور
 واپسی کے وقت اس کے ہمراہ اسد الدین شیر کوہ اپنے آقائے نعمت
 کی طرف سے ادائے شکر یہ کے لئے موصول آیا تھا اور پہر جب یہ موصول
 سے واپس ہو کر حلب میں آیا تو اس وقت نور الدین محمود روانگی دمشق
 کی تیاری کر رہا تھا اس وجہ سے کہ عیسائیوں نے اطراف حوران میں ظلم و
 بدعات کا بازار گرم کر رکھا تھا چنانچہ اسد الدین اپنے آقائے نعمت کے
 ساتھ ساتھ دمشق آیا اور یہاں سے ایک دستہ فوج لیکر بلاد صیدہ پر حملہ
 کرنے کو روانہ ہوا اس مہم میں اسکا بھائی نجم الدین ایوب اور اسکی اولاد
 بھی شریک تھی عیسائیوں کو اسکی روانگی کی خبر نہ ہونے پائی تھی کہ لخت
 غفلت میں یہ اول کے سر و پیر جا پہنچا اور انہیں ایک گروہ کو قتل کر ڈالا
 باقیماندگان سے بچنے تو بہاگ گئے اور اکثر گرفتار کر لئے گئے نور الدین محمود
 یہ خوشخبری سنکر اسلامی لشکر کے استقبال کو حبشہ تک آیا اور وہیں
 اسد الدین شیر کوہ سے ملا۔

یہ واقعہ نور الدین محمود کے پہلی علالت کے بعد واقع ہوا ہے جیسا کہ
 کتب تواریخ کے دیکھنے سے پوری نشانی ہو سکتی ہے۔ ابن ابی طے نے اسکی
 دو علالت کو جو دو مختلف مقامات میں ہوئی تھیں ایک ہی شمار کیا ہے
 اور رئیس ابو بعلی نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود پہلی بار حلب میں علیل ہوا تھا

نور الدین بزرگ کا فرسہ ۲

اور دوبارہ دمشق میں۔ پہلی علالت میں جبکہ وہ حلب میں بیمار ہوا تھا امیر اسیران
نصرت الدین کو اپنے بعد اپنا قائم مقام کرنے کی وصیت کی تھی اور اس کو شیرکوہ
کے سپرد کیا تھا اور دوسری بار جب دمشق میں غلبہ ہوا تو اپنے بہائی قطب الدین
مودود کو اپنا جانشین کیا تھا اور یہی صحیح ہے۔

اسی سنہ اور انہیں واقعات کے اثنا میں جبکہ لوز الدین بستر علالت
پڑا ہوا کر وٹین بھی نہیں بدل سکتا تھا روم و فرانس نے اسکی علالت کی خبر پا کر
ایک بزدلانہ حملہ کرنے کی تیاری کی اور انہوں نے مقدس پادریوں کے
روبر و انجیل اوٹھائی اور ان بلاد کے چین لینے کی پھر دوبارہ کوشش کی
جنکو لوز الدین محمود نے بزدلانہ تیغ فتح کیا تھا اور نہنے کو وہ سیاہ بادل کی طرح
اڑھے لیکن ان کے برسنے سے پہلے لوز الدین محمود تندرست ہو گیا تھا اور وہ
ان کے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنا جری لشکر لے ہوئے براہ حصص و حماة شیراز
دیکھتا ہوا ان کا مقابلہ کرنے کو آ رہا تھا روم و فرانس کے بہادر لشکروں کا
یہہ شکر جی چوٹ گیا لینے کے دینے پڑ گئے آئے کو تو آگئے تھے اب بغیر نذر دنیا
دئے جا کیسے سکتے تھے مجبورانہ ٹکرائان روم و فرانس تلخ و چالوسی سے پیش آئے
اور یہ ظاہر کیا کہ ہم تو اپنے ان قیدیوں کا قیدیہ لیکر آئے ہیں جو آپ کے قید میں
ہیں لوز الدین محمود نے باوجود اس کے کہ وہ اس فقرہ کو سمجھ گیا لیکن
یہ بھی نہایت خندہ پیشانی سے انکی اس درخواست کو منظور کر کے باخذ
قدیہ قیدیان انصار سے گھر لگا کر دیا بار شاہ روم نے اس کے شکر میں
مختلف اقسام کے قیمتی کپڑے اور جواہرات اور دیبا کا ایک غیمہ اور چند
گہوڑے نذر کئے اور جہاد دل اول کی پہلی تاریخ کو سنا چھڑانے آئے تھے روم
گئے لگا کر واپس آ گئے۔ اور لوز الدین محمود شہر حراں کی طرف بڑھا سوچتے کہ

اسکا بہائی نصرت الدین جب دمشق پر بغیر قبضہ حاصل کئے ہوئے اسکی مندرستی
کی خبر پاکر واپس ہوا تھا تو اس نے حران کو بے یار و یاور پاکر آسپر قبضہ کر لیا
نور الدین محمود جب اس کے پیچھے غضب سے حران کے چھوڑنے کو اس کے
قریب پہونچا تو نصرت الدین اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں چھوڑ کر تنہا بہاگیا
نور الدین محمود نے حران کو زین الدین کی جاگیر میں دیدیا اور نصرت الدین
کے اہل و عیال کو اس کے پاس پہونچانے کا حکم دیا رئیس اویعلیٰ کی تحریر سے
معلوم ہوتا ہے کہ نصرت الدین نے بلا حصار و جدال قلعہ کو نہیں چھوڑا بلکہ
چند روز نور الدین محمود کے محاصرہ میں رہ کر جب اپنے کامیابی سے ناامید
ہوا ہے اسوقت قلعہ کے چور دروازہ سے نکل کر بہاگ گیا ہے اس کے
بیسویں جمادی الثانی کو اہل قلعہ نے با من و آمان قلعہ کو نور الدین محمود کے
سپر دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سنہ مذکور کے ختم کرنے والے ہی چند واقعات ہیں اسکے
بعد ۴۵۵ شروع ہوا تھا ہے مسبق ماضیہ کے لحاظ سے بہ
سنہ اسن و امان سے بہراہو نظر آتا ہے اس سنہ

۴۵۵
۴۵۶
واقعات

میں اور نہ اس کے بعد آنے والے ۴۵۶ میں عیسائیوں نے پیشقدمی کی
اور نہ مسلمانوں ہی کو انکے خلاف ہتھیار اوٹھانے کا موقع ملا۔ اگرچہ ۴۵۵
کے اخیر میں عیسائی بادشاہ بالڈون نے اس قدر ضرور چہر چہاڑ کی کہ جسو
نور الدین محمود تبلیغ ارسلان سے مارا اس اور کریم کی سرتابی کی وجہ
فتح کر رہا تھا اسوقت بالڈون نے دمشق کو نور الدین محمود سے خالی پاکر
اسپر چڑھائی کر دی لیکن نور الدین محمود اس عیسائی بادشاہ کے تنگ ظرفی پر
ذرا بہر بھی متوجہ نہ ہوا اس کے گورنر دمشق نجم الدین ایوب (صلاح الدین کے

باپ نے حکمت عملی سے بالڈون کو ٹوٹا دیا دوسری روایت یہ ہے کہ
اسد الدین شیرکوہ جو اس خطہ کو پہلے سے پیش نظر کر کے رہتہ روکے ہوئے
روکے ہوئے پڑا تھا اس نے بالڈون کو پکڑ کر واپس کر دیا۔

اس کے علاوہ یکم صفر ۵۵۵ھ کو قاضی زکی الدین ابوالحسن علی بن محمد بن
یحییٰ قرشی قاضی دمشق پیرانہ مسالی کی وجہ سے عہدہ قضا سے مستعفی ہوا اور
نور الدین محمود کے حکم سے قاضی کمال الدین شہر زوری کو یہ عہدہ عطا کیا گیا
اور بغداد میں بعد انتقال امیر المومنین المتقفی لاهر الدین المستظهر بامر اسد
الدین المظفر یوسف ملقب بملستجد باند کے ہاتھ پر اراکین دولت نے بیعت
ابن ہبیرہ بدتور عہدہ وزارت پر قائم رہا اور عبیدون کے دار الخلافہ مصر
میں خلیفہ الفایز بنصر الدین ابوالقاسم عیسیٰ کے انتقال ہو جانے سے وزیر صالح
بن زریک نے ابو محمد عبداللہ یوسف ملقب بہ عاصد لدین اللہ کو سریر خلافت
بٹھایا اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا یہی خاتم خلفاء علویہ یا فاطمیہ یا
دولت عبیدیہ ہے اس کے آخر زمانہ میں نور الدین محمود کے حکم سے صلاح الدین
یوسف نے مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھایا۔

ابن ابی طے کا بیان ہے کہ ۵۵۶ھ میں اسد الدین شیرکوہ افسر علی
عساکر نوریہ بہ کمال تجمل و احتشام شام سے اور علی کو چک معروف بن الدین
عراق سے اور ملہم برادر ضرغام مصر سے حج کو گیا۔ اس اثناء میں صلاح الدین
۵۵۶ھ خلیفہ المتقفی لاهر الدین کی عمر وقت انتقال چھٹھ برس کی تھی چوبیس سال دو مہینہ
اس نے خلافت کی۔

۵۵۷ھ مورخین نے اس کے قتل کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب وقت اس نے خلیفہ
عاصد لدین اللہ کو سریر خلافت پر بٹھا کر اپنی لڑکی سے عقد کر دیا اور وقت (بانی صفویہ میں)

وزیر مصر مارا گیا اور اسکی وصیت کے موافق اسکا لڑکا زریک بن صالح ملقب بہ عادل وزیر مقرر کیا گیا عماد کا تہ تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد سے مصر براہینکو سستہ معکوسہ الایہ تنزلی گزارا ہوا آئے دن اندرونی و بیرونی پریشانیوں اور آفات میں گہرا اور مبتلا رہا تا آنکہ اسپر یوسف ثانی (صلح الدین) نے قبضہ حاصل کر کے اپنی خوبی انتقام سے اسکو اسلام اور مسلمانوں کا مرکز بنا دیا۔

نور الدین کی عالی حوصلگی
 ۳۵۵ھ (مطابق نومبر ۹۶۵ء) میں عیسائی بادشاہ بالڈون کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے سے عیسائیوں ہوش و حواس بجا نہ تھے لوگوں نے نور الدین محمود کو یہ مشورہ دیا کہ اسوقت عیسائیوں کے ضعف سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے فلسطین اور اس کے بلاد پر بحالت موجودہ بہت آسانی سے قبضہ ہو جائے گا لیکن نور الدین محمود نے اپنی ہمیشہ فیاضی سے اپنے دلی دشمن کے نسبت یہہ رائے ظاہر کی کہ اسکی بچے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ میں ایسی سلطنت پر کیوں حملہ کرنے کا موقع حاصل کروں جس سے بفضلہ تعالیٰ مجھے کسی قسم کا کسی وقت میں کسی خوف کا اندیشہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۴) یہہ معاملات خانہ داری اور ملکی پر مشتمل ہو گیا اسکا یہہ نصرت عاصد کی پہوپی کو ناگوار گذرا اُس نے چند افراد کو اس کے قتل کے لئے بہت سامان و اسباب دیا مگر صالح کو اسکی اطلاع ہو گئی اس نے کل مال و اسباب ان سے چھین لیا اور انکو اس سانش کے جرم میں قتل کر کے عاصد کی پہوپی کی بھی لگائی کرنے لگا بعد چندے موقع پا کر عاصد کی پہوپی نے سوڈانیوں کو اس کے قتل پر اوہاراجا پتہ انہوں نے ۱۹ رمضان ۳۵۵ھ کو جسوقت صالح اپنے مکان سے نکل کر قصر خلافت میں جا رہا تھا مارڈ الاصلاح نے وقت انتقال اپنے لڑکے کو وزارت عاصد یہ کی وصیت کی۔ عمارہ یمنی نے کتاب الوزرار میں اسکی بہت تعریف کہی ہے۔ ذی علم علم دوست۔ امامی المذہب تھا۔

نور الدین محمود کا لفظ مصر لکھنا

ہنہین ہے میں اپنے حریف سے ہر وقت (ٹسکتا ہوں انہوں نے اپنا ایک چہا بادشاہ
 کہو دیسے مجھ کو ان کے سچے رنج و غم میں نہ گت کرنی چاہئے اور انکی حالت نار پر
 بچے رحم کرنا چاہئے مناسب تو یہ ہے کہ میں ان کے بگڑے ہوئے کاموں میں
 انکی مدد کروں پہر حبیباً نکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جائے گا تو مجھ کو ان سے
 لڑنے کا ہر وقت موقع مل سکتا ہے“ نور الدین محمود کی یہ فیاضی تھی کہ اسے عیسائیوں
 کے صنف وابتیری سے ان کے بادشاہ کے مرنے کے بعد ان کے ملک پر حملہ نہ کیا اور
 نہ اس سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اس طرح کے فائدہ اٹھانے کو اس نے
 حقارت کی نظروں سے دیکھ کر انکار کر دیا لیکن یہ واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے
 کہ اسی عیسائی بادشاہ کا جانشین اموری (جو پیٹل یا ذہ و عقلان کا حاکم تھا)
 نور الدین محمود کی وفات پر موقع کو مقتضات سے سمجھ کر اس کے ملک پر چڑھ آیا
 جسکو عیسائی مورخ ابراہیم بن یونس انگریز پیرایہ میں یون تخریر کرتا ہے کہ ”جب عیسائی
 (مطابق شصہ ہجری) میں نور الدین کا انتقال ہو گیا تو اموری بادشاہ یروکیم
 نے اپنے عظیم القدر اور فیاض حریف کے برعکس عمل ایک نئے بادشاہ ملک پر حملہ
 کرنے میں کوئی تامل اور غیرت نہیں ظاہر کی اور نہ اس نے اپنے ایک فیاض
 حریف کے احسانات کا جوا دس لئے اکثر نادک وقتوں میں عیسائی دنیا کے
 ساتھ کئے جسے کچھ خیال کیا۔ اموری نے نہایت تنگ ظرفی سے مردانگی کے ساتھ
 بائیس لاکھ چکر محاصرہ کر لیا مگر نور الدین کی بیوہ نے نہایت عقلمندی سے
 اسکو روپیہ دیکر مال دیا اور وہ اس پست خیالی سے روپیہ لیکر طبریا کی طرف
 ہٹ آیا۔“

اس کے بعد پہر عیسائیوں اور مسلمانوں میں بدستور قدیم چہر چہا
 شروع ہو کر انکی لڑائیوں کے دو میدان قرار دیئے گئے ایک تو سرزمین شام

جہان خود نوز الدین محمود بنظاہر عیسائیوں سے دست بدست لڑ رہا تھا اور درحقیقت صلاح الدین یوسف کے لئے کامیابی کا راستہ صاف کرتا تھا اور دوسرا مصر جس کے پر فضا میدان میں اس کے فوج کا افسر علی اسد الدین شیر کوہ کامیابی کی ہوا میں اپنی ناموری کا پہرہ اوڑھا رہا تھا۔

حارم پر پہلا حملہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۳۵۵ھ میں نوز الدین محمود نے لشکر جمع کر کے حارم پر حملہ کیا قلعہ حارم حلب کے غربی جانب شاہ فرانس کے قبضہ میں تھا اوس کے طرف سے اس قلعہ میں نامی نامی جبرئیل اور کارآزمودہ سپاہیوں کی ایک تعداد کثیر رہتی تھی جب نوز الدین محمود نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی اوسوقت اطراف وجوانب کے عیسائی اور حارم کے بھانے کو آئے لیکن خدا جلّ جلالہ نے وہ کیون لڑائی سے اعراض کر کے نرمی و ملاحظت سے پیش آئے اور پچاس ہزار دینار سرخ مصارف فوج کشی دیکر نوز الدین کو حلب کی طرف لوٹا دیا۔ اس جنگ میں امیر مویدا لدولہ اسامہ بن مرشد بن مقتدا اس کے ہمراہ تھا۔

واقعہ قلعہ اکراد ۳۵۵ھ میں نوز الدین محمود نے اپنے لشکر کو مرتب و مسلح کر کے بقصد طرابلس خروج کیا اور مقام بقیعہ (قلعہ اکراد کے نیچے) پہونچکر مقیم ہو گیا عین دوپہر کے وقت جبکہ سپاہی کمزور ہوئے اپنے خیمہ میں پڑے ہوئے تھے عیسائیوں نے قلعہ اکراد کے ایک پوشیدہ دروازہ سے نکلکر پہاڑی راستہ طے کرتے ہوئے بحالت غفلت مسلمانوں پر آپڑے مسلمانوں نے ان کے مقابلہ اور دفعیہ کی کوشش کی لیکن ان کے دست بقبضہ ہونے سے پہلے اوکی تلواریں نیام سے باہر آگئیں ہتھیں قتل و قید کا بازار آہنوں نے گرم کر دیا تھا ناچار اس واقعہ میں مسلمانوں کو ہریمت ہوئی عیسائیوں نے

نہیں تھے۔ اپنے حریف سے ہر وقت (لڑ سکتا ہوں) انہوں نے اپنا ایک چاہا بادشاہ
 کہو دیا ہے۔ مجھ کو ان کے سچے رنج و غم میں شرکت کرنی چاہیے اور انکی حالت نار پر
 بچے رحم کرنا چاہیے مناسب تو یہ ہے کہ میں ان کے بگڑے ہوئے کاموں میں
 اوٹکی مار دوں۔ پہر حبیب انکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جائے گا تو مجھ کو ان سے
 لڑنے کا ہر وقت موقع مل سکتا ہے۔“ نور الدین محمود کی یہ فیاضی تھی کہ اسنے عیسائیوں
 کے منصف و ابتری سے ان کے بادشاہ کے مرنے کے بعد ان کے ملک پر حملہ نہ کیا اور
 نہ اس سے اس نے فائدہ اٹھایا اور اس طرح کے فائدہ اٹھانے کو اس نے
 حقارت کی نظروں سے دیکھ کر انکار کر دیا لیکن یہ واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے
 کہ اسی عیسائی بادشاہ کا جانشین اموری (جو پہلے یافذ و عسقلان کا حاکم تھا)
 نور الدین محمود کی وفات پر موقع کو مقتضات سے سمجھ کر اس کے ملک پر چڑھ آیا
 جسکو عیسائی مورخ ابراہیم بن تغریبر کہتا ہے کہ ”جب عیسائیوں
 (مطابق شمسہ سحری) میں نور الدین کا انتقال ہو گیا تو اموری بادشاہ یرسليم
 نے اپنے عظیم القدر اور فیاض حریف کے برعکس عمل ایک نئے بادشاہ ملک پر حملہ
 کرنے میں کوئی تامل اور غیرت نہیں ظاہر کی اور نہ اس نے اپنے ایک فیاض
 حریف کے احسانات کا جو اس نے اکثر نادک وقتوں میں عیسائی دنیا کے
 ساتھ کئے تھے کچھ خیال کیا۔ اموری نے نہایت تنگ ظرفی سے مزدانگی کے ساتھ
 بائیس لاکھ چھتر ہزار فوج جمع کر لیا مگر نور الدین کی بیوہ نے نہایت عقلمندی سے
 اسکو روپیہ دیکر مال دیا اور وہ اس پست خیالی سے روپیہ لیکر طبریا کی طرف
 ہٹ آیا۔“

اس کے بعد پہر عیسائیوں اور مسلمانوں میں بدستور قدیم چھڑ چھاڑ
 شروع ہو کر انکی لڑائیوں کے دو میدان قرار دیئے گئے ایک تو برزین شام

جہان خود نوز الدین محمود بظاہر عیسائیوں سے دست بدست لڑ رہا تھا اور درحقیقت صلاح الدین یوسف کے لئے کامیابی کا راستہ صاف کرتا تھا اور دوسرا مصر جس کے پرفضا میدان میں اس کے فوج کا افسر علی اسد الدین شیر کوہ کامیابی کی ہوا میں اپنی ناموری کا پہرہ اوڑھ رہا تھا۔

حارم پر پہلا حملہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۵۵ھ میں نوز الدین محمود نے لشکر جمع کر کے حارم پر حملہ کیا قلعہ حارم حلب کے غریب جانب شاہ فرانس کے قبضہ میں تھا اوس کے طرف سے اس قلعہ میں نامی نامی جبرئیل اور کارآزمودہ سپاہیوں کی ایک تعداد کثیر رہتی تھی جب نوز الدین محمود نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی اوسوقت اطراف وجوانب کے عیسائی اعداء حارم کے بھانے کو آئے لیکن خدا جلّ جلالہ نے وہ کیوں لڑائی سے اعراض کر کے نرمی و ملاحظت سے پیش آئے اور پچاس ہزار دینار سرخ مصارف فوج کشی دیکر نوز الدین کو حلب کی طرف لوٹا دیا۔ اس جنگ میں امیر مویالہ الدولہ اسامہ بن مرشد بن مقدّاس کے ہمراہ تھا۔

واقعہ قلعہ اکراد ۴۵۵ھ میں نوز الدین محمود نے اپنے لشکر کو مرتب و مسلح کر کے بقصد طرابلس خروج کیا اور مقام بقیعہ (قلعہ اکراد کے نیچے) پہونچ کر مقیم ہو گیا عین دوپہر کے وقت جبکہ سپاہی کمزور کہوئے ہوئے اپنے خیمہ میں پڑے ہوئے تھے عیسائیوں نے قلعہ اکراد کے ایک پوشیدہ دروازہ سے ٹھکر پہاڑی راستہ طے کرتے ہوئے بحالت غفلت مسلمانوں پر آپڑے مسلمانوں نے ان کے مقابلہ اور دفعیہ کی کوشش کی لیکن ان کے دست بقبضہ ہونے سے پہلے اوکلی تلواریں نیام سے باہر آگئیں بہتیں قتل و قید کا بازار آہنوں نے گرم کر دیا تھا ناچار اس واقعہ میں مسلمانوں کو ہریمت ہوئی عیسائیوں نے

آگے بڑھ کر نور الدین محمود کے خیمہ کا محاصرہ کر لیا مگر وہ دلیرانہ بغیر قبا پہنے ہوئے
دائیں بائیں وار کرتا ہوا نکلا اور گھوڑے پر جو حسب دستور دروازہ خیمہ پر بندھا
ہوا تھا سوار ہو کر ان کے دربان سے انکو دیان چٹو کر اس طرح نکل گیا جیسا کہ بجلی
اندھیری رات میں نظروں سے چمک کے غائب ہو جاتی ہے اور راہروں تھوڑی
دور تک اسکی روشنی میں رہتے چل کر پہنچ کر بجاتے ہیں۔

نور الدین محمود اس واقعہ سے نجات پا کر محض کے باہر ایک میل پر بخیرہ
کے کنارے ٹھہرا اور وہاں سے خیمہ نگو کر نصب کرائے اس اثنا میں وہ
لوگ بھی آگئے جو اس معرکہ سے جانبر ہو کر نکل آئے تھے ان لوگوں نے اتفاق
بہمہ راے ظاہر کی کچھ نیکو مقام واقعہ یہاں سے صرف چھ کوس کے فاصلہ پر ہے
اور وہاں سے لشکر اسلام کمال بے سرو سامانی سے یہاں بہاگ کر آیا ہے شاید
عیسائی فوجیں تعاقب میں آئیں اور پہر اس مقام سے ہکو نہریت اوٹھانی پڑے
لہذا مناسب ہے کہ محض چل کر قیام کرنا چاہئے وہ ہکو اور ہم اوس کو
دشمنوں کے قوی سے قوی حملوں سے بچا سکتا ہے نور الدین محمود نے نہایت
مردانگی کا یہ جواب دیا کہ اگر میرے پاس ہزار سوار ہوں تو میں انکی قلت و
کثرت سے نہیں خوف کر سکتا ہوں بخدا اے لایزال جب تک میں عیسائیوں
سے اسلام کا بدلہ نہ لیلونگا ہرگز کسی دیوار کے سایہ میں نہ بیٹھونگا، یہ کہہ کر
نور الدین محمود نے ملب و دمشق سے گھوڑے۔ آلات حرب۔ خیمے۔ ہسباب
اور کل وہ چیزیں جوڑائی و لشکر کے لئے ضروری تھیں منگو کر ان لوگوں میں
تقسیم کر دیا جو اس واقعہ سے بچ آئے اور جو اس معرکہ میں شہید ہو گئے بچے
اول کے اونکی اولاد کو اگر وہ ٹانہ کے قابل تھیں یا ان کے اعزہ و اقارب طلب
کر کے مقرر کر دیا۔ اس خوبی انتظام سے لشکر اسلام جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی رہ گیا

دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ اس لشکر کا کوئی شخص بھی غائب ہوا ہے
مورخین نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود نے سوائے آلات حرب و گھوڑے و اسباب
کے یک دن مین دو لاکھ دینار اپنے لشکریوں کو دیئے تھے۔

علامہ شہاب الدین ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل مقدسی شافعی نے لکھا ہے
کہ جو وقت نور الدین محمود اپنے لشکریوں کو مال و اسباب اور روپیہ اُنکے
حسب دعویٰ دے رہا تھا اس وقت اس کے دیوان نے مہظرف خیر خواہی
لشکریوں سے جسکا وہ دعویٰ کرتے تھے اُسپر حلف لینے کا قصد کیا لیکن
نور الدین محمود کی بیظیر فیاضی نے اسکو گوارا نہ کیا اس نے اپنے دیوان کو
اسکی سخت ممانعت کی اس کے بعد اس کے بعض سرداروں کو شایو نکا
خلاف واقعہ بیان کرنا معلوم ہو گیا اور انہوں نے نور الدین محمود سے مہل
قصہ کو عرض کر کے لشکریوں سے حلف لینے کی اجازت چاہی نور الدین محمود نے
اس سے انکار کیا اور یہ کہہ کر جو شخص جس چیز کا جس مقدار پر دعویٰ کرے
بلا خیال ہو کر دینے جاؤ مین قلیل و کثیر بخیال اجر و ثواب دیتا ہوں کئی ہفتین
یہ سنکر یہ گدازش کیا کہ اگر آپکو ثواب کا خیال ہے تو آپ کے شہر مین زُہاد
و فقراء و صوفیاء و فقہاء کی ایک جماعت کثیر ہے انکو دیجئے اور ان سے امداد
طلب کیجئے نور الدین محمود نے خشنما کہ یہ مین جواب دیا کہ بخدا مین اللہ تعالیٰ
سے امداد طلب کرتا ہوں ان لوگوں سے کیا مدد ملیگی اور مین کیسے اولکھا حق
چہنکر انکو دون جو لوگ کافروں سے لڑتے ہین اور کلمۃ اللہ کو پہنلاتے مین
نرم خواہگا ہوں کو چہوڑ کر نوکدار نیز دن اور تیز تلواروں پر سونے مین اُنہن
لوگوں کا بیت المال مین حصہ ہے او وہی اوس کے مستحق مین یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ مین اونہرا سکو صرف نکرون اور انکے سوا غیرون کو جنہوں نے تیر کی ہار شرم

جو روئے کا زہد بنیم
نور الدین

تلوار کی چمک نیزوں کی توکین ہنہیں کہیں اس مال کو دیدون“ نور الدین محمود کے اس کلام نے سب کو خاموش کر دیا اور اس نے نہایت دریا دلی سے لشکروں کو نغمہ البدل دیکر اس ہزیمت و شکست کا خیال ان کے دل سے بہکا دیا۔

عیسائی امراء اس ہزیمت کے بعد حمص کے قریب ہونے سے بحال قبضہ اس کے طرف بڑھے لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ نور الدین محمود اس کے قریب نیمہ زن، تو حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور باہم شور مچا کر کہ یہ رائے قائم کی کہ نور الدین محمود سے اب عہدہ برآ ہونا مشکل ہے حالت غفلت میں ایک مرتبہ فتح نصیب ہونا تھا ہو گئے عجب ہنہیں کہ وہ خود ہمہ پر حملہ کرے۔ رفتہ رفتہ ان کا یہ خیال اس قدر محکم اور اس درجہ مضبوط ہو گیا کہ انہوں نے صلح کی درخواست کی نور الدین محمود نے جب ان کو کچھ جواب نہ دیا تو بخوف جنگ قلعہ میں معمولی افسروں فوجین چھوڑ کر اپنے اپنے ملک کوچلے گئے۔

شاور اور ضرغام یوں تو کچھ مدت پہلے سے مصر کے دار الخلافت میں خلفاء علویہ یا فاطمیہ یا عبیدیہ کا آفتاب اقبال لب بام آ رہا تھا کسی حریف کے مقابلہ پر جانا اور اس سے لڑنا تو بہت دور تھا وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتے تھے آرام طلبی حد سے بڑھ گئی تھی ظلم و تعدی کی کوئی انتہا نہ تھی حکومت کی ساری طاقت وزیروں کے قبضہ میں جا چکی تھی مدعیان وزارت کے آئے دن لڑائی جھگڑوں سے یونانیوں خلاف کی قوت سلب ہوتی جاتی تھی خلیفہ برائے نام سرحد خلافت پر بیٹھا ہوا بادشاہ شطرنج کی طرح اپنی بساط سے قدم باہر نہ کر سکتا تھا ان پرانے خلفاء کے سب سے آخری خلیفہ ناصر الدین اللہ کا زمانہ حکومت تھا کہ ۵۵۶ھ ہجری (مطابق ۱۱۶۱ء) میں بعد قتل الملک الصالح طالع بن زریک وزیر مصر کے اسکا بیٹا زریک بن طالع وزارت کرنے لگا دو برس بعد ماہ صفر ۵۵۸ھ (مطابق ۱۱۶۳ء)

مین شاورنے اس سے وزارت چھین لی پہرہ کو اسی سال ماہ رمضان میں دو بہائیوں ناصر الدین ملہم اور ضرغام مدعیان و نارت سے مقابلہ کرنا پڑا بد نصیبانہ اس لڑائی میں پسپا ہو کر شام کی طرف بہاگا ضرغام نے اُس کے محل کو لوٹ لیا اُس کے دونوں لڑکے طیا اور سیماں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور خود ایوان وزارت میں بیٹھ کر حکم و احکام جاری کرنے لگا خلیفہ عاصد ان سب اوقات کو خاموشی کی نظروں سے دیکھتا جا رہا تھا اور دھڑکی رعایا فریق غالب کا ساتھ دے رہی تھی۔

شیر کوہ رجب الاول ۱۲۵۹ھ (مطابق ۱۸۴۶ء) میں شاور مدین پہونچا اور نور الدین محمود کے سایہ عاطفت میں پناہ گزین ہو کر اس سے مدد کا خواہستگار ہوا لیکن جب نور الدین محمود کو اس خیال سے کہ عیسیٰ یون کا مصر میں کیس قدر عمل دخل ہے اور خلافت علویہ کمزور ہو رہی ہے اسکی مدد دینے میں کچھ تامل ہوا تو شاور نے یہ اقرار کیا کہ شیر کوہ کی فوج مصر میں رہیگی اور اس کے خرچ کے لئے ثلث آمدنی دی جائے گی جس سے نور الدین محمود نے شاور کے ہمراہ اللہ شیر کوہ کے زیر حکم ایک فوج اسکی مدد کو ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں نہ کیا اور اس ہم کے باآسانی مصر تک پہونچ جانے کی یہ تدبیر نکالی کہ خود ایک فوج لیسکر عیسیٰ یون کے سردار شہرون پر جا پڑا تاکہ وہ اس کے خیال خوف سے

لے قاضی ابن شداد نے لکھا ہے کہ اسد الدین مصر کی جانب ۱۲۵۹ھ میں روانہ ہوا ہے اور عماد کاتب اور ابن اثیر کا یہ بیان ہے کہ ماہ جمادی الاول ۱۲۵۹ھ میں شیر کوہ مصر کو روانہ ہوا ہے کیونکہ شاور کو ضرغام نے ۱۲۵۸ھ میں ہزیمت دی ہے اور شاور آخر سنہ مذکور یا اوّل ۱۲۵۹ھ میں دمشق پہونچا ہے اور جمادی الاول ۱۲۵۹ھ میں نور الدین نے اسد الدین کو روانہ کیا ہے اور یہی اقرب الی الحق ہے واللہ اعلم۔

اسد الدین شیرکوہ سے متعرض ہونے شیرکوہ نے روانگی کے وقت ہاتھ صواب
 نواز الدین محمود اپنے پیچھے صلاح الدین یوسف کو اپنے ہمراہ لیلیا تھا اور اس کو اپنے لشکر کا
 ہراول و علم بردار بنالیا تھا۔ جب ضرغام کو یہ خبریں معلوم ہوئیں تو اس نے
 عیسائی بادشاہ یروشلیم (اموری) سے مدد مانگی وہ اس کے مدد دینے پر
 آمادہ ہو گیا لیکن مصر میں عیسائی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے شیرکوہ شاور
 کے ہمراہ مصر میں داخل ہو گیا تھا اور ناصر الدین ملہم و ضرغام کی مصری فوج
 اس کے لشکر ظفر پیکر سے شکست پانچلی ہی اور ضرغام ایک سپاہی کے ہاتھ سے
 شہید سید ہانیسہ کے قریب قتل ہو چکا تھا۔ شاور ایوان وزارت میں بیٹھتے
 ہی اپنے وعدہ و اقرار کو بھول گیا اور شیرکوہ اس سے اس وعدہ و اقرار
 کے پورا کرنے کا تقاضا کرنے لگا جو وہ نواز الدین محمود سے کرایا تھا کسی قدر بحث و
 تکرار کے بعد اس نے صرف تیس ہزار دینار دیکر شیرکوہ کو ٹالنا چاہا شیرکوہ
 اس امر پر راضی نہ ہوا اور بحیرہ و بزور تیغ ایفاء وعدہ پر آمادہ ہو گیا اس موقع پر
 احسان فراموش شاور نے وہی چال اختیار کی جس کا خطرہ پہلے ہی نواز الدین محمود کو
 ہوا تھا اور اسی خیال سے وہ اسکی امداد میں پس و پیش کر رہا تھا یعنی اس نے
 اس کے ہاتھوں سے نجات پانے کی غرض سے عیسائی بادشاہ یروشلیم (اموری)
 امداد کے لئے بلایا اور کافی طور سے رسد اور فنی پڑاؤ ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا
 اموری فوج اپنی فوج لئے ہوئے مصر میں آ پہنچا شیرکوہ کے پاس فوج کم تھی
 اور اس کو مصری اور عیسائی فوجوں سے مقابلہ کرنا تھا اس نے مصر کو چھوڑ کر
 بلعیس میں اتر کر اسکی قلعہ بندی کر لی اور عیسائی اور مصری فوجوں نے
 پھونچکر اسکا محاصرہ کر لیا تین مہینہ تک یہہ وہاں محصور رہا۔

فتح حارم | نواز الدین محمود کو جب اسکی اطلاع ہوئی کہ شاور نے شیرکوہ سے

عہد شکنی کی اور عیسائیوں کو اپنے امداد کے لئے ہلکا کر اسکو محصور کر لیا ہے تب اس نے
 مصر سے عیسائیوں کو واپس بلائے اور شیر کوہ کو محاصرہ سے چھڑانکے یہ تہ تیغ
 نکالی کہ اس نے عیسائی مقبوضات پر حملہ کر دیا اور سب پہلے حارم کا محاصرہ کر لیا۔
 نواز الدین محمود کے ہمراہ اس موقع پر مرتب لشکر کا حصہ نہایت کم تھا کیونکہ حصہ کثیر
 اس کے فوج کا شیر کوہ کے ساتھ بلیس میں محصور تھا لیکن جس قدر لشکر اس کے
 ہمراہ حارم پر پہنچا وہی جہنم کا گڑھ کو آیا تھا وہ حسبِ قیاس تھا مقدمۃ الجیش میں
 پانچ سو مصل کی فوجیں تھیں اور انکا افسر اسکا بھائی قطب الدین اتابک تھا اور
 زین الدین بن قطب الدین اتابک اسکی نیابت میں تھا۔

میمنہ میں ایک ہزار حلبی لشکر فخر الدین قزاق ارسلان کی ماتحتی میں تھا۔
 میسرہ میں بھی ایک ہزار مار دین کی فوجیں تھیں جو نجم الدین کے زیرِ حکم لڑنے کو
 آئی تھیں۔

قلب میں ایک ہزار سپاہی دشتی۔ گردی تھے سلطان نواز الدین الہامی پہرہ
 کے نیچے انکا اور کل لشکر اسلامیہ کا افسر اعلیٰ تھا اسی کے حکم سے کل لشکر نقل و حرکت
 کرتا اور لڑتا تھا۔

ساقہ میں پانچ سو سوار تھے جس میں ممالک نوریہ کا ایک گروہ اور جان نثار ونگی
 فوج کا ایک دستہ تھا۔

نواز الدین اور اس کی کل کائنات یہ تھی۔ اس کے مقابلہ پر بوہند ثانی
 انطاکیہ کا سنیا امیر دس ہزار کی جمعیت سے اور قنص (ریمنڈ) والی طرابلس
 لشکر لیکر اور ابن جوسلین بارہ ہزار فوج لیکر آیا تھا۔ پہلے عیسائی سواروں نے
 اسلامی میمنہ پر دبا دیا کیا فخر الدین قزاق ارسلان نے اپنی جمعیت کو منتشر کر کے
 پیچھے ہٹنا شروع کیا اور عیسائی فوجیں کامیابی کے غرور میں آگے بڑھنے لگیں

رفتہ رفتہ جب فخر الدین دو کوس کے قریب پہنچے ہٹ گیا اور سوقت مار دین کی اسلامی فوج نے یہی بارگاہ اسلام کہہ کر حملہ کر دیا عیسائی فوج کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ان کی مجموعی حالت جو اس سے پیشتر تھی متفرق ہو گئی جس سے وہ ایک دوسرے کو نہ پچاسکے نور الدین محمود نے لڑائی کا یہ عنوان دیکھ کر وصال کے اشارہ سے قطب الدین اتابک کو قلعہ رحولہ کرنا حکم دیا اور خود عیسائی میسرہ پر پہونچ کر کشت و خون کا بازار گرم کر دیا جو اس بار عیسائی فوجیں اپنی مالوسانہ کوششوں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں ایک شہر کے قریب تیغ اجل کے نذر ہو گئیں کچھ لوگ بہاگ گئے کئی ہزار عیسائی مع بوہند امیر الناکہ ورمیڈ والی طرابلس و ابن جو سلین و دیگر روم کے گرفتار کر لئے گئے دو شبانہ روز جنگ کے بعد اکیسویں رمضان ۵۵۰ھ کو نور الدین حارم میں داخل ہوا۔ حافظ ابوالقاسم مورخ دمشق نے تحریر کیا کہ نور الدین محمود نے اس واقعہ میں چار ہزار فوج سے روم۔ ارمن۔ فرانس کی بیسیس ہزار فوج کا مقابلہ کر کے اُن کو بچا دیا۔ یہاں اسی واقعہ میں بوہند والی الناکہ بھی قید ہوا یا تھا جسکو اس نے مال کثیر لیکر آزاد کیا اور اس مال کو بتدریج جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا۔

فتح قلعہ بانیاس طبریہ کامیابی کے بعد امراء لشکر کی تنبیہ سے قرار پائی کہ قلعہ بانیاس طبریہ پر بھی حملہ کر کے اسکو بھی زیر سایہ حمایت دولت توریہ لیلیا جائے کیونکہ واقعہ حارم نے اس کے محافظین سے اکو خالی کر دیا ہے لیکن سلطان نور الدین محمود نے اس رائے سے اختلاف کیا باین خیال کہ الناکہ کا

لے ماحب خریدہ لئے لکھا ہے کہ اس محرم میں بیس ہزار عیسائی مارے گئے اور پانچ ہزار گرفتار کر لیے گئے باقی جو بچے وہ بہاگ گئے۔

شہر اگرچہ باسانی فتح ہو جائیگا لیکن اس کے قلعہ پر سوائے طول حصار کم مدت
میں قبضہ نہیں حاصل ہو سکتا قطع نظر اس سے اگر اہل قلعہ نے والی قسطنطنیہ
سے سازش کر کے قلعہ اوس کے سپرد کر دیا تو دشواری کی کوئی انتہا نہ بجائے گی
اور والی النطاکیہ کا جوار بادشاہ قسطنطنیہ سے مناسب زیادہ ہے۔

امراء لشکر نورالدین محمود کی بیہ مائے مناسبت شکست فاموش ہو رہے اور
اور اُس نے مصلحتاً حارم کے قلعہ میں قیام کر دیا اثناء قیام میں نور تو کس ہم
میں نہیں شریک ہوا لیکن وقتاً فوقتاً مالک مقبوضہ روم پر سربراہی بہتارہا
جنہوں نے مفتوحات توریہ کے سرحد کو لادقیہ اور سویدا تک بڑھا لیا۔ مادی
سنہ مذکور میں توصل اور دیار بکر کی فوجوں کو واپس جانے اور ہم طبریہ
کی طیارسی کا اعلان کر دیا عیسائی امراء یہہ سنکر طبریہ کے بچانے کی فکر میں
کہنے لگے اور نورالدین محمود نے موقع پا کر محرم ۵۶۲ھ میں قلعہ بانیاںس پر
پہنچ کر اسکا محاصرہ کر لیا عیسائیوں نے اس مدبرانہ حملہ سے گہرا کر طبریہ سے
بانیاںس کے طرف رخ کیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے نورالدین محمود بانیاںس
فتح کر چکا تھا اور جب عیسائی فوجیں بانیاںس کے قریب پہنچیں تو اوس نے
اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان کے مقابلہ پر چھوڑ کر طبریہ کو بھی بے ہولیت تمام
۵۶۲ھ قلعہ ۵۶۲ھ سے عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا جسوقت نورالدین محمود
مظفر منصور اس قلعہ میں داخل ہوا اتفاق سے اسوقت معین الدین انزکا ارکا اس کے
پاس کھڑا تھا نورالدین محمود نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج لوگوں کو ایک خوشی حاصل
ہوئی ہے اور شکوہ دور معین الدین کے لڑکے نے جو عرض کیا یہ کہوں بہار الدین محمود نے کہا
اسوجہ کہ اللہ تعالیٰ نے آج میرے باپ قتل دو زخ سے بچا دیا کیونکہ اسی نے تو اُس قلعہ کو
عیسائیوں کے سپرد کر دیا تھا۔

اپنے قبضہ میں لے لیا۔

شیر کوہ کی واپسی

نور الدین محمود کی اس عاملانہ کارروائیوں اور حکمت عملیوں اور اس کی ان فتوحات نے اُدھر عیسائیوں کو مصر میں اس درجہ متوحش اور متردد کر دیا کہ انہوں نے بمجبوری شیر کوہ سے صلح کر کے مصر سے دست کش ہو کر واپسی کو غنیمت سمجھا اور اُدھر خود شیر کوہ چاروں طرف سے گہر جانے اور بلاد اسکا سے بے تعلق ہو جانے کے سبب شاور سے سناہٹہ ہزار دینار لیکر مصر سے مخرجت کر لے پر آمادہ ہو گیا اور عیسائیوں کی واپسی کے بعد براہ خشکی شام کو واپس آیا۔

فتح منیطرہ

۵۶۱ھ میں نور الدین نے قلعہ منیطرہ کو عیسائیوں سے جہن لیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لکوز نور الدین بلا علم و اطلاع احرار و دولت چند دستہ فوج لے ہوئے دمشق سے ٹھکر سیر کرتے ہوئے بحالت غفلت منیطرہ پر جا پہونچا اور نہایت مضبوطی سے اُسکا حصار کر کے لڑائی شروع کر دی اطراف و جوانب کے عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ نور الدین کے ہمراہ فوج کثیر ہوگی آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی و عیسائی فوج کے آنے کے انتظار میں ٹھہری رہی تا آنکہ نور الدین محمود نے بزور تیغ اسکو فتح کر کے عیسائی قیدیوں کو دمشق بھیج دیا اس کے بعد عیسائیوں نے یورش کی ٹیکنیک سے کچھ فائدہ نہ ہوا قلعہ فتح ہو چکا تھا اور اسمین جسقدر عیسائی تھے وہ گرفتار کر کے دمشق بھیج دیئے گئے تھے مسلمانوں کا قبضہ دخل ہو گیا تھا اور انہیں کا پتروں قلعہ کے چاروں طرف پہرہا تھا۔ قاضی ابن شداد نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۵۶۲ھ کا ہے اور اسی قول کی تائید صاحب کتاب الروضتین نے بھی کی والد اعلم۔

شیر کوہ اور**عیسائی و مصری**

یوں تو اکثر خلوت و جلوت میں نور الدین محمود سے شیر کوہ کے متول اور ضعت کا حال بیان کرتا اور اسکو مصر کے لینے پر آمادہ کیا کرتا تھا لیکن ۵۶۲ھ ہجری (۱۱۶۶ء) میں اسکا اصرار قبضہ مصر کے

بابت حد سے بڑھ گیا اور اُس نے صاف الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ اگر آپ کو بیت المقدس فتح کرنے کی دلی خواہش اور توسیع بلاد اسلامیہ کا خیال ہے تو مصر کو عیسائیوں سے بچائیے ورنہ فتح بیت المقدس تو ایک مشکل امر ہے خود اپنی قوت سنبھالنے اور اپنے کو بچانے کی ضرورت پڑ جائے گی اور اپنی قوت سنبھالنے اور اپنے کو ان کے شر و فساد سے بچانے کی تدبیر یہی ہے کہ ہم خود مصر کو فتح کر لیں حالت موجودہ میں قبضہ مصر ایک نہایت آسان امر ہے اسکی فوجیں نہایت بے ترتیب اور بازار سی آدمیوں سے بھری ہوئی ہیں اس کے افسر ہیچ نہ تجربہ کار ہیں اور عیسائی اسکی یہ حالت دیکھ کر ہر وقت قبضہ مصر پر آمادہ و طیار ہیں ان چھوٹے چھوٹے صوبہ اور شہروں کو عیسائیوں کے قبضہ سے آپ نے نکال لیا تو کیا اور اگر انہیں کے قبضہ میں رہے تو کیا۔ البتہ مصر اور لاگسی کے قبضہ میں ہو لیکن اسلامی ملک ہے اسکو عیسائیوں کے قبضہ سے بچانا فرض ہے ثانیاً بغرض تقدیر اگر اوپر عیسائی قابض ہو گئے تو پھر آپ بیت المقدس کی طرف رخ نہ نکالیں گے۔ شیر کوہ کی اس تحریک و تجویز نے نور الدین محمود کو قبضہ مصر پر آمادہ کر دیا اور اس غرض کے پورا کرنے کو اس نے دو ہزار واری جمعیۃ سے شیر کوہ کو موعہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کے ۱۲ ربیع الاول ۶۶۲ھ میں دوبارہ مصر کے طرف روانہ کر دیا۔

شیر کوہ خشکی کے رستہ فراموشی مقبوضات کو دائیں جانب چھوڑنے ہوئے بلاد مصر میں جا پہنچا اور اطعیہ کے قریب دریائے نیل عبور کر کے مصر کے غری جانب بلاد حنیہ میں جا اتر لیکن عیسائی اُس کے خیال کے موافق اُس کے پہنچنے سے پہلے مصر میں باشارہ شاور مصر میں داخل ہو چکے تھے اور اس سے اطاعت اور اضافہ خراج کے عہد کی تجدید کر کے نو تبلیغہ مصر

عہد نامہ لکھوا لیا تھا۔ شیر کوہ مصر کا یہ رنگ دیکھ کر چون روز تک بلا دوسرے
 مصر میں ٹہرا ہوا تھا اور کی حرکات دیکھتا رہا بعد ازاں جب عیسائی فوجیں نہجا
 غزنی سے عبور کر کے مصر آگے بڑھیں اور سوقت شیر کوہ صغیر کی طرف روانہ ہوا
 اور مقام یابین میں پہنچ کر ٹہر گیا۔ ۲۵۔ جمادی الاول کو عیسائی اور مصری فوجیں
 یہی اس کے مدافعت و مقابلہ کو یابین کے قریب آپہنچیں۔ شیر کوہ کو جاسوسوں
 معلوم ہوا کہ مخالفین کے پاس بیشمار فوج و سامان جنگ ہے اور خود اس کے
 پاس ان کے مقابلے میں بہت تھوڑی فوج ہے۔ شیر کوہ کا قصد باوجود ان کے
 کثرت کے لڑنے کا تھا اور وہ یہ چاہتا تھا کہ فریقین میں تلوار کے ذریعہ سے
 ایک قطعی فیصلہ ہو جائے لیکن اس نے اپنے ہمراہیوں اور کمی فوج کے خیال سے
 لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ کل آدمیوں نے بالاتفاق یہی ظاہر
 کر دی کہ دریائے نیل شرقی جانب سے عبور کر کے شام کو کوٹ چلنا چاہئے فوج
 کی کمی۔ ملک کی اجمیت کسی طرح لڑائی کی اجازت نہیں دیتی اگر خدا نخواستہ سب کو
 ہزیمت ہوئی اور ظن غالب یہی ہے تو ہمارے لئے کوئی مادی و ملبا نہیں ہے
 ہر شخص ہمارا خاص ہو یا عام دشمن اور ہمارے خون کا پیاسا ہے وہ ہمارا سوار
 سے بیس ہزار کا مقابلہ کرنا اپنے کو معرض خطر میں ڈالنا ہے۔ لیکن شرف الدین
 برغش والی سقیفہ اوٹھ کر ہوا اور اس نے لکھار کے کہا کہ یہ نیکو امر ہے جو
 شخص قتل و قید و زخم سے ڈرتا ہو اس کو چاہئے کہ سلاطین کی ملازمت نہ کرے
 بلکہ وہ محنت ہو جائے یا عورتوں کے ساتھ گھر میں بیٹھ رہے۔ خدا کی قسم اگر
 تلوگ بغیر غلبہ و جنگ بلا کسی عذر کے الملک العادل کے پاس واپس ہو کر گئے
 تو یہ یاد رکھنا کہ وہ ساری جاگیریں چین لیگا تھے کل وہ چیزیں واپس لیگیں
 جسکو تلوگ آج تک صحت کر چکے ہو بائیں ہمہ تمہاری اس نیکو امر کی تلوگ سخت مددگار

بڑے افسوس کی بات ہے کہ تلوگن علمائون کا مال کہاں ہو اور دشمنون کو زیادہ
 دیکھ کر لڑائی سے پہلے گئے ہو۔ اور مصر ایسے ملک کو کفار کے قبضہ میں چھوڑے جاتے ہو
 خدا سے ڈرو کل قیامت میں کیا منہ دکھاؤ گے، شیر کو تو پہلے سے لڑائی پر تیار
 ہوا تھا اس نے یہ شکر کہہ دیا میری بھی رائے ہے میں اسپر عمل کر دنگا صلاح ال
 یوسف نے اس رائے کی تائید کی پہر کیا تھا چوڑی دیر میں سب کے سب جنگ
 کرنے پر متفق ہو گئے۔ اس کے بعد شیر کو ہ نے اسلامی لشکر کو اس طرح مرتب کیا
 کہ صلاح الدین کو قلب میں بجائے اپنے چوڑا اور خود تھوڑے سے سواروں کو
 میمنہ پر رہا اور میسرہ میں شرف الدین برغش کو رکھا اور صلاح الدین کو بھی
 سجھا دیا کہ عیسائی و مصری فوجیں مجھ کو قلب میں سمجھ کر پورا حملہ کر لیں تم ہر نام
 ان کے حملہ کا جواب دیتے ہوئے پیچھے ہٹتے جا نا جب وہ جوش مردانگی میں تھے
 تعاقب میں بڑھیں گی اوسوقت میں اوپر حملہ کر دوں گا تم بھی فوراً پلٹ کر رہیں
 بازو سے حملہ کر دینا اور شرف الدین برغش میسرہ سے سابقہ میں محافظت کے
 غرض سے آجائیں گا۔ شیر کوہ کا یہ خیال صحیح نکلا اور اسکی یہ تدبیر کارگر ہو گئی۔
 عیسائیوں نے مقابلہ ہوتے ہی قلب پر حملہ کر دیا صلاح الدین شیر کوہ کے سجھائے
 مطابق ان کے حملوں کا جواب دیتا ہوا پیچھے کو ہٹا عیسائی اور مصری فوجیں
 جوش مردانگی میں اپنا مورچہ چھوڑ کر آگے بڑھیں شیر کوہ جو اسیوقت و حالت
 منتظر تھا اپنے ہمراہی سواروں کو لیکر اوپر جا پڑا اور صلاح الدین نے اپنے
 پیچھے ہٹنے والے قدموں کو آگے بڑھا کر ایک مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ عیسائی
 اور مصری لشکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔ شیر کوہ کی مردانگی اور تدبیر کی یہ
 عظیم النظیر مثال ہے کہ دو ہزار سواروں سے اس نے تیس ہزار مصری اور
 عیسائی فوج کو میدان جنگ سے بہکا دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد شیر کوہ

اسکندریہ کے طرف بڑھا اور اوسپر باسائی قبضہ حاصل کر کے اپنے پیچھے صلاح الدین کو
 واپس چھوڑ کر صعیقہ کی جانب چلا گیا اور وہیں تا انقضائے ماہ رمضان ٹھہرا رہا۔
 عیسائی اور مصری امرا نے قاہرہ پہونچ کر پہر اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا
 اور دوبارہ دونوں فوجوں کو مرتب کر کے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ صلاح الدین
 نہایت شجاعت و مردانگی سے انکے مسلسل تین مہینوں کے محاصرہ کا جواب بتا رہا
 ایک عیسائی یا مصری سپاہی کو اسکندریہ کے فصیل کے قریب نہ آنے دیا لیکن
 چونکہ مہینہ طویل حصار و قلت رسد و کمی سامان جنگ سے پریشان ہونے لگا اور
 شیر کوہ کو قاہرہ کے فغ میں جب کامیابی ہوئی نظر نہ آئی تو وہ اسکندریہ کے
 طرف ٹوٹا اثناء راہ میں عیسائیوں اور مصریوں کے قاصد سے علاوہ مال غنیمت کے
 جو وہ حاصل کر چکا تھا پچاس ہزار دینار لیکر واپس چلے جانے پر اس شرط سے صلح
 کر لیا کہ عیسائی بھی مصر میں نہ ٹھہریں اور اسکندریہ مصریوں کو دیدیا جائے۔ اس صحت
 کے بعد عیسائی بادشاہ اموری بھی شاہ سے یہ عہد لیکر کہ قاہرہ میں اسکا ایک
 ستھنہ (نایب) اور شہر ہنہا کے دروازہ پر ایک گارورہے گی اور لاکھ دینار سالانہ
 خراج مقرر کر کے مصر سے واپس چلا آیا۔ یہ عہد و اقرار عیسائی بادشاہ اور شاہ
 میں ہوا تھا خلیفہ ماضی کو اسکی مطلق اطلاع نہ تھی۔

فتح قلعہ ہونین نور الدین محمود نے اوس زمانہ میں جبکہ اسکا نامی سپہ سالار شیر کوہ
 اور اسکا بیٹا صلاح الدین یوسف اسکندریہ و اطراف صعیقہ میں عیسائی اور
 مصری فوجوں سے مقابلہ کر رہا تھا اپنے بہائی قطب الدین کو موصل سے معہ
 اسکی فوج کے حمص میں بلایا بھیجا تھا اور اس کے آنے کے بعد شامی عیسائیوں کے
 ممالک مقبوضہ پر انکی مجموعی قوت گہٹانے کے غرض سے حملہ کر رہا تھا۔ قلعہ اکراد
 رقدہ۔ عریہ۔ صافیتا اور ان کے بلاد متعلقہ کو کامیابی کے ساتھ فتح کر کے

حمص واپس آجاتا اور بعد انقضائے ماہ مبارک رمضان حمص سے روانہ ہو کر
 بانہاس ہونے ہوئے قلعہ ہونین پر پہنچا اور سکاحاصرہ کر لیا۔ یہ قلعہ
 اس وقت تک شاہ فرانس کے قبضہ میں تھا اس میں اسکی پندرہ ہزار مسلح ترب
 فوج رہتی تھی جس کے مقابلہ میں نور الدین محمود صرف تین ہزار فوج لیکر آیا تھا
 تین ہفتہ تک برابر طرفین سے آتشباری و سنگباری رہی ہوتی رہی چوتھے ہفتہ
 میں مالیک نور یہ سرنگ کے ذریعہ سے قلعہ کا شمالی بڑے ٹور کر شب کی وقت
 قلعہ میں بہت تھیل لباس گھس گئے اور سفیدہ صبح کے نمودار ہوئے اسلامی
 پہرہ پہن کر ہونین کے شاندار بیچ پر اور ادا عیسائی فوجیں یہ عجیب جرادیکھ کر
 گھبرا کر دروازہ کھول کر میدان کی طرف بھاگیں مسلمانوں نے انکو تلوار پر کھینچ
 پانچزار عیسائی مارے گئے چار ہزار کے قریب گرفتار کر لئے گئے باقی جو رہے
 وہ سب بھاگ گئے۔ اس کامیابی کے بعد نور الدین محمود قلعہ اکاف کو
 سمار کے آگے بڑھنے کا قصد کر رہا تھا کہ شیر کوہ کی واپسی کو سنکر حمص چلا آیا۔
 اسی سنہ میں اس نے قطب الدین کی جاگیر میں رقبہ کا اضافہ کیا اور امیر
 غازی حسان منجی سے بوجہ سرکشی بیچ چھین کر اس کے بھائی قطب الدین
 بنال کو دیدیا۔

عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین محمود قلعہ بنج سے روانہ ہو کر دریائے
 فرات عبور کر کے الرابہ پہنچا اور وہاں چندے قیام کر کے ماہ رجب میں حلب
 واپس آیا شہر کے باہر اس میدان الاخصر میں خیمہ میں ٹھہرا اور جب تک
 یہاں مقیم رہا صلاح الدین یوسف کے ساتھ جو کان (پولو) کہلاتا رہا ایک روز
 جو کان کہیلے میں صلاح الدین کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ عماد کاتب نے چند
 اشعار پر لطیف لکھ کر صلاح الدین کے پاس بھیج دیے جسکو ہم نے نظر دیکھی درج

نور الدین محمود (ع) کا قلعہ بنج (س)

کرتے ہیں۔ وہ ہوا۔

لَا تُنْكِرُهَا لِسَالِحِ عِثْرَتِ بَه - تم کسی عمدہ گہوڑے کے لغزش پہ سنبھل کر
قدم وقد حمل الخضم الزحرا - جسوقت کہ وہ بخوشش کو اٹھائے ہو ہو۔
القي على السلطان طرْفُكَ طَرْفَهُ - تمہارے گہوڑے نے اپنی نظر بٹا دے بڑا ہی
فہمی ہنا لك للسلام مبادلا - تو سلام کرنے کیلئے نیچے کو ٹھکا۔

سبق الريح بجريه وكففتہ - اصل میں تو وہ ہو گئی آگے چل نکلتا تھا۔
عنها فليس على خلافاك لیکن تم نے جوڑوک لیا تو تمہاری نفی
قادرا - کیون کرتا۔

ضعفت قواه اذ تذكر انكلا - اسکی قوتیں اس خیال سے ضعیف ہو گئیں کہ
فی السرح منك یقل لیتلخا دكا - اسکی زین پر تمہارا جیسا شخص جو جنگ شہر کی
بھی حقیقت نہ سمجھے سوار ہے۔

ومتی تطیق السراج طودا شامخا - نہیں تو بہتہ سمجھ لو کہ ہوا کتنا ہی تیز چلے
کسی پہاڑ کو اوڑا لیا جاسکتی ہے ؟
اولیٰ تطیع البرق جونا ماطلا - یا بجلی کی چمک کسی ابر باران سے بھی

مقابلہ کرتی ہے ؟
فاعذ رسفوط البرق عند مسیرك بجلی کی چمک رُک جائیو معذور رہی۔
فالبرق یسقط حیرین یخطف کیونکہ بجلی جب آنکھیں دچک لیتی ہے تو
سایرا گر جاتی ہے۔

واقفل جودك فوماند رتلہ - اور تمہاری بخشش کا ایک بہت
چھوٹا حصہ ہے کہ جو حرکت اس گہوڑے سے
سرزد ہو اسکو معاف کرو۔

ان الجواد من یقیل العاثرۃ۔ کیونکہ بے بخش کر نوالا غرض کر نیوالے
گزر کیا کرتا۔

و توق من عین الحسود و شرھا۔ اور بچو تم آنکھ سے حاسدون کے اور
اسکی بُرائی سے۔

لا مکان ناظرہا بسوء ناظرۃ۲۔ مگر کسی کی نظر بد نہ اثر کرے۔
و اسلم لنور الدین سلطان اوسرے اور تم نور الدین کے لئے جو تمام عالم کا
بادشاہ ہے سلامت رہو۔

فی الحادثات معاضد او مؤازرۃ۔ اور اس کے حادثات میں اسکے مددگار
و معاون رہو۔

فاذا صالح الدین ام لاھلہ۔ کیونکہ جب تک صلاح الدین اپنے لوگوں
کے لئے زندہ ہے۔

لم یحذر و اللدھر ضر فاضاثرۃ۔ اسوقت تک اُنکو زمانہ کی گردش نہیں
ضرر پہنچا سکتی۔

عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین محمود نے اس سال میں حلب و کفرطاب میں
صلاح الدین کو جاگیر بن دین اور اسے الدین کو محض دیدیا۔

قلعہ جبیر پر قبضہ ۵۶۲ھ کے اوائل میں نور الدین محمود نے قلعہ جبیر پر

قبضہ کر لیا یہ قلعہ اسوقت تک شہاب الدین بلک بن علی بن بلک عقیلی

را آل عقیل بنی مسیب کے قبضہ میں زمانہ حکومت سلطان ملکشاہ سے چلا آیا

اسکی مضبوطی و استحکام کا اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملوک وقت اس کے

حصار سے عاجز آگئے تھے اسی قلعہ کے زمانہ محاصرہ میں نور الدین محمود کا باب

عماد الدین زنگی شہید ہوا ہے جیسا کہ اس سے پیشتر ہم بیان کر چکے ہیں۔ ۵۶۲ھ

واقعہ ہے کہ ایک روز قلعہ جعبر کا حاکم شہاب الدین شکار کھیلنے کو نکلا اتفاق سے اپنے ہمراہیوں سے جدا ہو کر ایک میدان میں پڑ گیا۔ بنی کلب میں سے کسی نے اسکو گرفتار کر کے نور الدین محمود کے پاس پہونچا دیا نور الدین محمود نے اسکو نہایت عزت و احترام سے رکھا اور بعض قلعہ جعبر کے اسکو بہت سامان و اسباب اور جاگیریں دینے کو کہا لیکن جب شہاب الدین نے اس سے انکار کیا اسوقت اس نے تہدید محکم سے بیکار ہوئی۔ شروع کی جب اس سے ہی کچھ کام نہ چلا تب نور الدین محمود نے اسکو رہا کر کے ایک لشکر بہ ستر ہزاری امیر فخر الدین محمود بن ابی علی زعفرانی قلعہ جعبر کے فتح کرنے کو روانہ کیا ایک مدت تک امیر فخر الدین اسکا محاصرہ کئے رہا مگر صورت کامیابی نہ دکھائی دی مجبور ہو کر نور الدین محمود نے ایک دوسرا لشکر اسکی مدد کو روانہ کیا اسپر اور اس لشکر پر جو پہلے سے قلعہ کا محاصرہ کئے تھا امیر محمد الدین ابو بکر معروف بربین الدایہ کو افسر مقرر کیا جس نے پہونچتے ہی دو ایک لڑائیوں کے بعد اس کے حاکم شہاب الدین سے سروج اور اس کے اعمال اور کچھ مضامین طلب اور بیس ہزار دینار دیکر پندرہویں محرم کو قلعہ جعبر اس سے لیلیا بیسویں محرم کو کلب میں نور الدین کے پاس امیر محمد الدین کا خط پہونچا اس نے فرط خوشی سے اس قلعہ کو امیر محمد الدین کے سپرد کر دیا اور یہہ اپنے طرف سے اپنے بہائی شمس الدین علی کو اسکا حاکم مقرر کر کے کلب کو واپس چلا آیا۔ ابن اثیر نے لکھا کہ کسی نے اس تبادلہ کے بعد شہاب الدین سے دریافت کیا تھا کہ تمہارے نزدیک سروج و شام باعتبار قیام کے اچھا ہے یا کہ قلعہ بہ شہاب الدین نے جوابدہ یا کہ یہاں مال زیادہ ہے اور قلعہ میں عزت تھی جبکہ وہ چھوڑ آئے۔

مصر علیسیائیوں کی مصر کی واپسی کے بعد عیسائیوں کی آنکھوں میں آنکی نول یورش اور سہنبری کا ٹاسا کھٹک رہی تھی مگر خود ان کی

مفسرین و مفسرین نے اسے انکی سدرہ پوری ہی گو اس وقت میں ایک لاکھ
 دینار کا مصر کے علما ان کے رائے اظہار کی اور متول کا باعث تھا لیکن بائیں
 ان میں ایسی قوت موجود نہ تھی کہ بلا مشارکت و امداد وہ مصر سے ضعیف
 و کمزور ملک پر قبضہ کر لیتے لیکن بعد مراجعت مصر جسے یونانی بادشاہینوں
 والی قسطنطنیہ کی پہنچی سے شادی کی تو اس نے مصر کی رومی حالت کے
 طرف اسکو توجہ دلا کر اس پر حملہ کرنے اور بڑو رقبہ کر لینے پر آمادہ کیا اور
 یہ خیال دلا یا کہ نورالدین محمود بلاد شامیہ فرات میں ہے اور اسکا لشکر شام
 میں متفرق ہے وہ مصر کے بچانے کو جلد نہیں آسکتا اور اہل مصر میں ایسی
 قوت نہیں ہے کہ وہ زیادہ دنوں تک اپنے شہر کو غیر کے حملوں سے بچا سکیں اور
 بادشاہی کے سامنے چرچ میں جا کر انجیل اڑھا کر یہ اقرار کیا کہ حسب حاجت و توفیق
 فوج اور جہازوں سے مدد دیکھائے گی چنانچہ اموری ۶۲۳ھ مذکور مطابق
 ۶۲۵ھ میں فوج لیکر اپنے معاہدہ کو توڑ کر مصر پر چڑھ گیا اور سرزمین مصر میں قدم
 رکھتے ہی پہلی صفر کو بلیس کا محاصرہ کر لیا پانچ روز کے حصار و جنگ کے بعد اسکو
 فتح کر کے اہل شہر سے نہایت بیرحمی و ظلم کا برتاؤ کیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا
 عورتوں بچوں - بوڑھوں کو بلا امتیاز الحقد ہوسکا قتل کر کے قاہرہ کی طرف
 بڑھے رشا وراہل قاہرہ عیسائیوں کے ظالمانہ برتاؤ اہل بلیس کے ساتھ
 دیکھ کر اڑنے پر مستعد ہو گئے۔ دسویں صفر کو عیسائیوں نے قاہرہ کا محاصرہ کیا۔
 انکے محاصرہ کرنے سے پہلے شاہ نے نوین صفر کو اس خیال سے کہ عیسائی مصر
 قابض نہ ہو جائیں آگ لگا دی جو پانچویں ربيع الثانی تک جلتا رہا۔

شاہ قاہرہ میں محصور ہونے کے بعد جب کہ یہ معلوم ہو گیا کہ سہمیں
 قاہرہ کے بچانے کی قوت نہیں ہے تب عیسائیوں سے وہ بکرو فریض آئے لگا

نورالدین محمود نے جو اس قوم سے (۱۲۵)

کبھی عیسائیوں سے یہ کہلا بھیجتا تھا کہ میرے تمہارے مراسم قدیم ہیں میں تمہارا
 دلی خیر خواہ ہوں چونکہ قاہرہ کا دیدینا مسلمانوں کے خلاف مرضی ہو گا اسوجہ سے
 بمصالحات مال و اسباب لیکر لوٹ جانا مناسب ہے اور کبھی نکو بیہ دہکلی دیتا تھا
 کہ اگر تم میرے کہے پر عمل نہ کرو گے تو میں نوزالدین محمود کو بلا بھیجتا ہوں اور قاہرہ اس کے
 سپرد کئے دیتا ہوں وہ محمود ہمہ زمین نکال باہر کر دے گا غرض اسی دم پٹی
 سے ادھر عیسائیوں کو شاور نے ایک لاکھ دینار مصری لیکر واپس چلنے پر راضی
 کر لیا اور انکو فراہمی دینار کے بہانہ سے قاہرہ سے علیحدہ کر دیا اور اودھر خلیفہ
 عاصد لدین اللہ نے مصر کے چلنے کے بعد ایک در وناک عہدداشت نوزالدین محمود
 کے پاس سیاہ ماتھی کپڑے میں لپیٹ کر بھیجی اور اس میں اپنے حرموں کے بال
 اور خون آلودہ کپڑے رکھ دیے جس سے اسکا بیہ مقصود تھا کہ ہم اور ہمارے
 حرم عیسائیوں سے تنگ آگئے ہیں براے خدا ہمو ان کے نیچے ظلم سے بچائے یہ میرے
 حرموں کے بال ہیں جو عیسائیوں کے ظلم سے تنگ ہو کر آپ سے فریاد کر رہی ہیں
 آپ انکو جس طرح ہو سکے بچائیں۔ یہ قول علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ اور عماد کا تب
 لکھتا ہے کہ عیسائیوں کو چھوٹے وعدوں بڑا لدینے کے بعد خود شاور نے نوزالدین
 سے مدد منگو بھیجی تھی اور یہ لکھ بھیجتا تھا کہ اگر آپ نے روانگی میں کچھ ہی تاخیر کی تو
 یہ ملک عیسائیوں کے قبضہ میں چلا جائیگا اور اپنے اس بیان کی نائید میں
 خلیفہ عاصد سے بھی عہدداشت پر دستخط کرائے تھے اگرچہ اس سے پیشتر کے
 معاہدوں اور معاملات ملکی میں خلیفہ عاصد کا نام تک کہیں نہیں آتا تھا
 جو کچھ کرتا تھا دشاور کرتا تھا۔

ان مراسلات کے سوا براہ راست اسہی مضمون کی تحریریں شیرکوہ
 کے پاس ہی تھیں عاصد یا شاور نے بھیجیں تھیں اور وہ مختص

شیرکوہ
 مصر میں

نور الدین محمود کے طرف آ رہا تھا اشارہ میں نور الدین محمود کا قاصد ملا جو اس کو
 بلانے جاتا تھا شیر کوہ ایک شب میں حمص سے حلب آ پہنچا اور نور الدین محمود
 سے صلح و شورے کر کے روانگی مصر پر آمادہ ہو گیا نور الدین محمود نے اس مرتبہ
 پہلے سے زیادہ لشکر روپیہ سامان حرب کا انتظام کیا۔ علاوہ آلات حرب اسلحہ
 خیمہ جات۔ گھوڑوں کے دولاکھ دینار شیر کوہ کو اور بیس بیس دینار لفظ الخاں
 کے ان لوگوں کو جو اس مہم میں اس کے ہمراہ جارہے تھے مرحمت فرمائے اور
 خود اس الما تک پہنچانے کو آیا شیر کوہ نے اس مہم کے لئے دو ہزار سوار لشکر
 تور یہ سے منتخب کئے تھے اور چھ ہزار مجاہدین ترکمانوں سے۔ روانگی کی وقت
 نور الدین محمود نے اپنے نامی امراء و مالیک سے عز الدین بزدیک غزنوی
 و مشرف الدین برغش و ناصر الدین خوارزمی و عین الدولہ ابن البارتی
 و قطب الدین تمیال بن حسان طنجی وغیرہم کو بھی ہمراہ کر دیا۔ ناصی ابوالحسن کا
 بیان ہے کہ مجبہ سے صلاح الدین نے خود کہا ہے کہ میں اس مرتبہ اپنے چچا کے
 ہمراہ مصر جانے پر راضی نہ تھا مجھ کو سکندریہ میں محصور ہونے کے مصائب پہلے
 نہ تھے لیکن جب سلطان نور الدین محمود نے میرے چچا شیر کوہ کو روانگی کا حکم دیا
 اور میں اتفاق سے اس وقت وہاں موجود تھا اس نے میرے طرف دیکھ کر کہا
 اے یوسف تو تیار ہے ؟ (صلاح الدین کا بیان ہے) کہ اس فقرہ نے میرے دل میں
 سو راح کر دیا میں نے ذرا تیجے ہٹ کر کہا چچا جان اگر مجھ کو یہی
 معلوم ہو جائے کہ ملک مصر مجھے مل جائیگا تب ہی مصر کی طرف رخ کروں گا
 آپ شریف لیجائیے مجھے یہیں سلطان کی خدمت میں رہنے دیجئے اس پر شیر کوہ نے
 نور الدین محمود سے کہا کہ صلاح الدین کا جانا ضروری ہے اور یہ عذر کر لے یہ
 سنکر نور الدین محمود نے مجھے ہی تیاری و روانگی کا حکم دیا میں نے سواری ہونے

اور کسی اسباب و زاد راہ کا حیلہ کیا تو رالدین نے فوراً اکل اسباب میرے لئے ہتیا
 کر دیا پھر مجھے جانا پڑا اگرچہ نورالدین نہایت حلیم اور نرم دل آدمی تھا مگر اسکی
 ہدیت اس درجہ تھی کہ میں اس کے سامنے مہر جانے سے انکار نہ کر سکا۔ روانگی مصر
 کی وقت مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مجھے موت اپنے طرف پہنچے لئے جاتی ہے صلح الدین
 یوسف ملک مصر دستوری ہونے کے بعد جب کہیں یہہ باقین خیال کرتا اور اس سفر
 کے نتیج پر غور کرتا تھا تو بیساختہ اس کے منہ سے آیہ کریمہ **عسے ان تکرھوا**
شیا وھو خیر لکم (ممکن ہے کہ تم بہت سے چیزوں کو مکروہہ جانو حالانکہ
 وہ تمہارے لئے بہتر ہوں) نکل جاتی تھی۔

الغرض پندرہویں ربیع الاول ۵۶۲ھ کو شیرکوہ سوار اپنے بیٹے صلح
 و عساکر لوزیہ کے قلعے سے روانہ ہو کر جنگل و ریگستان کے رستے طے کرتا ہوا اساتو
 ربیع الثانی سنہ مذکور میں قاہرہ پہنچا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے عیسائی بادشاہ
 شاہور کے فقرہ میں آکر کچھ لیکر راضی ہو گیا تھا اور بقول عیسائی مورخ شیرکوہ کے
 روک ٹوک کے لئے واپس آیا بہر کیف اس دفعہ عیسائی بادشاہ کو قاہرہ سے
 کچھ حاصل نہوا اور وہ ناکامی کے ساتھ شام کو لوٹ آیا۔ شاہور نے شیرکوہ کو
 عیسائیوں کے برخلاف ادبہار کراؤ سکوان سے لڑا اپنے کی فکر کی تھی جس سے
 اسکا بیہ مطلب حاصل ہو جاتا کہ دونوں فریق لڑنے جھگڑنے کو دمان موجود رہتے
 ان میں سے جسکو چاہتا اسکو اپنا معاون بنا کر کام نکال لیتا لیکن شیرکوہ شاہور
 کے اس دم پٹے میں نہ آیا خلیفہ عاقل نے شیرکوہ کی بیحد تعظیم و تکریم کی کمال عزت
 سے پیش آیا اسکو اور اس کے لشکریوں کو قیمتی قیمتی غلعتیں دیں اور شب کو خود
 جا کر شیرکوہ سے ملا بہت دیر تک آپس میں باتیں ہوتی رہیں اور شاہور ظاہری
 کے غرض سے اکثر شیرکوہ کے ساتھ سوار ہو کر سیر و تماشا کے لئے جاتا تھا مگر خلیفہ عاقل

شیر کوہ کا یہہ ربط و ضبط دیکھ کر دل ہی دل میں جلا جاتا تھا ایک روز اس نے یہہ ارادہ کیا کہ دعوت کے یہاں سے بلا کر شیر کوہ کو معہ اوس کے افسران لشکر کے گرفتار کر لینا چاہئے۔ کامل و شاور میں اس بابت مباحثہ ہونے لگا۔

کامل ابن شاور۔ میرے بزرگ باپ آپ اس خیال کو دور کیجئے مسلمانوں کے ساتھ یہہ برتاؤ نہ کرنا چاہئے۔

شاور۔ نہیں! میری رائے بہت مناسب ہے میں کب تک مخن جگر پیتا رہوں جب تک شیر کوہ قاہرہ میں رہے گا میری نہ چلے گی میں ضرور اس کام کو کروں گا۔

کامل۔ خردار اگر تو نے اس قصد کا خیال ہی کیا تو میں فوراً شیر کوہ کو اس سے مطلع کر دوں گا۔

شاور۔ تو میرے سامنے کارڈ کا میری گود کا کہلا یا ہوا ہے ملکی محاکمہ کی پیچیدگیان تو نہیں سمجھتا اگر میں یہہ کام نہ کروں گا تو یہہ یاد رکھنا کہ میرے خاندان کا کوئی بچہ ہی زندہ نہ بچے گا۔

کامل۔ یہہ سچ ہے بغرض محال اگر ہلوگ قتل کئے گئے اور یہہ ملک مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا تو بہتر ہے اس سے کہ ہم قتل ہی ہوں اور اس کے مالک عیسائی ہوں۔

شاور۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے؟ عیسائی بادشاہ میرا دم بہتر ہے۔ کامل۔ پدر بزرگوار۔ اُن کی دوستی پر آپ بہر وسہ نہ کیجئے یہہ اپنے مطلب کے وقت قدیمی دوستی کو بہر لادیتے ہیں اور طوطے کی طرح آنکھیں بدل لیتے ہیں۔

شاور یہہ سب کچھ یہہی بالفعل تو شیر کوہ سے شکوہات ملجائیں گی۔ علاوہ برین عیسائی بادشاہ اب کیا تو نے مگادہ کب کا واپس ہو گیا جب تک میں

وہ اس طرف کا رخ کرے گا اُس کے مقابلہ کا انتظام کر لیا جائیگا۔

کامل۔ آپ کچھ بھی نہ کر سکے گا عیسائیوں نے جہان بیہ سنا کہ شیر کوہ قید کر لیا گیا ہے باز کی طرح کبوتر کے لشکار پر ٹوٹ پڑیں گے اور ایک لحظہ میں ملک قبضہ کر لینگے۔ جان بھی جائیگی ملک بھی غیو کے ہاتھ میں چلا جائیگا۔

قتل شاورو شاورو کامل اس قدر باتیں کرنے کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ کامل کو شاور کی نگرانی کی فکر ہو گئی اور شاورو

کامل کی مخالفت و افشائے راز سے ڈر کر اس بزدلانہ حملہ سے باز آیا تا آنکہ ایک روز شیر کوہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کو گیا ہوا تھا اور شاور اس سے ملنے کو آیا اور بیہ معلوم کر کے کہ شیر کوہ امام شافعی کی قبر کی زیارت کو گیا ہے ادھر خود بھی روانہ ہوا اصلاح الدین یوسف و عز الدین جردیک اُس کے ساتھ ہوئے

اشارہ راہ میں موقع پا کر صلاح الدین نے گھوڑے پر سے گرا دیا اور دونوں نے مشکین باندہ کر ایک خیمہ میں لاکر قید کر دیا اس کے ہمراہی بیہ واقعہ دیکھ کر بھاگ گئے۔ اور شیر کوہ بیہ سنا کہ اپنے لشکر کا وہ میں فوڑا واپس آیا بات چیت کرنے کی نیت نہ آئی ہتی کہ خلیفہ عاصد نے شاور کے گرفتار ہونے کی اطلاع پا کر اسکا سر مانگ بھیجی شیر کوہ بان یا نہیں کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ پے در پے دو تین قاصد آہو پئے شیر کوہ

ہنوز اپنے خیمہ میں تھا کہ عز الدین جردیک نے شاور کا سر اوتار کر خلیفہ عاصد کے پاس بھیج دیا۔ بیہ واقعہ شیر ہو میں ربیع الثانی کا ہے۔ بعض روایتوں سے بیہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر کوہ بھی اس کے قتل میں شریک تھا لیکن اسکا ثبوت نہایت دشوار ہے۔

شاور کے قتل کے بعد شعرا نے اسکی بھو میں لکھیں اور خلیفہ عاصد نے شیر کوہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کر کے الملک المنصور امیر الجیوش کا لقب دیا

اور ایک طولانی فرمان لکھ کر عنایت کیا جس کے شروع میں یہ عبارت تھی ”من
عبد اللہ و ولیہ الامام محمد العاضد لدین اللہ امیر المؤمنین الامام السید
الاجل الملک المنصور سلطان الجیوش ولی الایمان عجل اللہ فرجہ
اسد الدین۔ کا فل قضاء المسلمین و ہادی دعاة المؤمنین
ابی الحارث شیرکوا العاضدی عضد اللہ بہ الدین و امتہ
بطول بقائہ امیر المؤمنین و ادام قدرتہ و اعلیٰ کلمۃ سلامہ
علیک فانہ یحمد الیک اللہ الذی لا الہ الا هو و یسالہ ان
یصلیٰ علی محمد خاتم النبیین و سید المسلمین و علی آلہ الطاہرین
و الایمہ المہدیین و سلم و تسلیما“ اس کے بعد عاضد کا فرمان ایک
طول لا طایل عبارت میں تھا۔

وزارت صلاح الدین بیسویں و بیچ الثانی کو شیرکوہ ایوان وزارت

میں داخل ہوا اور قاضی فاضل عبدالرحیم بن البیسانی کو قصر خلافت سے
طلب کر کے سد و فقر انشا مقرر کر لیا۔ اپنے امراء لشکر اور لشکریوں کو مستغول
جاگیرین اور الغام و اکرام دیا اور صلاح الدین یوسف اپنے پیچھے کے ہاتھ میں
زام انتظام رکھا اور اسی کے جن رے سے کل کام کرتا رہتا آنکہ شیرکوہ دو
اور چند یوم وزارت کر کے دفعۃً یوم شنبہ بائیسویں جمادی الثانی ۷۶۲ھ
(مطابق ۲۳- مارچ ۱۶۹۹ء) کو بعارضہ خناق اپنا ایک ہونہار بہتیا چھوڑ کر
انتقال کر گیا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ شیرکوہ نے وقت انتقال صلاح الدین
کے حق میں وزارت کی وصیت کیا لیکن محققین مورخین اسکی مخالفت کرتے
ہیں ہاں یہ واقعہ صحیح ضرور ہے کہ شیرکوہ کے انتقال کے بعد شامی لشکر کے
مقتدر امراء مدعی وزارت ہو گئے تھے از انجملہ ایک امیر عین الدولہ باروقی

دوسرے قطب الدین خسرو برادرزادہ والی اربل تیسرا سیف الدین علی بن احمد
 ہنکاری چوتھا شہاب الدین محمود حامی (خود صلاح الدین کا مامون) تھا
 اور خلیفہ عاصد صلاح الدین کو وزارت دیا چاہتا تھا صاحب کتاب (مستثنیٰ)
 لکھتا ہے کہ جس وقت امراء لشکر شامی من وزارت کے بارے میں اختلاف واقع
 ہوا اور ان میں سے ہر شخص مدعی وزارت ہوا اس وقت خلیفہ عاصد کے
 دماغ میں یہ خیال گزرا کہ ”صلاح الدین کے پاس نہ ذاتی لشکر ہے اور نہ سردار
 ہیں وزارت اسکو دینا چاہیے کیونکہ جب میں چاہوں گا اسکو نکال دوں گا
 علاوہ اس کے امراء لشکر شامی سے جو سردار اس کے مخالف ہیں اسکو خود
 وہ نکال دیگا باقی جو دو چار کمزور رہائیں گے وہ میرے قابو میں رہیں گے
 ضعف کیوجہ سے خود صلاح الدین میری مخالفت نہ کر سکے گا میں جس طرح
 چاہوں گا ملک کا خود انتظام کروں گا اور اسکو اپنے قبضہ میں رکھوں گا“ رفتہ
 رفتہ عاصد کے اس خیال نے اسقدر ترقی کیا کہ اُس نے صلاح الدین کو
 قصر خلافت میں طلب کر کے خلعت وزارت سے سرفراز کر کے الملک الناصر کا

۵۶۳ھ صلاح الدین کو خلعت وزارت یوم دوشنبہ پچیسویں جمادی الثانی ۵۶۳ھ
 میں مرحمت ہوئی آئین ایک عامہ سفید مذہب و مطلقا جس کے کناروں پر موتیوں کا
 جہاز تھا اور دیباہ روحی مذہب و مطلقا اور جیہ مذہب اور جو اہرات کا ایک ہار
 جسکی قیمت دس ہزار دینار تھی اور ایک تلوار جو ہر قیمتی پانچ ہزار اور خالصہ کے
 گہوڑوں میں سے ایک زرد رنگ کا گہوڑا موہن دس ہزار و ساسمان آرائش کے تھا
 جسکی قیمت آٹھ ہزار دینار تھی اور اُس سے ملک مصر میں کوئی تیز رو گہوڑا
 نہ تھا اور اُس کے مال میں موتیان پرولی ہتھیں سر پر ایک بڑا پرولی جو ہر
 لگا ہوا تھا مہ چنبدیہ خلعت اور متعدد گہوڑوں کے تھا (باقی صفحہ ۱۳۳ میں)

خطاب دیا اور قیمتی قیمتی تحائف و بیش بہا خلعتیں مرحمت کیا صلاح الدین نے غلام
 سے کوٹ کر ابوان وزارت میں آیا اور ان لوگوں سے جو اپنے لئے وزارت کی کوشش
 کر رہے تھے مطلقاً القرض و التفات نہ کیا فقیہہ ضیاء الدین عیسیٰ ہکامی نے اس
 موقع پر یہ بہت بڑا کام کیا کہ اُس نے باستنار عین الدولہ باروقی کے سب کو
 سمجھا بوجہا کہ صلاح الدین سے ملا دیا۔ صلاح الدین نے وزارت کے بعد لشکر اور
 اکابران دولت کو داد و ہش۔ انعام و اکرام سے اپنا بھی خواہ بنا لیا اور سقدر
 صلاحیت و سنجیدگی اور علماء و فضلاء کی روش اختیار کر لیا کہ گویا وہ ابتدائی
 سے اسی لئے مخلوق ہوا تھا۔ خود مختار و وزیر ہوئے پراس کی جس عادت کی
 تبدیلی کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ شراب کا چھوڑ دینا ہے لیکن
 میرے سمجھ میں نہیں آتا کہ صلاح الدین ساہو نہا شخص جس نے اسد الدین شہر کوہ
 کے گود میں پرورش پایا ہو اور نور الدین محمود جیسے مذہبی سلطان کے سایہ
 عاطفت میں نشو و نما پا کر پہلا پہلا ہو شراب پینے کا عادی کیسے ہوا کسی محبت
 بازاری۔ عوام الناس۔ آبر و باختم لوگوں کی نہ تھی وہ نور الدین محمود اور
 اوس کے وزیر جنگ اسد الدین شہر کوہ کے ساتھ ساتھ طفلی سے رہتا تھا
 جسکی محبت میں علماء و فضلاء کے سوا کسی اور کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔
 سلطان نور الدین محمود ہمیشہ اسکو وزارت کے بعد امیر سپہ سالار کے خوشنما
 لقب سے یاد کرتا تھا کہی کسی خط میں اسکا خالی نام نہیں لکھتا تھا درحقیقت یہ
 اسکی طرف سے مصر کا ایک گورنر تھا اور اس کے مقبوضہ و مفتوحہ ممالک کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۲) اور منشور وزارت سفید طلسم بن لپیٹا ہوا تہلیہ فرانی را وزارت
 میں سلطان کے سامنے پڑا گیا جسوقت کہ اراکین دولت مصر یہ و شام میرب موجود تھے
 سلطان نے یہی دونوں دلقون کے بھی خواہو کو خلعتیں انعام و اکرام دیکر اپنا بنا لیا۔

اس کے محروسہ ممالک کا ایک جزو سمجھنا چاہئے اسی کے تاکید و اصرار ۵۶۶ھ میں خلیفہ المستنجد باللہ عباسی کے نام کا خطبہ جامع مسجد میں پڑھا گیا اور اس کے نام کے بعد سلطان نور الدین کا نام داخل کیا گیا اور شیعہ قاضیوں کو معزول کر کے صدر الدین عبدالملک شافعی کو مصر و قاہرہ اور اس کے گرد و نواح کا قاضی مقرر کیا اور اذان میں حی علی خیر العمل نہ پڑھنے کا کہنا نہ خوف کر دیا غرض کہ جب تک نور الدین محمود زندہ رہا صلاح الدین اسی کی رائے کل کام کرتا تھا۔ ابن ابی طحلی نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود نے اسد الدین شیرکوہ کے انتقال اور صلاح الدین کی وزارت اور اس کی تالیف قلوب اور داد و بخشش کا حال شکر نہایت افسوس کیا اور صلاح الدین سے اس امر پر ناراض ہو گیا کہ اس نے بغیر اجازت اس کے کیوں وزارت قبول کر لیا چنانچہ اس بابر میں نور الدین نے مکرر یہ صلاح الدین کو عتاب آمود خط لکھا لیکن اُس نے کچھ التفات نہ کیا بایںہ صلاح الدین اسکا مطیع رہا آخر الامر نور الدین نے صلاح الدین کے اعزہ و اقارب کو جو شام میں تھے مصر کی طرف ہیجدا یا اور اُس سے مصر اور اس کے مملوکہ بلاد کا حساب طلب کیا تھا جب اُس نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تو نور الدین نے صلاح الدین سے مصر چھین لینے کا قصد کر لیا مگر اتفاق وقت سے اسکی نوبت نہ آئی اور نور الدین کا انتقال ہو گیا۔ علامہ شہاب الدین ابو محمد عبد الرحمن مقدسی شافعی لکھتا ہے کہ نور الدین محمود کی یہ باتیں اس جنس سے ہیں جس کی طبائع بشریہ فطرۃً مفتضی ہوتی ہیں جو شخص نظر انصاف سے ان واقعات کو ملاحظہ کرے گا وہ نور الدین محمود کو اس بابر میں معذور سمجھے گا اور درحقیقت نور الدین کو جو کشیدگی صلاح الدین کے طرف سے پیدا ہوئی تھی وہ وزارت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس وجہ سے تھی کہ صلاح الدین

یہ سب تصواب بال واسباب کے تقسیم اور الغام واکرام کے دینے میں افراط سے کام لیا تھا
 علاوہ اس کے ابن ابی طے اس امر میں متہم ہے کہ وہ نور الدین کے طرف اکثر ایسی
 باتیں منسوب کر دیتا ہے جو اُس کے خلاف شان ہین اور اس کی طرف منسوب کرنا لائق
 نہیں ہے میرے نزدیک اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ نور الدین محمود نے حلب سے
 شیعوں کو نکلوا دیا تھا اور اُن کے مشاعر کو باطل کر دیا تھا اور ابن ابی طے کا
 باپ رؤسا و شیعیہ سے ہوتا جس کو اُس نے حلب سے شہر بدر کر دیا تھا جہاں تک
 قباس کیا جاتا ہے یہ وہی بخاری ہے جس کو ابن ابی طے اپنے کتاب میں مختلف مقامات
 میں نکال رہا ہے پھر اُس نے دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ جس وقت نور الدین
 محمود کے روبرو صلاح الدین یا اُس کے متعلقین دولت کا ذکر آجاتا تھا تو نور الدین
 محمود چین بچین ہو جاتا اور اُس کو یہ تذکرہ تکلیف دیتا تھا اور اس کے ذکر خیر
 کرنے والے سے پہر کبھی حسن خلق سے نہ ملتا تھا۔ علامہ شہاب الدین مذکور کہتا ہے
 کہ میں نے خود نور الدین محمود کا ایک خط لکھا ہوا دیکھا ہے جس میں اس نے
 صلاح الدین کا برخلاف قول ابن ابی طے کے بہت شکریہ ادا کیا ہے یہ خط شیخ
 امام شرف الدین بن ابی عسرون کو حلب کے قضا و مصر کے لئے لکھا تھا جس کی
 عبارت یہ ہے۔

حسب اللہ وکفی وفق اللہ الشیخ الامام شرف الدین بطاعتہ
 و ختم لہ بخیر غیر صاف علی الشیخ ما انا علیہ و فیہ وکل
 غرضی و مقصودی فی مصالح المسلمین و ما یقریبی الی اللہ
 و اللہ ولی التوفیق و المطلاع علی نبیتی و انت تعلم نبیتی
 کما قال عز من قال (ومن عند علم الکتاب) انت
 تعلم ان مصر الیوم قل ازمننا النظر فیہا فرہم الفتن و

الکبار اللہ تعالیٰ جعلہا ۲ سلام بعد ما كانت
 دار کفر و نفاق فلله المنة و الحمد الا ان المتقدم على
 كل شيء امور الدين التي هي الاصل و بها النجاة
 و انت تعلم ان مصر ۲ قليمها ما هي قليلة و هي خالية
 من امور الشرع و ما تذخر الدروع الا للشدائد انا
 ما كنت اسخى ولا استخف مفارقتك و الا ان فقد تعين
 عليك و على ۲ ايضا ان ننظر الى مصالحها و مآلاتها
 اليوم لها الامت و لا اقدر اولى امورها و لا اقدر
 الا لك حتى تبرأ ذمتي عند الله فيجب عليك و فقلت
 الله ان تشمر من سباق الاجتهاد و تتولى قضاءها و
 تعمل ما تعلم انه يقر بك الى الله و قد برئت ذمتي و انت
 تجاوب الله فاذا كنت انت هناك و ولدك ابو المعالي
 و قعة في طيب قلبى و تبرأ ذمتي و قد كتبت هذا
 بخطى حتى لا تنفقه على حجة فصل انت و ولدك عندي
 حتى اسيركم و السلام بمواقفة صاحبى و اتفاق من
 صلاح الدين و فقه الله فانما مشاكر كثير كثير
 جزاه الله خيرا و ابقاءه فى بقاء الصالحين و الاخيار
 صلاح عظيم و منفعة لاهل الاسلام الله تعالى
 بكثر من الاخيار و اعوان الخير و حسبنا الله و نعم
 الوكيل و صلى الله على سيدنا محمد و آله و صحبه و سلم
 ترجمہ کفایت کرتا ہے الدیر کے لئے اور کافی ہے۔ توفیق سے اللہ

شیخ امام شرف الدین کو اپنی طاعت کی اور اسکا خاتمہ بخیر کرے غیر خالی
ہوں شیخ سے جسکامین نے قصد کر لیا ہے اور جس خیال میں ہوں او
میری کل غرض اور مقصد مسلمانوں کے اصلاح سے متعلق ہے اور اس چیز سے
جو مجھے اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور اللہ صاحب توفیق ہے اور میری
نیت کو جانتا ہے اور تو جانتا ہے میری نیت کو جیسا کہ کہا ہے عزیز تر
کہنے والے نے اور اس کے پاس ہے علم کتاب۔ تو جانتا ہے کہ مصر کی
طرف ہم نے اپنی توجہ معطوف کیا ہے۔ پس وہ بڑے فتوحات سے ہے
جنگو اللہ تعالیٰ نے دارالاسلام بنایا ہے بعد اس کے کہ وہ دار کفر و
نفاق تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسکی تعریف ہے۔ آگاہ ہو جاؤ
ہر چیز پر مقدم امور دین میں جو اصل اور مدار نجات ہیں اور تو جانتا ہے
کہ مصر اور اس کے بلاد کم ہنیں ہیں اور وہ خالی ہیں امور شرع سے
اور ہنیں جمع کئے جلتے آئندہ مگر شدا ید کے لئے اور میں تیری جدائی کو
ہنیں جانتا اور نہ اسکو عزیز کہتا ہوں اور اب تجھ پر اور چھپر یہ فرض
ہو گیا ہے کہ مصر کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور فی الحال ہمارے
پاس کوئی سوائے تیرے ہنیں ہے اور میں کسی کو اس کے امور کا متولی
کرنے پر سوائے تیرے قادر ہنیں ہوں اور نہ میں اسکو کسی دوسرے کو
سوائے تیرے سپرد کرتا ہوں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی الذمہ
ہو جاؤں پس تجھ پر واجب ہے اللہ تعالیٰ تجھے توفیق دے یہ کہ اساق
اجتہاد دے امنوں کو سمیٹ لے اور مصر کے عہدہ قضاء کا ستولی ہو جا۔
اور اپنے علم کے موافق عمل کر بیشک یہ تمکو اللہ تعالیٰ سے قریب کرے گا
اب میں بری الذمہ ہو گیا اللہ تعالیٰ کا تو جوابدہ ہے پس جبکہ تو اور

نور الدین جزد ۹ کا فرم ہے

تیرا رکابو المعالی اللہ کو توفیق دے دہان موجود رہے گا تو میرا دل
خوش ہوگا اور میں بری الذمہ رہوں گا اور بے شک میں نے یہ اپنے
قلم خاص سے لکھا ہے تاکہ کوئی حجت مجھ پر باقی نہ رہ جائے۔ تم میرے اپنے
لڑکے کے میرے پاس چلے آؤ تاکہ میں تم کو مصر کی طرف بھیج دوں و السلام
یہہ میں نے بموافقت و اتفاق اپنے دوست صلاح الدین اللہ تعالیٰ
اُس کو توفیق خیر دے لکھا ہے میں نے شک اسکا بہت بہت شک گزار
ہوں اللہ تعالیٰ اُس کو جزائے خیر دے اور اُس کو باقی رکھے کیونکہ مہین
اور اخبار کے بقا میں اہل اسلام کے لئے بڑی بہتری اور بڑا فائدہ
ہے اللہ تعالیٰ زیادہ کرے نیکون اور نیکی کے مددگاروں کو اور
کافی ہے مہکو اللہ اور وہ اچھا وکیل ہے اور درود خدا کا ہمارے
سردار محمد اور اُن کے آل اور اُن کے اصحاب پر ہو اور مہکا
سلام ہو

اس خط سے یہہ چند امور مفہوم ہوتے ہیں ایک یہہ کہ مصر کے مفتوح ہونیکو
وہ اپنی فتح اور کامیابی سمجھتا تھا دوسرے یہہ کہ مصر کا انتظام و انصرام اسی کے
قبضہ میں تھا تیسرے یہہ کہ صلاح الدین کے کاموں سے یہہ بہت خوش اور اُس سے
راضی تھا اور اُس کو یہہ نیکون میں شمار کرتا تھا علاوہ اس کے مصر میں صلاح الدین
نے جو کچھ محمول و مکتس کو معاف کیا تھا وہ سب لوز الدین کے ہر حکومت
میں کیا تھا اور اسی کے اشارہ و حکم سے کل کام کرتا تھا۔ لوز الدین محمود کو
دل سے عزیز رکھتا اور پیار کرتا تھا ائمہ عیسائیوں نے بقصد مصر ایک مجمع کشیر
کیا تھا جسکی مدافعت کو لوز الدین محمود نے اپنا لشکر بجا تھا جس میں صلاح الدین کا
بہائی شمس الدولہ لوزا شاہ تہاروانگی کے وقت لوز الدین محمود نے شمس الدولہ سے

مخاطب ہو کر کہا "مصر تو تم جاتے ہو اگر وہاں جا کر تم اس کے خواہاں ہو کہ تم بیٹھے ہو اور صلاح الدین تمہارے خدمت کے لئے کھڑا رہے کیونکہ وہ چھوٹا ہے تو تم نہ جاؤ تمہارے جانے سے فتنہ و فساد برپا ہو گا اور مین اسوقت تمہارے عتاب و ننگا اور تنکو اسکی سزا دوں گا اور اگر تم اسکو اس حیثیت سے دیکھو گے کہ وہ والی مصر ہے اور وہ میرا قائم مقام اور میرا نائب ہے اور تم ہنسنے اسکی خدمت کرو گے جیسا کہ تم میری خدمت کرتے ہو تو جاؤ اور کوشش کرو اسہیں جیسے وہ درپے ہے" شمس الدولہ نے اس کے جواب میں عرض کیا "میں صلاح الدین کی ویسا ہی خدمت کروں گا جیسا کہ آپ کی خدمت کرتا ہوں۔" نور الدین محمود کی ان باتوں سے کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ وہ صلاح الدین سے کشیدہ خاطر تھا یا وہ مصر کو اس سے چھین لینے کا قصد رکھتا تھا بغرض تقدیر اگر اسے کیسوت میں مصر کا حساب صلاح الدین سے طلب کیا تھا تو یہہ شکر رنجی یا کشیدگی کے معنی نہیں ہیں وہ اسکی طرف سے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور عام دستور ہے کہ سلاطین اپنے عمال اور گورنروں سے حساب و کتاب طلب کرتے ہیں اور انکو وقتاً فوقتاً ہدایتیں مناسب کیا کرتے ہیں کوئی بادشاہ اپنے محروسہ ممالک کے صوبہ کے حکام کی خود رائی نہیں پسند کر سکتا اگر کسی موقع پر بلا اجازت صلاح الدین نے الغام و اکرام اور احرار کے دینے میں افراط سے کام لیا ہو یا یہ کہ عیسائیوں پر حملہ کرنے میں کسی خاص وجہ سے پس و پیش کیا ہو اور اسوقت پر نور الدین نے اسکو بطور تنبیہ کچھ لکھا ہو تو اسکو کشیدگی اور شکر رنجی نہیں کہتے یہہ تو معاملہ کی بات ہے معاملہ میں جہنی اور اوقات میں دوست بھائی بنے رہنا مسلمانوں کا پہلا فرض ہے۔

الغرض صلاح الدین نے مصر پر قتل حکومت حاصل کرنے کے بعد

اقطاع مصر کو مفسدین و فتنہ پردازوں سے خالی کرنا شروع کر دیا۔ موتمن الخلفۃ عیسائیوں سے سازش کر کے اُن کو مصر پر حملہ کرنے کو ادبہارنے لگا صلاح الدین کے خاص آدمیوں نے اُس کے قاصد کو گرفتار کر لیا پہرہا بین قصر خلافت و قصر وزارت موتمن الخلفۃ مارا گیا سودانی اُسکی حمایت کو سیاہ بادل کی طرح اوٹھے اور خلیفہ عا^{لہ} مند نے قصر خلافت شامی لشکر پر تیر و پتھر کے مینہ برسائے کا حکم دیا اور خود ایک کھڑکی سے بیٹھا ہوا دیکھتا رہا لیکن صلاح الدین کی ہوائے جنگ و تدبیر نے ان سبہوں کو دم زدن میں اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے صلاح الدین اپنے دائرہ حکومت کو وسیع کرنے لگا اور زمانہ حیات نور الدین محمود زنگی میں اس نے بہت کچھ اپنے فتوحات کو بڑھا کر وزارت مصری کو ایک خود مختار سلطنت کی صورت میں کر دیا تھا جو درحقیقت نور الدین محمود کی حکومت و دولت کی ایک جزو تھی اور سب سے ان کل واقعات کو مفصل سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری میں لکھ دیا ہے۔

واقعہ دمیاط | اوایل صفر ۵۶۵ھ (مطابق ۱۱۶۹ء) میں عیسائیوں نے دمیاط کا محاصرہ کر لیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جسوقت اسد الدین شیر کوہ نے مصر پر قبضہ کیا تھا اسوقت سے عیسائی امراء ساحل میں ایک مورش سی

۱۴۰ صاحب کتاب الروضین نے لکھا ہے کہ جسوقت سودانیوں اور عساکر شام میں جنگ شروع ہوئی خلیفہ عا^{لہ} مند نے قصر خلافت کے ایک کھڑکی سے سر نکال دیکھا اور قصر خلافت کے محافظین عساکر شام پر تیرباری اور سنگباری کرنے کا حکم دیا شمس الدو کہ خلیفہ کی مخالفت کا رنگ دیکھ کر چند چکاریاں لفظ کی اون لوگوں پر خالی کر دیں جسے محافظین قصر خلافت بہاگ کھڑے ہوئے۔ عاصد کی قصر خلافت کی اکثر کھڑکیاں جلا دی گئیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ سودانیوں کی بغاوت خلاف مرضی عاصد ہوئی ہے اور وہ اس میں شریک تھا والد عالم۔

پہنچی ہوئی تھی اور وہ قبضہ مصر کو فتح بیت المقدس کا مقدمہ سمجھتے تھے اسوجہ سے
 اُن لوگوں نے عیسائیوں اندلس و صقلیہ سے امداد کی درخواست کی یاد دہان
 نے تمام یورپ میں دورہ کر کے مسلمانوں کے بر خلاف ایک ذخیرہ کافی مال و
 اسباب و فوج کا جمع کر لیا جب ان کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو نہایت
 مستعدی سے آگے بڑھ کر دمیاٹ کا محاصرہ کر لیا۔ صلاح الدین نے انکی مدفعت
 کے غرض سے نیل کو فوج و آلات حرب سے بہر دیا اور اپنے ولی نعمت قد۔ کم
 نور الدین محمود زنگی کے پاس عیسائیوں کی پیشقدمی اور انکی چیر پیڑ کی
 شکایت لکھنے بھیجی اور یہ لکھا کہ ”میں سخت چیقلش میں مبتلا ہوں اگر میں دمیاٹ کو
 عیسائی محاصرہ سے چھلانے میں کچھ نہ ہی تاخیر کرتا ہوں تو عیسائی اوسپر قابض
 ہو جائیں گے اور اگر میں مصر چھوڑ کر دمیاٹ کے طرف بڑھتا ہوں تو میرے
 بعد مصری رعایا باغی ہو جائے گی اور مصر میرے قبضہ سے نکل جائے گا
 آگے بڑھتا ہوں تو مصری پیچھے ہٹیں اور دمیاٹ کے طرف جاتے ہیں کچھ کو تا ہی
 کرتا ہوں تو عیسائی ساسنے ہین“ نور الدین محمود نے ان واقعات کے انعام
 نظر کر کے پہلے در پہلے دمیاٹ کے طرف عساکر اسلام روانہ کئے اور خود ایک
 فوج لیکر عیسائی بلاد میں لوٹ مار کرتا ہوا داخل ہو گیا۔ محاصرین نے مجبور
 ہو کر پچاس دن کے بعد دمیاٹ سے اپنا محاصرہ اٹھا لیا۔ عمار نے لکھا ہے کہ
 نور الدین محمود نے جو عساکر اسلام دمیاٹ کو چھلانے کے غرض سے روانہ کیا تھا
 اس کے سردار امیر قطب الدین خسرو ہند بانی تھے یہ عیسائی محاصرین کے جانے
 سے ایک ہفتہ پہلے بندر ہوین ربیع الاول کو دمیاٹ کے قریب پہونچے اور انہوں
 عیسائی محاصرین کی تخمینتوں کو لفظ کی بھپکاروں سے جلادیا اور ان کے لشکر
 کے ایک حصہ کو سیکار کر کے آگ واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ ابو عبد الرحمن مقدسی

شافعی نے لکھا ہے کہ زمانہ محاصرہ دمیاط میں ایک روز حسبِ دت نوز الدین محمود زنگی کے مجلس میں حدیث پڑھی جا رہی تھی نجدِ احادیث کے ایک حدیث مسلسل تبسم آگئی بعض مطلابِ حدیث نے بغرضِ تمام سلسلہ حسبِ دت اہل حدیث راوی سے تبسم کی درخواست کی نوز الدین محمود یہہ سنتے ہی برہم ہو کر کہنے لگا "واللہ میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتا ہوں کہ میں کیسے تبسم کرتا ہوا دیکھوں درالحالیکہ مسلمان عیسائیوں کے محاصرہ میں ہوں" "تغردمیاط سے عیسائیوں کے چلے جانے کے بعد نوز الدین نے عاصد کو تنہیت کا خط لکھا اور صلاح الدین اور اس کے امراء لشکر کی تعریف لکھی اور یہہ لکھا کہ میں نے صلاح الدین کو ترکوں کے ساتھ اسی کام کے لئے بھیجا ہے عیسائیوں کے حملوں کا جواب یہی اچھا دیتے ہیں اور وہ انہیں بکے تیروں سے عذت دے دیں اگر یہہ لوگ مصر میں پہنچتے تو عیسائی مصر پر کب کا قبضہ کر لیتے عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ مسجد اقصیٰ کی یہی فتح نصیب کرے اور اس نعمت کے ساتھ وہ بڑی نعمت بھی عطا فرمائے"

محاصرہ کرک اسی سنہ میں نوز الدین نے صلاح الدین کے اہل و عیال اور اس کے نائب بنج الدین ایوب کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ دمشق سے مصر کو روانہ کیا اور اسکی مشالحت میں راس السمار تک خود چلا آیا عمار کا تب لکھتا ہے کہ راس السمار میں پہونچ کر نوز الدین محمود نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور پہلی شعبان کو بلاد کرک کے طرف روانہ ہوا چند روز عمان پر بقاء میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے کوچ کر کے کرک پر پہونچا اور چار روز تک اسکا محاصرہ کئے رہا اس اثنا میں یہہ خبر آئی کہ عیسائی فوجیں ان کے جلو گری کو ماعین تک آگئی ہیں اور انکی سرداری پر ابن ہنفری اور فلیب ابن رفیق مامور ہے نوز الدین محمود کرک کا محاصرہ چھوڑ کر ان کی طرف بھاگ پڑا اس خیال سے کہ ان دنوں

عیسائی امیرون کو قید کر لینے اور اوپر فتح حاصل ہو جانے سے اُن کے بلاد پر آسانی قیض
کر لیا جائیگا پس جسوقت نورالدین محمودان دونوں کے قریب پہونچا ان دونوں نے
نورالدین محمود کے مقابلہ سے اعراض کر کے دوسرا راستہ اختیار کر لیا جس سے
نورالدین محمود عساکر اسلام لئے ہوئے ان کے وسط بلاد میں قتل و غارت کرتا ہوا
عسکرا میں جا پہونچا اور عیسائیوں کے انتظار میں ٹھہرا رہا اور یہیں ماہ صیام کو منقضی کیا
ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود نے کرک کا محاصرہ اسوجہ سے کیا تھا کہ اُس نے
نجم الدین پدر صلاح الدین کو ایک چھوٹے سے دستہ فوج اور قافلہ تجارت کے ساتھ
دشوق سے منھر کر روانہ کیا تھا اور اس خطرہ کو خیال کر کے کہ عیسائی نوہ میں اس سے
اثناء راہ میں متعرض نہوں کرک کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ابن شداد نے لکھا ہے
کہ نورالدین محمود کا بہت بڑا مقصد نجم الدین کے پیچھے سے یہ تھا کہ اس نے
صلاح الدین کو جہاد کرنے کی ہدایت اور مصر میں خلیفہ بغداد کے نام کا خطبہ
پڑھنے کا حکم سخت تاکید کی تھی۔ ابن ابی طعلبی لکھتا ہے کہ اس سے پیشتر خلیفہ
مستنجد باللہ نے نورالدین محمود کو اس بابت ایک فرمان لکھا تھا اور مصر
میں تاخیر اقامت دعوت عباسیہ سے اپنی ناراضی ظاہر کی تھی۔ چنانچہ
نورالدین محمود نے نجم الدین کو جو سب سے بڑی خدمت سپرد کی تھی اور اس
بارے میں اپنا دستخطی خط دیا تھا وہ یہی خطبہ کا پڑھا جانا تھا لیکن اقتضائے
وقت سے صلاح الدین نے اسوقت سکوت اختیار کیا اور اس کام کو
آئندہ کسی موقع خاص کے انتظار میں ملتوی کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔
ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسی سنہ میں بارہویں شوال کو بہت بڑا زلزلہ
آیا جس سے اکثر بلاد شام و مصر و جزیرہ و موصل و عراق کو نقصان پہونچا
شام میں بعلبک۔ حمص۔ حماة۔ شیرز۔ بحرین وغیرہ کی شہر پناہ منہدم ہو گئی

عیسائی مالک کو بھی ایک نقصان عظیم اوٹھانا پڑا ایک مدت تک عیسائی اور
 نور الدین محمود اسیجے بنوائے اور درست کرانے میں مصروف رہے نہ عیسائیوں
 ایسی فراغت حاصل ہوئی کہ وہ مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے اور نہ نور الدین محمود
 ایسا موقع ملا کہ بقصد جہاد اوپر خروج کرتا اس اثنا میں اس کے بہائی
 قطب الدین مودود زنگی والی موصل کا انتقال ہو گیا۔ فخر الدین عبدالمسیح
 نے قطب الدین مودود کی بیوی خاتون بنت حسام الدین قمر تاش سے سازش
 کر کے برائے نام سیف الدین غازی کو اُسکا جانشین کر کے خود اس کے بلا مقبوضہ
 متصرف ہو گیا قطب الدین کا بڑا لڑکا عماد الدین زنگی ان دنوں دورہ پر گیا
 ہوا تھا جب اُسکوان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ سیدہ نور الدین محمود
 کے پاس چلا گیا اور کل واقعات بیان کر کے فخر الدین عبدالمسیح کی سخت شکایت کی
 اسکی طرف سے نور الدین محمود کا خیال پہلے ہی سے خراب اور اسکی بد طبیعت و ظلم
 سے سخت ناراض تھا یہی سبب تھا کہ اس نے اپنے معزولی کے خطرات کو پیش نظر
 کر کے بلا انتظار عماد الدین اور غلات وصیت قطب الدین سیف الدین کو
 اُسکا جانشین کر دیا۔ کیونکہ عماد الدین اپنے چچا نور الدین کے آغوش شفقت میں
 تعلیم یافتہ ہو کر بڑا ہوا تھا وہ اس کے غلات لکرتا اور اس میں اُسکا نقصان
 نور الدین محمود کو اپنے بہائی کے انتقال اور فخر الدین عبدالمسیح کے استیلاء
 بچھوٹا ہوا لیکن اس صدمہ کا علاج ہی کیا تھا خواہ مخواہ صبر کر کے اول محرم
 ۶۶۶ھ میں دریائے فرات کو قلعہ جبر کی طرف سے عبور کیا اور انتظام کرتا ہوا
 رقبہ کی طرف بڑھا۔ پہلے تورقہ کے گورنر نے (جسکو فخر الدین عبدالمسیح نے سیف الدین
 کی طرف سے مقرر کیا تھا) نور الدین محمود کو داخل ہونے سے منع کیا پھر انجام پر
 نظر کر کے راضی ہو گیا نور الدین محمود نے اُس کے مالی و فوجی محکموں کی جانچ

پر تال کی اور اُسکا انتظام کر کے ظاہر کا دورہ کرتا ہوا اور اُسکو جانتا دیکھتا ہوا نصیبین
 میں تین تنہا جا پہنچا اور چند روز تک ٹھہرا رہا تا آنکہ اُسکا لشکر اور نوز الدین محمد
 بن قزاسلان والی حصن دیار بکر آگیا پس اس نے نصیبین سے کوچ کر کے
 دود و منزلوں کو ایک ایک کرتے ہوئے بخار پر پہنچا اُسکا محاصرہ کر لیا اور
 موقع موقع سے مخفیین نصب کر دیں بخار میں موصل کا بہت بڑا لشکر رہتا تھا
 گو یامیہ اوسکا فوجی کیمپ تھا موصل کے امراء نے نوز الدین محمود کے باغی نصیبین
 پہنچیں اور اُسکو بخار سے اعراض کر کے موصل پر حملہ کرنے کو لکھا اور اپنی مستعدی اظہار
 ظاہر کی لیکن نوز الدین محمود کی طرف مطلق متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ بخار پر قبضہ
 حاصل کر کے اپنے بڑے برادر زادہ عماد الدین زنگی کو سپرد کر دیا اسی زمانہ میں
 محمد الدین عبدالسیح نے گہرا کر غز الدین محمود بن قطب الدین والی بلاد آذربائیجان
 کے پاس اس واقعہ کو لکھ بھیجا اُس نے نوز الدین محمود کی خدمت میں ایک قاصد
 روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا ”موصل اور اُس کے کل بلاد سلطان ہی کے
 ہیں مفت کی مشقت سلطان کیوں گوارا کرتے ہیں اور اگر یہ باتیں سلطان کے
 خاطر میں نہ آئیں گی تو عبدالسیح اکیلا نہیں ہے“ نوز الدین محمود اس سفارت سے
 برہم ہو گیا اور اسی وقت اوس نے یہ سو کہا سا جواب دیدیا تھا کہ ”میں
 رعایا کے اصلاح حال اور اپنے برادر زادہ کی تربیت کر رہا ہوں تو یہاں
 میں کیوں پڑا جاتا ہے میں اسے فارغ ہوں تو مجھ سے اور تجھ سے ہموار
 کے دروازہ پر باتیں ہونگی تو نے بلاد اسلام پر قبضہ کر لیا لیکن حدود اسلامی
 چھوڑ دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اوس پر غیر قومیں قابض ہو گئیں اور میں نے
 تنہا عیسائی دنیا کا مقابلہ کیا تیرے کان پر جون تک نہ رینگے تھوڑے
 زمانہ تک صبر کر تجھ پر یہ فرض ہے کہ بلاد اسلام کی حفاظت کروں اور اُن کے

نوز الدین محمود کا فرمانبردار (۱)

ظلم و تعدی کو دُور کر دینا قاصد تو یہ ہے جواب لیکر عز الدین مسعود کی طرف روانہ ہوا
 اور لور الدین محمود نے سبھا سے کوچ کر دیا اور جبکہ کو جانب شرقی سے جو کہ کسی
 موصل کے پورب حصن نینوی پر جاؤ ترا۔ چونکہ موصل کی رعایا کیا خواص و
 عوام سب کی سب عبدالمسیح کے ظلم و تعدی سے تنگ ہو رہی تھیں اور لور الدین
 کے طرف آگئی حسن سیرت و عدل کی وجہ سے اُن کا دلی رُخ جان ہوتا اسوجہ روزانہ
 عرصیان آئے لگین۔ آپ موصل پر باہر سے حملہ کیجئے ہم اندر سے فخر الدین عبدالمسیح پر
 ٹوٹ پڑیں گے۔ ہم سب رعایا موصل آپ کے ظل حمایت میں آنا چاہتے ہیں آپ نے
 موصل کا قصد کیا اور ہم نے اُسکو خدام دولت لوزیہ کے سپرد کر دیا۔ فخر الدین
 عبدالمسیح نے اہل شہر کی بددلی اور لور الدین محمود کی مستعدی پر نظر کر کے لور الدین
 محمود کے خدمت میں اپنے ایک خاص محمد کے ذریعہ ایک عرضداشت پہنچی
 جس میں یہ لکھا ہوا تھا ”میں آپ سے کسی طرح برسرِ مخالفت نہیں آسکتا میں آپ کا
 ایک ادنیٰ غلام ہوں میں موصل کو آپ کے سپرد کئے دیتا ہوں بشرطیکہ آپ
 مجھے امن بن اور کچھ جاگیر مرحمت فرمائیں جس سے میری زندگی کا بقیہ حصہ
 آسانی و آرام سے گزر جائے۔“ لور الدین محمود نے اسکی یہ درخواست قبول
 کر لی لیکن اُس کے ساتھ ہی یہ شرط اور بڑھادی کہ ”تجھ کو میرے پاس شام
 میں رہنا ہو گا میں تجھے موصل میں نہ رہنے دوں گا۔“ فخر الدین عبدالمسیح نے اپنے
 دل پر جبر کر کے اُسکو قبول کیا اور موصل کے دروازہ کھول دیئے چنانچہ تیرہویں
 جمادی الاول سنہ مذکور کو سلطان لور الدین محمود قلعہ موصل میں داخل ہوا
 اور یوسف الدین غازی کو حکومت موصل پر برقرار رکھا اور اُس کے قلعہ دار بنی
 اپنے خادم سعد الدین کششکین کو متعین کیا اور جو کچھ مال و سبب اُس کے بھائی
 قطب الدین نے چھوڑا تھا اُسکو حسب قانون شریعت اوسکی اولاد میں

تقسیم کر دیا۔ محمول و ٹکس موصل اور اس کے بلاد متعلقہ سے معاف کر کے خاص
موصل میں ایک جامع مسجد بننے کا حکم دیا جو ۱۳۳۵ھ میں تیار ہو کر جامع لازمی کے
نام سے موسوم ہوئی۔ اوسیف الدین غازی کی جاگیر میں موصل کے ساتھ
جزیرہ ابن عمر کو اضافہ کر دیا اور خابور و نصیبین کو عساکر موصل کے مضار کے لئے
عنایت کیا۔ میں روز قیام کرنے کے بعد موصل سے نکل کر شام کے طرف روانہ ہوا
عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین نے نصیبین۔ خابور۔ مجدل۔ سنجار کی حکومت
والی موصل کے سپرد کر دی تھی اور شیخ شرف الدین بن ابی عسرون کو اس
بلاد کا قاضی القضاۃ مقرر کیا تھا قاضی ابن شداد لکھتا ہے کہ نور الدین محمود
کی موصل کی طرف حرکت کر نیکی بہت بڑی پیہ و میر تھی کہ فخر الدین عبدالمسیح
نصرانی المذہب تھا جو بعد انتقال قطب الدین سو دودھ زنگی والی موصل
اُس کے چھوٹے لڑکے کو تخت حکومت پر بٹھلا کر خود اسکی ولایت پرستولی ہو گیا تھا اور

۱۔ سلطان نور الدین محمود نے جو منشور محمول و ٹکس کے معافی کا لکھا تھا اور وہ علی
روسن الاشہاد پڑھا گیا تھا اس کے آخری فقرے یہ تھے ”قد قنعنا عن کذا کذا“
موال بالیسیر من الحلال فسحقا للسر وحقا للعراۃم الحقیق با
لمق۔ و بعد لما یبعد من براضی الرب و یقصر من محل القرب قد
استخیرنا الله و تقر بنا الیہ و توکلنا فی جمیع الاحوال علیہ
و تقد منا باستفاط کل مکش ضریبة فی کل ولا یة لنا البعیدۃ
او قریبة و ازالہ کل جهة مشتبہة مشوبة و محو کل سية
شدیعة و نفی کل مظلمة مظلمة فظیعة و احياء کل سنة
حسنہ و انتہاز کل فرصة فی الخیر ممکنہ و اطلاق کل
ما جرت العادة باخذہ من الاموال المخطوۃ (باقی صفحہ ۱۴۸)

عام رعایا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا اور اپنے ظلم کرتا تھا پھر جب نور الدین نے موصل کو
شرقی جانب سے عبور کر کے اپنے محاصرہ میں لیلیا اور سیف الدین غازی نے احمد
نامہ و پیام کے اپنے چچا سے صلح کر لیا تو اُس نے پہلے شیخ عمر ملاسی کے ذریعہ سے
اپنے جان و مال و اسبابِ اولاد کی امن حاصل کیا بعد ازاں دربارِ لوزیرہ میں
حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۷) خوفِ امان عواقبها المردۃ المحذورة فلا یبقی
فی ولائنت جو سجا بجا رہا و لا عمل لایکون بہ اللہ راضیا اینثاراً
التواب لاجل علی الخطام العاجل هذا حق اللہ قضیہ و واجب علینا ادیناہ بل
ہی سنۃ حسنۃ سنناہا و حجتہ واضعۃ بینناہا و قاعدۃ محکمۃ محمدناہا و
فائدہ معتمدہ افدناہا (ترجمہ) بے شک ہم اموال کے جمع کرنے سے ہٹوے
حلال پر قانع ہوئے پس ہلاکت ہو حرام کو اور برائی ہو حرام کو جو سزا و افساد ہے اذ ورنہ
اس سے جو دور کرے اللہ کی مرضی سے اور محلِ قرب سے علیحدہ کرے اور بیشک ہم نے
اللہ سے نیکی طلب کی اور اس کی طرف ہم نے تقرب کیا اور ہر حالات میں ہم نے اسپر ہر وسوسہ
اور پیشدستی کی ہم نے ہر محصول و ٹیکس کے چھوڑ دیے پر اپنے ممالک محروسہ خواہ وہ قریب
ہوں یا بعید اور زایل کرنے پر ہر شہتہ و مشکوک کے اور محو کر دیئے پر ہر طریقہ ناپسندیدہ
و مشنع کے اور دور کر دیئے پر ہر مظلمہ کے جو ظلم و تعدی میں متجاوز ہے اور (سبقت کی
بجائے) ہر راہ نیک کے زندہ کرنے پر اور حتمی الاسکان نیک کاموں میں کوشش کرنے پر
اور چھوڑ دیئے پر ان اموالِ محظورہ کے جسکے لینے کا رواج ہو گیا ہے اُسکی انجامِ ردی و محذور
کے خوف سے پس باقی نہ رہے ہمارے ممالک محروسہ میں کوئی ظلم جلدی اور نہ کوئی ایسا عمل جس
اللہ نہ راضی ہو یا امیدِ ثواب آئندہ بالعلل لم یظلم لہ پر یہ اللہ کا حق تھا جسکو ہم نے پورا کیا اور
ہم پر واجب تھا جسکو ہم نے ادا کیا بلکہ یہ سنتِ حسنہ ہے جسکو ہم نے ایجا دیا (باقی صفحہ ۱۴۹)

حوادث

اسی زمانہ میں خلیفہ المستنجد باللہ ابو المنظر یوسف بن المقتدی باللہ کے انتقال کی خبر پہنچی جس وقت کہ نوز الدین موصل کے شرقی جانب تل نوبہ پر خیمہ زن تھا خلیفہ المستنجد کا انتقال یوم شنبہ نوین^{۱۱} ربیع الثانی ۶۶۷ھ کو ہوا اسکی ولادت غرہ ربیع الثانی ۶۱۷ھ میں ہوئی گیارہ برس چہ دن اس نے خلافت کی خلفاء عباسیہ بقیوآن خلیفہ تھا اس کے بعد اس کے لڑکے المستنضی بامر اللہ ابو محمد حسن کی خلافت بیعت ہوئی اور اس وقت سے المستنضی بامر اللہ خلیفہ مانا گیا اور اسی سنہ میں^{۱۲} صلاح الدین نے ذرا المعونہ (قید خانہ مصر) کو توڑا کر مدرسہ شافعیہ اور دارالغزل کو مدرسہ لکئیہ بنوایا اور صدر الدین عبدالملک بن دداس کو مصر و قاہرہ اور اس کے بلاد متعلقہ کا حاکم و قاضی مقرر کیا یہ واقعہ بانیسویں جمادی الثانی کا ہے پہر بقصد جہا مصر سے نکھر ملہ و عسقلان کی طرف گیا اور اسکندریہ کی شہر نہاہ بنے کا حکم دیا ابن ابی طے کہتا ہے کہ اسی مہینہ میں صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے قصر خلافت قبضہ کر کے اپنے خادم قراقوش کو اس پر مقرر کیا اور شعاراسما عیلیہ کے سفیر کو نے اور اذان میں حمی علی خیر العمل کے نہ کہنے کا حکم دیا اور اسی وقت سے خطبہ عباسیہ کی تہدید شروع کر دی۔

مصر میں یہی^{۱۳} ۶۶۷ھ (مطابق ۱۲۶۸ء) کے پہلے جمعہ میں صلاح الدین نے عباسیہ کا خطبہ بنی عباس کا خطبہ مصر میں پڑھوایا اور دوسرے جمعہ میں ان کے نام کا خطبہ قاہرہ میں پڑھا گیا اور اس وقت خلفاء مصر کا ذکر منقطع ہو گیا ان کی دولت و حکومت کا زمانہ منقض ہو گیا اور خلیفہ عاضد نے یوم عاشوراء کو انتقال کیا عماد کاتب نے اس واقعہ کو ۶۷۲ھ کے اخبار میں لکھا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس نے

(بقیہ نوبہ صفحہ ۱۴۸) اور ذیل واضح ہے جس کو ہم نے ظاہر کیا اور قاعدہ مضبوط ہے جس کو ہم نے اجا کیا اور فائدہ ختم ہے جس کا ہم نے افادہ کیا ہے۔

نوز الدین نوز الدین کا فرمایا

پہلے مصر میں بنی عباس کا خطبہ پڑھا ہے وہ ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن الحسن بن ابی
 المصنوع بلبلکی تھا۔ ابن الدیثمی نے بھی اپنی تاریخ میں ایسا ہی ذکر کیا ہے اور قاضی
 فاضل نے جو خط وزیر بغداد کو لکھا ہے اس میں بھی یہ تذکرہ ہے۔ ابن اثیر لکھتا ہے
 کہ جب وقت صلاح الدین کے قدم حکومت مصر پر جم گئے اور مخالفین رفع و دفع ہو گئے
 اور خلیفہ عاضد کی حکومت ضعیف ہو گئی اور عساکر مصر یہ کا نام و نشان تک نہ رہ گیا
 تب نور الدین محمود نے صلاح الدین کو خطبہ علویہ کے موقوف کرنے اور خطبہ عباسیہ کے
 پڑھے جانے کا حکم دیا صلاح الدین نے بالفعل بخیال فساد و بلوائے اہل مصر تعمیل حکم
 سے معافی چاہی لیکن نور الدین نے اس کے عذر و معذرت پر مطلق خیال نہ کیا۔
 اور اس کو خطبہ علویہ کے منقطع کرنے اور اقامت دعوت عباسیہ پر مجبور کیا اسی
 اثناء میں خلیفہ عاضد بیمار ہو گیا صلاح الدین اپنے امراء و دولت سے اس بابت
 مشورہ کیا بعضوں نے اقامت خرابہ عباسیہ سے اتفاق کیا اور بعضوں نے
 فتنہ و فساد کے خوف سے اختلاف کیا اور ساتھ ہی اس کے نور الدین محمود کے
 عدم امتثال امر کو بھی اپنے امراں سے باہر بیان کیا۔ اسی صلاح و مشورے میں
 جموں کا دن آگیا کسی کی یہ ہمت نہ پڑتی تھی کہ ممبر پر چڑھ کر بجائے خلیفہ مگر خلیفہ
 بغداد کا خطبہ پڑھ دے اتفاق سے ایک عجمی شخص آگیا جو امیر عالم کے لقب سے
 مشہور تھا اور اس کو ہم نے موصل میں دیکھا تھا جب اس نے اون لوگوں کے اس
 پس و پیش کو دیکھا تب اس نے کہڑے ہو کر کہا، ”یہ میرا کام ہے میں خطبہ میں
 خلیفہ بغداد کا نام پڑھوں گا“ لوگ یہ سنکر خاموش ہو رہے پس جب وقت جمعہ کا
 وقت آیا تو کمال دلیری سے خطبہ کے پہلے ممبر پر چڑھ گیا اور بعد حمد و نعت کے
 خلیفہ بغداد المستفی بامر اللہ کے لئے دعاء کی مصریوں میں کسی نے سانس تک
 نہ لیا اور نہ کسی نے دم مارا پھر کیا تھا دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے کل خطباء

مصر و قاہرہ کو خطبہ علویہ کے منقطع کرنے اور خطبہ عباسیہ کی پٹہ سے جانے کا حکم دیدیا۔
 اس کے دو ایک روز کے بعد خلیفہ عاصد مر گیا صلاح الدین اکثر کہا کرتا تھا کہ
 اگر میں یہہ جانتا ہوتا کہ خلیفہ عاصد کا زمانہ حیات اب نہایت کم باقی رہ گیا ہے تو
 میں اس کے خطبہ منقطع کرنے میں عجلت نہ کرتا ابن ابی طے لکھتا ہے کہ پہلے جمعہ کو
 خطبہ میں کیا نام نہیں لیا گیا صرف آئیمہ مہدین اور سلطان الملک الناصر
 کے لئے دعا کی گئی اور دوسرے جمعہ میں قبل القطار خطبہ علویہ و اقامت خطبہ
 عباسیہ عاصد مر گیا لیکن اس کے خلاف قاضی فاضل جو سلطان کا ندیم تھا
 وہ لکھتا ہے کہ خلیفہ عاصد کا انتقال یوم عاشور اکو ہوا ہے اور اس کا خطبہ اس سے
 دو دن پیشتر منقطع کر دیا گیا تھا علاوہ اس کے خود سلطان صلاح الدین کا
 قول اس بیان کی شہادت دیتا ہے جسکو ہم نے اوپر بیان کیا۔ بعضوں نے لکھا ہے
 کہ جب اس کی اطلاع خلیفہ عاصد کو ہوئی تو اس نے اس قدر رنج و فکر کیا کہ اس صدمہ
 سے اس کے دوسرے روز مر گیا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے یہہ ٹکڑا کر لیا
 والد اعلم بہر کیف خلیفہ عاصد کے حالت حیات میں اس کا خطبہ منقطع ہو کر خلیفہ
 بغداد کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اس واقعہ کو نور الدین محمود نے سنکر بہت بڑی خوشی منائی تمام اپنے
 مالک محروسہ کے نوابین اور گورنروں کو اس بشارت سے مطلع کیا اور ابوالدین
 ابوالمعالی مظہر بن شیخ شرف الدین ابی عصمت کو دربار خلافت بغداد کے طرف
 اس خوشخبری کے سنائی کوروانہ کیا اور ایک طول طویل فرمان شعر بشارت
 اقامت خطبہ عباسیہ انقطاع خطبہ خلفاء عبیدہ لکھ کر محبت کیا جسکے ثبوت الدین
 موصوف ہر شہر و مقام پر لوگوں کو جمع کر کے سناتا جاتا تھا تا آنکہ بغداد کے قریب
 بیہو نچادر بار خلافت سے بڑے بڑے مغرور عہدہ دار اس کے استقبال کو شہر سے

باہر آئے در بار خلافت میں خود خلیفہ نے کہڑے ہو کر اس خوشخبری کو سنا اور قیمتی قیمتی
 خلعتیں - تلواریں - گھوڑے - نور الدین و صلاح الدین کو اور نیز خطبہ اور قضاۃ و
 علماء کو بھیجے شعرائے تہنیت کے قصائد لکھے عماد کا تب لکھتا ہے کہ مجھ کو سلطان نور الدین
 نے حکم دیا تھا کہ میں ایک بشارت عامہ لکھ کر قاصدوں کو روانہ کروں جو تمام ملک
 اسلامیہ میں پڑھی جائے اور ایک نامہ تہنیت خاص در بار خلافت کو روانہ کروں
 جو خلیفۃ المسلمین کے روبرو پڑھا جائے پھر اس کے بعد وہ فرامین کا ذکر کرتا ہے اور
 لکھتا ہے کہ میں نے ایک قصیدہ ہی اس تہنیت میں لکھا تھا جس کا مطلع یہ تھا
 "قد خطبنا المستضعف بمصر + نایب المصطفیٰ امام العصبی + اس کے صلیہ میں
 نور الدین نے مجھ کو پانچ ہزار دینار اور سات خلعتیں مرحمت فرمایا تھا اور دربار
 خلافت سے اس بشارت کے جواب میں عماد الدین بن ہندل معتمد الودان خلافت
 خلعت و النعام اور عباسی نشان اور دو تلواریں مرصع لیکر آیا تھا نور الدین
 دمشق سے میدان الاخضر تک اس خلعت و النعامات کے لینے کو آیا اور دربار
 میں ایک حمبر رکھوا کر موفق بن قیس لاری سے منشور خلافت پڑھوا یا صلاح الدین
 وہ خلعت جو دربار خلافت سے آئی تھی اور بہت اپنی طرف سے اضافہ کر کے مصر کو روانہ کیا
 یہ بنی عباسیہ کا پہلا نشان تھا جو بعد دو سو اسی برس کے مصر میں داخل ہوا۔
 صلاح الدین نے اقامت خطبہ عباسیہ کے بعد عاصد کے قصر خلافت
 قبضہ کر لیا جو اہرات اور قیمتی قیمتی اسباب جو تھے ان کو اپنے امراء اور خاندان
 والوں پر تقسیم کر دیا اور اس میں سے جو بہت زیادہ قیمتی جو اہر تھے ان کو
 نور الدین کے پاس تحفہ روانہ کئے ان سب چیزوں کی تفصیل صاحب کتاب
 اردو شین نے لکھی ہے۔

فتح عرفہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسی سنہ میں عیسائیوں نے نور الدین محمود کو

اندرونی معاملات ملکی میں مصروف دیکھ کر مسلمانان تجارت کی دو کشتیاں لازقیہ کے
 قریب گرفتار کیں جو مصر سے شام کو جا رہی تھیں اور مسلمانوں کو قید کر دیا حالانکہ
 اندون ان سے اور سلطان لوزالدین سے مصالحت تھی لیکن عیسائی امرائے نپئی
 عادت قدیم کے موافق موقع پا کر بدعہدی کی سلطان لوزالدین نے قطع حجت کیلئے
 کشتیوں کے واپس کرنے کو لکھا عیسائیوں نے جیلہ وحوالہ سے مال دیا تاہم اللہ تعالیٰ
 محمود نے برہم ہو کر عساکر شام و موصل و جزیرہ کو جمع کیا اور اس کے چند حصے کئے
 ایک حصہ کو انطاکیہ کے طرف روانہ کیا اور ایک حصہ کو طرابلس کے جانب بھیجا اور
 ایک حصہ کو قلعہ صافیتا و عریہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لئے ہوئے
 ریفنہ کو دیران و خراب کرتے ہوئے قلعہ عرقہ پر جا پہنچا اور اُسکا چاروں طرف سے
 محاصرہ کر کے موقع موقع سے بغیقین نصب کر دین اور نہایت سختی سے لڑائی شروع
 کر دی اسلٹنا زمین اس کے لشکر کا وہ حصہ جو قلعہ صافیتا و عریہ کی طرف گیا تھا اُسکو
 فتح کر کے مال غنیمت لئے ہوئے آ پہنچا اور سلطان لوزالدین کے ساتھ ہو کر قلعہ عرقہ
 کے فتح کرنے میں مشغول ہو گیا چار روز کے بعد محصور عیسائی اپنی جان اور مال پر
 جستہ روہ اوٹھا سکین امن لیکر نکل گئے اور قلعہ کو مسلمانوں کے سپرد کر دیا لوزالدین
 محمود نے اس کامیابی کے بعد ایک ہفتہ تک عرقہ میں قیام کیا بعد ازاں یہاں سے
 کوچ کر کے قتل و غارت و دیران کرتا ہوا طرابلس کے قریب جا پہنچا عیسائیوں نے
 دود و طرف سے لڑائی چھیڑی ہوئی دیکھ کر پیغام صلح بھیجا شروع کیا تا آنکہ ان
 سلاہ عماد کا تب نے لکھا ہے کہ چونکہ صلح نامہ میں یہ شرط تھی کہ جو کشتی ڈوب جائے یا ایسی لڑائی
 جو ڈوبنے کے قریب ہو تو اسکو عیسائی لیلیٹے اسوجہ سے لوزالدین کے جواب میں عیسائیوں
 نے لکھا تھا کہ کشتیاں نیچے سے ٹوٹی ہوئی تھیں اور انہیں بانی بہر آیا تھا لیکن لوزالدین
 انکے مخالفہ کو تار گیا اور لشکر کو جمع کر کے حملہ کر دیا۔

دونوں کشتیوں کو سمعان کے مال و حساب کے واپس کرنے پر پہرہ مصالحت ہو گئی اور ایک جدید عہد نامہ لکھا گیا جس پر فریقین کے وکلاء نے دستخط کئے اور بغرض اعلانِ مات مشہور رہا پر چسپان کر دیا گیا۔

نور الدین اور صلاح الدین اسی سنہ میں نور الدین محمود کا صلاح الدین یوسف سے ناراض ہونے کا واقعہ ضرور گزر رہا ہے عہد کا تب اسکی وجہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ نور الدین نے صلاح الدین کو کرک و شوبک پر مصر کے طرف سے فوج جمع کر کے حملہ کرنے کو لکھا تھا اور خود دوسرے طرف سے حملہ کرنے کو تیار ہو رہا تھا۔ چنانچہ صلاح الدین نے پہلے تو اپنی آمادگی ظاہر کی لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ صلاح الدین مصر سے بقصد کر نکل کر نصف ربیع الاول کو پہرہ واپس آیا اور ایک معذرت نامہ لکھ بھیجا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ صلاح الدین کا یہ معذرت نامہ نور الدین کے پاس اُس وقت پہونچا ہے جبکہ وہ کرک تک پہونچ گیا تھا نور الدین کو اس سے سخت صدمہ ہوا اور اسی وجہ سے اس نے بعض مورخین کے قول کے مطابق مصر کے لیلینے اور صلاح الدین کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور شاید اسی وجہ سے وہ فوجیں بھی مجتمع کر رہا تھا لیکن میرے نزدیک نور الدین محمود کا عساکر کو مرتب اور جمع کرنا مصر کے خیال سے نہ تھا بلکہ اس کے دماغ میں بیت المقدس کی فتح کی ہوا، سمائی ہوئی تھی اور اس نے اسی غرض سے مصر پر قبضہ حاصل کر کے اسکو اپنے حمالک و محروسہ میں داخل کر لیا تھا اور رفتہ رفتہ کل بلاد پر جو فتح بیت المقدس میں رُوک ٹوک کر سکتے تھے قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے بیت المقدس کیلئے ایک مہر حلب و دمشق کے نامی نامی صناعتوں کی ہزار دینار خرچ کر کے بنوایا تھا جسکو اس کے ہونہار نائب صلاح الدین نے بعد فتح بیت المقدس حلب سے منگو کر بیت المقدس میں رکھوایا اور اس کے تمام عمر کی آرزو اس طرح پوری کی اور اسکی محنتوں اور

کوششوں کی یون داد دی اور بغرض تقدیر اگر واقعہ بالاسے نور الدین صلاح الدین سے ناراضی یا کشیدگی کا موقع مل گیا تھا یا اس نے اپنے دل میں صلاح الدین کو معزول کر کے مصر پر قبضہ کر لینے کا قصد کر لیا تھا تو یہی حق بجانب تھا اور یہ خیال قائم کر لینا اس کا ایک منصبی فرض تھا وہ مالک اسلامیہ کی توسیع اور بیت المقدس کی فتح اور عیسائیوں کو ساحل و شام سے نکل دینے پر جان دے رہا تھا صلاح الدین اس کا سختہ و سختہ اور اس کے آغوشِ محبت کا پروردہ تھا اگرک و شوبک پر حملہ کرنے کا اقرار کر کے اور اس قصد سے مصر سے نکل کے پہر واپس چلے جانے کی کوئی وجہ نہ تھی گو سکی و سبی کسی خیال سے ہو لیکن نور الدین کو اس موقع پر بدگمان یا ناراض ہونے کی اجازت ہو سکتی ہے اور اس کی ناراضی ایک حد تک بجا تھی پہر جب یہ خبر مصر میں پہنچی تو صلاح الدین نے اپنے اراکین و دولت کو جمع کر کے بیان کیا کہ نور الدین محمود مصر پر قبضہ کر نیوالا ہے ہم کو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے ”کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تے میں صلاح الدین کا بہت ہی نفی الدین عمر بول اوٹھا کہ اگر نور الدین نے مصر کے طرف رخ کیا تو ہم اس سے مقابلہ کریں گے اور اس کو بزر و شمشیر مصر میں نہ گھسنے دیں گے ”اس رک سے صلاح الدین کے اور اعزہ و اقارب نے بھی اتفاق ظاہر کیا لیکن نجم الدین ایوب (صلاح الدین کا باپ) اوٹھہ کھڑا ہوا اور نفی الدین عمر کو سخت ملامت کی اور اس کی رائے کی تائید کرنے والوں کو بہلا بڑا کہا اور صلاح الدین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ”میں تیرا باپ ہوں اور یہ شہاب الدین تیرا مومن ہے کیا تو یہہ جانتا ہے کہ یہہ سب تیرے دوست ہیں اور تیری ویسا ہی بہلائی چاہتے ہیں جیسا کہ ہم چاہتے ہیں بخدا لا زرا ہلوگ اگر نور الدین کو آتے ہوئے دیکھیں گے تو پیادہ پا ہو کر اس کی زمین بوسی کریں گے کیونکہ اس کے مقابلہ کی مجال نہ ہوگی وہ ہمارا بادشاہ ہے ہم اس کے خدام ہیں اگر وہ ہم سے تیرا سر ملنے کا تو ہم ایک لمحہ بھی تاہل نہ کریں گے فوراً تیرا سر کاٹ کر اس کے

پاس بھیج دینگے پس جب ہمارا یہ خیال ہے تو اور روپیہ تو کیا یہ روسہ کرتا ہے یہ جتنے بڑے
 روسا و احرار لشکر اس وقت بلکے ترچھے دکھائی دیتے ہیں نور الدین کو دیکھ کر ایک
 یہی زمین پر نہ بیٹھے رہیں گے سب کے سب اسکو دیکھتے ہی اس کے پاؤں پر گر پڑیں گے
 یہ کل بلاد اسی کے ہیں اسی نے تم کو یہاں مقرر کیا ہے اگر وہ تجھے معزول کیا چاہتا ہے
 تو فوج کشی کی تکلیف کی کیا ضرورت ہے وہ ایک حکم بھیج دے تو فوراً جسکو وہ کہے
 سرسپر در کے اسکی خدمت میں چلا جا وہ ہم سب کا آقا ہے اور ہم غلام ہیں اس
 تقرر کے بعد جلسہ برخواست ہو گیا جب سب لوگ چلے گئے تو نجم الدین الیوب نے
 صلاح الدین سے کہا سر مجلس نور الدین کی مخالفت کرنا بہت حماقت کی بات
 ہے تو اس کے مزاج سے واقف نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کو پہچانتا ہے اگر یہ
 لوگ تیری مخالفت کا حال لکھ نہ بھیجتے تو نور الدین بڑھک اٹھتا اور وہ کل کاموں کو
 چھوڑ کر تیرے پیچھے پڑ جاتا اب یہ لوگ ہماری تابعداری و اطاعت کی کیفیت
 تحریر کریں گے تو وہ راضی ہو جائیگا بہتر ہو گا کہ تو خود اس مضمون کی عرضداشت
 نور الدین محمود کے پاس لکھ کر روانہ کر دے چنانچہ صلاح الدین نے ایسا ہی کیا
 نور الدین محمود کا دل اس سے صاف ہو گیا وہ ناراضی جو کرک پر حملہ نہ کرنے سے
 پیدا ہو گئی تھی جاتی رہی اور صلاح الدین نے بھی جب تک نور الدین زندہ رہا
 اسکی اطاعت و فرمانبرداری سے قدم باہر نہ نکالا اور اس حد تک اس کے حکم
 کی تعمیل کی کہ اس کے مرنے کے بعد بیت المقدس کو فتح کر کے اس کے دل اور
 آنکھوں کو ہٹھکا لیا اور اسکی حالت حیات میں بھی اپنے فتوحات کو برابر بر ملا
 اور عیسائیوں کے پر جو شمشاد شہنشاہ کو اپنے آب تن سے سرد کرتا رہا جتنے بیان کر سکا
 یہ محل نہیں ہے۔

لے میں پنج اس کے فتوحات و غزوات کو تفصیل کے ساتھ خود اسکی سوانح عمری میں بیان کر دیا ہے

کبوتر ونچی ڈاک

چونکہ نورالدین محمود کی حکومت ایران کے مشرق سے لوبہ کی سرحد تک پہنچی ہوئی تھی مصر اور شام کے بندرگاہ جو بحرِ روم کے شرقی و جنوبی ساحل پر واقعہ تھے ان سب پر اسی کے پہرے کا سیانی کے ہوا میں اُڑ رہے تھے اور ان ممالک میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور ان پر آئے دن سلاطین یورپ کی فوجیں اور مذہبی لڑائی لڑنے والے حملہ آور ہوتے تھے اور نورالدین محمود کے ممالک محروسہ میں قتل و غارت کا سیلاب بہا کر چلے جاتے تھے اس سے پہلے کہ ان کے حملہ کی خبر ہو اور انکی مدافعت کے لئے سرحد پر فوج کشی کی جائے اسی وجہ سے ۶۶۵ھ مذکور میں سلاطین اسلام میں شاید سب سے پہلے اس نے کبوتروں کے ذریعہ سے خبر رسانی کا انتظام کیا جو موصول میں مناسیب کے نام سے مشہور ہیں اور اس طریقہ سے اپنے وسیع قلمرو کو عیسائی مجاہدین کے حملوں سے محفوظ رکھا۔ اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ میں جا بجا چوکیاں مقرر کر دیں تھیں اور کبوتروں کے اوترنے کے لئے اونچے اونچے منارہ بنادئے تھے اخبار نویس کو حکم تھا کہ جب کوئی غنیمت حملہ آور ہو یا کوئی ضروری واقعہ پیش آئے تو فوراً ایک کاغذ پر اُس کو لکھ کے کبوتر کے بازو میں باندھ کے کتور چھوڑ دے کبوتر نہایت تیزی سے اُڑتا ہو اسیدھا اگلی چوکی پر پہنچ جاتا تھا اور اس چوکی کا نگہبان اُس کے بازو سے کاغذ کا پڑزہ کھینچ کر دوسرے کبوتر کے بازو میں باندھ دیتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ نہایت سرعت سے نورالدین محمود تک جہاں پر ہوتا خیر پہنچ جاتی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ غنیمت اس کے کسی قلعہ یا بندرگاہ پر حملہ آور نورالدین محمود کی فوج جو مقام حملہ سے قریب ہوتی تھی اسکا حکم یا کسف بلکہ پہنچ جاتی تھی اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ حالت غفلت میں غنیمت پر حملہ کر کے اس کو ہسپا کر دیتی تھی۔ اس عجیب و غریب تار برتی کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ نورالدین کے

نورالدین محمود کا قلعہ بندرگاہ پر حملہ آور

تمام ممالک محروسہ عیسائی مجاہدین کے دستبرد سے محفوظ ہو گئے اور عام و خاص کے
 دلوں پر اس کی حکومت و سیاست کا سکہ بیٹھ گیا اس کا دستور تھا کہ جب کبوتر فضا آسمان
 سے محل شاہی یا اس کے کیمپ کے منارہ پر اترتا تھا فوراً یہ خود اپنے ہاتھ سے
 خیر کے کاغذ کو کھولتا اور پڑھتا تھا اس قاعدہ کی پابندی اس حد تک کیجاتی
 تھی کہ اگر اس کے سامنے خاصہ جانا ہوتا یا یہ بستر خواب پر ہوتا تھا تو یہی اس کو
 اطلاع دیتا جاتی تھی سو کرا دھٹنے یا کہانا کہالینے کا انتظار نہ کیا جاتا تھا جس لمحہ
 میں لکھنوی کہ خیر ایک خاص قسم کے کاغذ پر لکھی جاتی تھی جو درق الطیر کے نام سے
 مشہور تھا اور یہ پانی سے بھیگتا و خراب نہوتا تھا خیر لکھنے میں اختصار کا بہت
 لحاظ ہوتا تھا کاغذ میں حاشیہ نہ چھوڑا جاتا تھا عام طور سے خیر کے اول میں ہم الذی
 نہ لکھتے تھے صرف اوس کے ہندسہ لکھنے پر اکتفا کرتے تھے اور آخر میں تفا و لا حسبتا
 و نعم الوکیل ضرور لکھ دیتے مخاطب کے لئے لمبے چوڑے القاب و رتوبتی الفاظ
 نہیں لکھتے تھے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ خبر طویل ہونے کی وجہ سے دو دو کبوتر ایک ساتھ
 چھوڑے جلتے تھے اور ایک کا دوسرے میں حوالہ دیا جاتا تھا۔ قاضی نجی الدین
 ابن عبد الظاہر نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں کبوتروں کے حال و خیال
 و نسب اور پیام نویسی اور اون کے ذریعہ خبر پہنچنے کے طریقے اور اون کے متعلق
 بہت سے دلچسپ واقعات تحریر کئے ہیں قاضی فاضل نے نامہ بر کبوتروں کو
 ملائکہ الملوک۔ انبیاء الطیر کے لقب سے ملقب کیا ہے اور عماد کاتب نے اپنی
 تصنیفات میں انکی بہت بڑی تعریف لکھی ہے۔

نور الدین محمود کی یہ قابل قدر ایجاد اور ایک کارآمد یادگار ضرور
 میں تقریباً دسویں برس تک جاری و قایم رہی ابن فضل المدنی نے جو خلیفہ
 حاکم بامر اللہ کے دربار خلافت میں تھا اور جس نے ۵۰۱ھ میں انتقال کیا ہے

التعریف بالمصطلح المشرف من تحریر کیا ہے کہ اگرچہ میرے زمانہ میں جنوبی مصر اور ملک فہ کے سرحد پر قوس واسوان و عیداب تک کموترون کی ڈاک بند ہو گئی ہے جو اس پہلے جاری تھی لیکن شام و مصر میں اس وقت تک ان بھولی صورت والے مگر ہوشیار اور وفادار نامہ بردن کی ڈاک جاری ہے اور ان کے ڈاک کی بہت سی منزلیں آباد ہیں اس کے بعد اس نے اپنے زمانہ کے بلاد مصر شام کی موجودہ منزلیں گنوائی ہیں جنکو ہم ماخن فیہ سے خارج سمجھ کر نہیں ذکر کرتے۔

عیسائیوں کی پیشقدمی
 عماد کاتب کہتا ہے کہ ۵۶۵ھ مطابق ۱۱۷۰ء میں عیسائیوں نے پیرچہر چار شروع کی روم کا شاہزادہ ایک فوج کثیر لے ہوئے رداد (اطراف حوران) پر قتل و غارت کرتا ہوا فریہ مسکین میں آؤرا لوزالدین محمود اندلون کسودہ میں تھا اوس نے یہہ مسکن فوراً اپنی فوج کو مرتب کر کے اس کے مقابلہ پر بڑھنے کا حکم دیا عیسائی سردار اس کے کوچ کی خبر مسکن کیج سے فوار کے طرف گیا پہر جب وہاں ہی اسکی خالی طبیعت نے قدم جمار لڑنے کی اجازت نہ دی تو سودا ہوتا ہوا اشلالہ میں جا پہونچا اور لوزالدین محمود نے اس کے چلے جانے سے عشرت میں ڈیرہ ڈال دیا اور اس مقام سے چند دستہ فوج اطراف طبرہ لپیٹ کر روانہ کئے جنہوں نے بحالت غفلت اطراف طبرہ پر پشخون مارا اور وہاں سے بہت مال غنیمت لیکر واپس ہوئے انرا راہ میں مقام محاصہ پر انہیں عیسائی مجاہدین سے ٹکرا ہوا گئی جسکی جلو گری کو خود سلطان آیا ہوا تھا چہاں نہ کامل رڑائی ہوئی رہی جب عیسائیوں نے اپنے کو ان سے عہدہ براہوتا نہ دیکھا تب مجبور ہو کھساکر اسلامیہ کے نکل جانے کا رستہ دیدیا۔ لوزالدین محمود اس دستہ فوج کے واپس آئے بعد عشرت اسے زرا میں چلا آیا عماد کاتب کہتا ہے کہ میں اس واقعہ میں سلطان لوزالدین محمود کے ہمراہ کاب تھا اس نے ٹھہرے اس واقعہ کے نظم کرنے کو کہا پس

میں نے فی البدیہ ایک قعیدہ پڑھ دیا جس میں اس واقعہ کا تفصیلی ماجرا اور اون
امراء کا بھی ذکر ہے جو نور الدین کے ہمراہ تھے صاحب کتاب الروضتین نے اس قعیدہ
کی چند بیتیں لکھی ہیں جس کا مطلع یہ ہے۔

عقدت بنصرك رایۃ الایمان (تیرے مدد سے لو اے ایمان کھڑا ہو۔
وبدت بعصرک آیۃ الکھساک) اور یک زمانہ سے احسان کی نشانی ظاہر ہوئی

نور الدین اور قلیج ارسلان نور الدین محمود کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ عیسائی سلطانین
و امراء سے دست بدست لڑتا رہتا تھا اور ان کے بچہ ظلم

حاکم شام کو نکالتا جاتا اور فتح بیت المقدس کا رستہ صاف کرتا جاتا تھا۔ اسلامی
حکومتوں پر بھی اس نے بلا ضرورت فوج کشی نہیں کی اور نہ اس نے اسکو پسند کیا ہے
کہ مسلمانوں کے قبضہ سے ملک کو نکال کر اپنے فتوحات کا دایرہ وسیع کیا جائے مگر

ایسی حالتیں جبکہ اسپر عیسائیوں کے استیلا کا اندیشہ ہوتا جیسا کہ قبضہ مصر و شق
کے واقعات تحریر کئے گئے یا امراء اسلام عیسائیوں سے جنگ کرنے میں تاخیر کرتے
اور ان کے بلاد اس کے سلسلہ فتوحات کے سدرہ ہوتے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ

۵۶۸ھ (مطابق ۱۱۷۲ء) میں نور الدین نے مقبوضات ملک عز الدین قلیج ارسلان
بن محمود بن قلیج ارسلان لجوی کی طرف توجہ کیا اسوجہ سے کہ قلیج ارسلان نے ذوالنون
بن دانشمند والی ملطیہ و میراس وغیرہ سے جبراً اس کے مقبوضات کو جہیں کر اسکو

نکال دیا تھا ذوالنون نور الدین محمود کے پاس قلیج ارسلان کے ظلم و زیادتی کی شکایت
و فریاد لیگیا نور الدین محمود نے اسکو اپنے ظل عنایت میں پناہ دیا۔ ہنایت عزت
و احترام سے ہیرایا اور قلیج ارسلان سے ذوالنون کے بلاد واپس کر دینے کے

بابت تحریک و سفارش کی لیکن قلیج ارسلان نے بجائے واپس کرنے کے نور الدین
محمود کے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اس کے قاصد کو بلا کسی جواب کے کمال بے توقیری

واپس کیا جس سے اسکا جوش انتقام ٹھہر گیا اور وہ ذوالنون کو ہمراہ لے کر
 قلیج ارسلان کی طرف بڑھا۔ کیسون۔ بہنسی۔ مرعش۔ مرزبان فتح کرتا ہوا پاس
 کے سرحد پر پہونچ کر اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے لشکر کے ایک حصہ کو سیواس پر
 قبضہ کرنے کو روانہ کیا جس نے نہایت آسانی سے اُس پر بھی قبضہ کر لیا اور جو قلعہ
 ان بلاد کے مابین واقع تھے ان کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا قلیج ارسلان گہر کر
 اطراف سیواس سے وسط شام میں چلا گیا اور وہاں سے ایک درخواست
 مستضمن بحافی تقصیر و مصاحبت نور الدین محمود کے خدمت میں پہنچی نور الدین
 محمود نے بجواب اس کے چند شرائط پیش کئے انرا بخلہ ایک شرط یہ تھی کہ تو میرے
 قاصد کے سامنے تجدد اسلام کرتا کہ میں تجھ کو تیرے مقبوضات پر بدستور قائم
 رکھوں کیونکہ تو میرے نزدیک مومن نہیں ہے تیرا اعتقاد و مذہب فلسفیانہ
 ہے اور تو کوئی مرتبہ متہم بالزندقہ ہو چکا ہے دوسرے یہ تھی کہ جب میں جہاد
 کے لئے تیری فوج طلب کروں تو تو بلا تا مل بھیج دیا کرے تو نے اکثر بلاد اسلام
 مسلمانوں کو دبا دبا کر قبضہ کر لیا ہے اور عیسائیوں سے صلح کر کے ان پر
 جہاد کرنا چھوڑ دیا ہے پس تو اپنی فوج میرے پاس بھیج دیا کرے میں عیسائیوں
 سے مجاہدہ کروں یا تو خود ان عیسائیوں پر جہاد کرتا رہ تو تیرے سرحد پر
 میں تیسرے یہ تھی کہ ذوالنون دانشمند کے جو بلاد تیرے قبضہ میں ہیں
 معہ اس کے محاصل کے واپس کر۔ قلیج ارسلان نے ان سب شرائط کو منظور کر لے
 باہم مصاحبت ہو گئی نور الدین محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو فخر الدین علی
 کے ساتھ ذوالنون کے پاس سیواس میں چھوڑا اور خود دمشق کے طرف
 واپس آیا اور مذہب شافعیہ کے ایک بہت بڑے مدرسہ کی بنیاد ڈالی فقہیہ
 قطب الدین فیثا پوری کو مدرسہ حلب کا مدرس اعلیٰ مقرر کیا۔ عماد کا تب

نور الدین

محمود (۱۱۱) کا وزیر

لکھتا ہے کہ اسی زمانہ میں سلج بن لاؤن سپہ سالار بلاد رمن رومیوں کے بیس نامی
 نامی افسر کو موصہ مال غنیمت لئے ہوئے نور الدین کے خدمت میں آیا اس نے
 قاضی کمال الدین شہر زوری کو قیدیوں اور تحایف کے ساتھ دربار خلافت
 میں روانہ کیا اور ایک عرضداشت اپنے قلم خاص سے لکھی جس کے آخری فقرہ کا
 یہ مضمون تھا ”میں اللہ تعالیٰ سے اس امر کی توفیق چاہتا ہوں کہ میرا مقصد
 پہنچا دے اور مسجد قہقہی کے پرلورھن کو صلیب پوجنے والوں سے پاک کر دے
 اور فتح بیت المقدس کو میرے فتوحات کا دروازہ اور اسکو میرے کل جد و جاہ
 آخری نیچہ بنائے اور کل بلاد ساحل سے عیسائیوں کو نکال کر مسلمانوں کے قبضہ
 میں دیدے“ عہد نے اس عرضداشت کے ساتھ ایک قصیدہ خلیفہ بغداد کے
 پاس بھیجا تھا اور ایک نور الدین محمود کی مدح میں لکھا تھا ابن اثیر نے لکھا ہے
 کہ نور الدین محمود نے اس عرضداشت میں صریحین و درب ہرولن اپنے
 قدیمی جاگیر واپس ملنے کی درخواست کی تھی اور کچھ زمین شط و جلد پر مدرسہ
 شافعیہ بنوانے کے لئے مانگا تھا۔

ان واقعات کے بعد شمس الدولہ نورانشاہ (صلاح الدین کے بڑے
 بھائی) نے نوبہ وین کو فتح کیا مسجد وین میں ممبر و نیر خلیفہ کے نام کے ساتھ نور الدین
 محمود کا نام پڑا گیا اسی کے نام کا سکہ تمام ممالک مقبوضہ صلاح الدین میں بیچ ہوا
 صلاح الدین کو وزارت بصرہ پر تمکن ہوئے اس وقت تک تقریباً پانچ برس
 سے کچھ زاید ہو چکے تھے اور اس نے دربار لوزریہ میں سو اہلایا و تحایف کے
 کوئی باضابطہ حساب کتاب مرتب کر کے نہیں بھیجا لیکن نور الدین محمود کو یہ کب
 گوارا ہو سکتا تھا کہ وہ انتظامات اندرونی ملکی سے غافل ہو کر عیش و آرام میں
 خود پسند امر اکیطرح منہمک ہو جاتا اور اپنے امراء اور گورنروں کے حساب کتاب

طلب نہ کرتا یا اُسکے نگرانی میں کسی قسم کی کوتاہی کرتا وہ اپنی زندگی کے پورے حصہ کو عام رعایا اور مسلمانوں کی اصلاح میں صرف کر رہا تھا۔ اس نے ۵۶۹ھ میں موفق بن قیسرانی کو اپنا ایک خط خاص دیکر صلاح الدین کے پاس مصر کی طرف روانہ کیا اور اس سے بیچ سالہ حساب طلب کیا۔ صلاح الدین نے حساب تیار رکھے جانے کا حکم دیا اور بعد تیار ہونے کے ابن قیسرانی کو تفصیل لشکر کی تعداد۔ انکی تنخواہیں۔ امراء و عمال کی جاگیز بن محاصل ملک و مصارف مساجد و مدارس و اوقاف کی جدا جدا فہرستیں مرتب کر کے سنبھایا اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف و ہدایا دیکر رخصت کیا جسکی فہرست صاحب کتاب الفوتین اور ابن ابی سطل نے لکھی ہے مگر اتفاق سے یہ چیزیں نور الدین تک نہ پہنچنے لگی تھیں کہ اسکا انتقال ہو گیا اسکا سب سے آخری انتظام یہی ہوا اسی پر اسکا خاتمہ ہوا۔

انتقال عماد کا تب نے لکھا ہے کہ عید الفطر ۵۶۹ھ کو نور الدین مجبور ہوئے حسب عادت قدیمہ غسل کیا۔ کپڑے بدلے اسحقین کو صدقات و خیرات دیکر صبح و سالم اپنی محافظ فوج کو لئے ہوئے میدان قبلہ اخضر میں نماز پڑھنے کو گئے قاضی شمس الدین محمد بن المقدم قاضی عساکر لوریہ نے نماز پڑھائی خطبہ پڑھا عید کے دوسرے دن (یوم دمشق) اپنے امراء کے ساتھ سوار ہو کر میدان اخضر میں گیا تھوڑی دیر تک چوگان کھیلتا رہا باتوں باتوں امیر شام الدین مودود سلاطین کو طلب کیا ”یہ یہ علوم نہیں ہے کہ آج کی طرح سالانہ یہی ہلوگل میں میدان میں جمع ہوں گے یا نہیں؟“ نور الدین نے مسکرا کر جواب دیا ”سال بہر کی عید بہت بڑی ہوتی ہے یہ نہ کہو کہ بعد ایک مہینہ کے یہاں ہم سب لوگ مجتمع ہو سکیں گے یا نہیں؟“ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ اس گفتگو کے ایک مہینہ کے اندر

نور الدین کا اور ایک سال کے اندر امیر ہمام الدین کا انتقال ہو گیا۔ قاضی
ابن شداد نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود کا انتقال بعارضہ خناق ہوا ہے مجہ سے
ایک دمشق طبیب نے بیان کیا ہے کہ جب کہ نور الدین نے اپنے مرض الموت میں اور
اطباء کے ساتھ بلوایا تھا وہ قلعہ دمشق میں ایک نہایت چھوٹے سے کمرے میں تھا
اور مرض اسکا قریب پہلاکت پہنچ گیا تھا آواز اس درجہ ہست ہو گئی تھی کہ
بدقت سنی جاتی تھی ہم نے نور الدین سے بھرتی و تاریکی۔ مکان تبدیل کر دیا
لیکن سہارا اس کہنے پر وہ متوجہ نہ ہوا پھر ہم نے علاج شروع کیا اور باتفاق اطباء
فصد لینے کو کہا اسپر نور الدین نے کسی قدر ریش رو ہو کر کہا "ساہٹ برس کی عمر
والے کو فصد نہ دینا چاہئے" ہملوگ یہہ سنکر خاموش ہو گئے علاج جون جون
ہوتا جاتا تھا مرض بڑھا جاتا تھا تا آنکہ گیارہویں شوال ۵۶۹ھ (مطابق ۱۱۷۴ء)
اسکی پاک روح قالب عنصری سے پرواز کر کے بہشت برین میں پہنچ گئی اور ہم
اپنے شروع کئے ہوئے کام کو ایک حد تک پہنچا کر دنیا فانی سے عالم جاودانی
چلا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے مرثیہ کا دن دنیا اسلام
قیامت کے دن سے کم نہ تھا شام۔ مصر۔ بغداد اور کل اسلامی بلاد میں اسکے
بے توقع موت سے ایک ماتم بپا ہو گیا جو تھا وہ بدحواس تھا تمام خلقت اربین
مار مار کر رو رہی تھی مسلمانوں کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہو رہی تھی سلطان
صلاح الدین اور خلیفہ بغداد نے توفیق کے خطوط لکھے تا سفت ظاہر کیا شعراء
نے بڑے بڑے مرثیے لکھے ازاجملہ عماد کا تب تھا جس نے چار سو بیستون کے شعر
لکھے تھے جن میں سے یہ چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

لفقد للملك العادل من الملك والعلی
ملك اور عدل رور ہا ہے

وقد اظلمت الافاق لا شمس ولا ظل تمام عالم میں مصیبت پہل گئی ہے نہ
نور آفتاب ہے اور نہ سایہ ہے۔

ولما غاب نور الدين عينا اظلم الحفل اور جب نور الدین ہم بین اُدھمہ گیا
تو محفل تاریک ہو گئی۔

وزال الخصب والخير وزاد الشر والحمل اور تازگی اور نیکی زایل ہو گئی اور
شر و قحط بڑھ گیا۔

ومات الباس والجود وعاشر اليك ارحم الراحمين اور بخشش مر گئی اور ناامیدی
و الجمل و بخل زندہ ہو گئے۔

وعز النقص لما هاشن اهل الفضل نقص بڑھ گیا جب اہل فضل اور
والفضل فضل کی موت آگئی۔

وهل ينفق ذو العلم اذا ما اتفق الجميل اور اہل علم کیا کر سکتے ہیں جب کاشور
بڑھ گیا ہے۔

وما كان لنور الدين يولا لا محله مثل اور نور الدین کا نام نہ سچا تا اگر اس کے مثل
اسکی اولاد نہ ہوتی۔

نور الدین محمود کے انتقال کے بعد اسکا لڑکا الملک الصالح اسماعیل گیارہ برس کی
عمر میں باتفاق آراء اور اکین دولت نور یہ تخت نشین کیا گیا دشت میں جب قدر
امراء و سردار تہہ پہنوں نے اسکی سلطنت و مکرمت پر بیعت کی کل بلا شام
نے اسکی اطاعت قبول کی صلاح الدین نے مصر میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا
اور سچائے نور الدین کے اسکا نام سکھ پر مضروب ہوا امیر شمس الدین محمد بن
المقدم اسکا وزیر اعظم مقرر کیا گیا لیکن اسکی حکومت کا زمانہ امر اردو دولت نور
خود غرضیوں کے وجہ سے نہایت ابتری کی صورت میں رہا اور آخر کار شمس الدین

تقریباً آٹھ برس حکومت کے بعد مصر فوج انتقال کر گیا اسکے انتقال سے خاندان نور کا چرغ گل ہو گیا دولت و حکومت اس خاندان سے منقرض ہو گئی ملک کا بہت زیادہ حصہ اس کے حالت حیات میں اور جو کچھ باقی تھا وہ اس کے انتقال کے بعد سلطان صلاح الدین یوسف کے قبضہ میں جا رہا یہ موقع اسکی تفصیل کا نہیں ہے ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

سلطان نور الدین محمود کے خصائص و محاسن

سلطان نور الدین محمود انارالبدر برمانہ کے اوصاف حمیدہ و خصایل پسندیدہ جن سے اسکو دنیا و اسلام نے غور و الوجود اور ایک عالم نے اس کے وجود باوجود کو رحمت الہی کا کرشمہ سمجھا شام۔ جزیرہ۔ مصر۔ یمن۔ مکہ۔ مدینہ۔ بڑے بڑے ممالک میں اسکی ناموری و عظمت تسلیم کی گئی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا خلیفہ وقت نے اسکو عزت کی آنکھوں سے دیکھا دنیا بہر نے اسکی بزرگی مان لی اس کے نام نامی کو الملک العادل کا مبارک لقب دلوا یا اور اسکو دنیا و فانی میں لافانی بنا یا وہ اسکی مینظیر مردا لگی۔ ہمیشہ شجاعت عدیم المثال سخاوت۔ سعود و المنظر عدلت ہی جسکا خیال کسی وقت کسی حالت میں اس کے ذہن عالی سے زایل نہ ہوتا تھا۔ یہ جب قدر آثار نبویہ کی متابعت۔ نماز و جماعت اور تلاوت قرآن کی متابعت میں حریص دیکھائی دیتا ہے اس سے بدرجہا اسلام اور مسلمانوں کی حمایت جہاد فی سبیل اللہ اور شوق شہادت میں سرگرم نظر آتا ہے علامہ ابوالحسن ابن اثیر تاریخ امام اتا مکہ میں تحریر کرتا ہے کہ میں نے ملوک متقدمین و متاخرین کی تواریخ دیکھی ہے چھکو کوئی شخص بعد خلفاء راشدین و عمر بن العزیز کے

سے سلطان صلاح الدین یوسف کی سوانح عمری میں ہنہ ان واقعات کو تفصیل کیسا بہتر کر گیا ہے۔ (مولف)

الملک عادل نور الدین محمود سے بہتر و جامع مجمع اوصاف نہیں مج کہا ہی دیا اسکا
 شب و روز عدل و انصاف میں گذرتا تھا جہاد و اعلا کلمۃ اللہ پر ہر وقت کمر بستہ
 مظلومات کے دفع کرنے خلافت کو آرام پہنچانے پر تیار رہتا عوام و خواص کے ساتھ
 احسان و سلوک کرنے کو ہر لحظہ آمادہ رہتا تھا یہ اگر کسی اور گروہ میں ہوتا تو عبت
 فخر سمجھا جاتا اسکی عبادت۔ اسکا زہد۔ کھانے پینے۔ پہننے میں رزق حلال کا لحاظ
 اس کے باخدا ہونے کی نہایت عادل و قوی شاہد ہیں۔ اپنے ذات و اہل و عیال
 کے خرچ کو بیت المال سے ایک جہ نہیں لیتا تھا جو کچھ مال غنیمت سے اسکو حصہ ملتا تھا
 اس سے دوکانین۔ اراضی۔ مکانات خرید کر لیتا تھا اور اس کے محاصل سے اپنی اور
 اپنے اہل و عیال کی سب ادوات کرتا تھا اور اگر کبھی وہ محاصل اس کے مصارف کو کافی
 نہ ہوتے تو جب تک فقہاء فتوے نہ دیتے تھے ایک درم اور ایک دینار بیت المال سے
 نہ لیتا تھا۔ جبہ سے میرے ایک دوست نے دمشق میں بیان کیا ہے کہ روضہ خاتون
 بنت معین الدین زوجہ نور الدین محمود نے ایک مرتبہ اس کے وزیر کے ذریعہ سے کمی
 نفقہ کی شکایت کی اور یہ ظاہر کیا کہ جو نفقہ اسکو ملتا ہے وہ خرچ کے لئے کافی نہیں
 کچھ تنخواہ اور بڑا دیجاوے نور الدین محمود یہ درخواست سن کر برہم ہو گیا اسکی
 آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ کارنگ متغیر ہو گیا اور نہایت خشونت سے یہ جواب دیا
 کہ میں کہاں سے لاکروں اسکو یہ قدر تنخواہ میں بسر کرنا ہو گا بخدا کے لایزال
 میں اسکی محبت یا اس کے کہنے سے اپنے پیٹ کو آتش و زخ سے نہ بہرہ ونگا اگر
 اسکو یہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ نور الدین کے قبضہ میں بڑے بڑے ملک اور
 اول کے خزانہ ہیں تو اسکا یہ خیال خام ہے یہ خزانہ و مال عام مسلمانوں کا ہے
 اور انہیں کے کاموں کے لئے جمع و ہیا کیا جاتا ہے دشمنان خدا کی لڑائی میں صرف
 ہوتا ہے میں اسکا ایک خزانچی ہوں مجھے اس پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے میں

عیات ہرگز نہ کروں گا۔ پہرہ توڑی دیر کے سکوت کے بعد کہا "شہر محض میں میرے خاص ملک کی تین دوکانیں ہیں میں نے اون کو اد سے ہیہ کر دیا خواہ اسکو وہ فروخت کر ڈالے یا اس سے کرایہ پر چلائے۔"

ایک مرتبہ نور الدین خزانہ عامرہ میں جایزہ کے لئے داخل ہوئے ایک مال کے داخل کرنے کے نسبت دریافت کیا مہتمم خزانہ نے جواب دیا کہ "کمال الدین قاضی القضاۃ نے اس مال کے داخل کرنے کا حکم دیا ہے" نور الدین نے ہتھوڑی دیر کے غور کے بعد کہا اس مال کے سختی نہ ہم میں اور نہ اس طریقہ سے بیت المال ہے مناسب ہیہ ہے کہ ہیہ مال صاحب مال کو دیدیا جائے "مہتمم خزانہ نے اس مال کو قاضی کمال الدین کے پاس بھیج دیا قاضی کمال الدین نے اسکو پہرہ واپس کر دیا اور کہا ہاں ہیہ کہ اگر الملک العاد اس کے نسبت پہرہ دریافت فرمائے تو کہہ دینا کہ قاضی کمال الدین اسکا ذمہ دار ہے اوس نے اس مال کو داخل خوانہ کرایا ہے اتفاق سے جب دوبارہ نور الدین محمود خزانہ میں گئے تو پہرہ ہی مال نظر کے سامنے آگیا مہتمم خزانہ سے ترش رو ہو کر کہا کیا میں تمکو اس کے واپس کر دینے کا نہیں حکم دیا تھا؟ مہتمم خزانہ نے عرض کیا حضور میں نے اسکو قاضی کمال الدین کے پاس صاحب مال کو واپس کر دینے کے لئے بھیج دیا تھا انہوں نے پہرہ کو ٹماد ماسے اور ہیہ لگا کہ اسکا ذمہ دار میں ہوں" نور الدین محمود نے اس مال کو پہرہ قاضی کمال الدین کے پاس واپس کر دیا اور ہیہ کہلا بھیجا کہ نور الدین محمود کی گردن کمزور سے قیامت میں اس بار کو نہ اوتھا سکے گی تمہاری گردن اگر مضبوط ہو اور اس بار کی سختی ہو سکتی ہو تو اس مال کو تم اپنے پاس کہہ لو لیکن خزانہ عامرہ میں اسکو داخل نہ کرو اس خزانہ کا اہلی خرابی میں ہوں ایسے مال کی گرداوری سے بے بنی گردن پر قیامت کا بار نہ ٹون گا" قاضی کمال الدین ہیہ سنا خاموش ہو گیا اور مال صاحب مال کو واپس کر دیا گیا۔

اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ بلاد شام و جزیرہ و موصل و دیار مصر میں کل
 محصول و ٹیکس جنگی درآمد و برآمد معاف کر رکھا تھا جسکی تعداد لاکھوں کیا کروڑوں سے
 متجاوز ہو جاتی تھی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بازار دن کا ٹیکس، نہروں کا محصول،
 مال کی درآمد و برآمد کی جنگی معاف کردی تھی قاضی القضاۃ بہاء الدین نے لکھا ہے
 کہ نور الدین محمود نے محصول و ٹیکس کے معاف کرنے کے بعد ایک خط دربار خلافت
 میں روانہ کیا تھا اور اس میں کل معاف کردہ رقوم کو بالتفصیل لکھا تھا اور یہ
 درخواست کی تھی کہ وہ غفلت اور خطبہ مساجد اور مجالس عظیمین کو بیان کریں
 رضی اللہ عنہما ابو سالم عبد المنعم بن المنذر نے بیان کیا ہے کہ جسوقت نور الدین محمود
 بقصد شیرجہار ہاتھا اوسوقت اوس نے اوس منشور کے لکھنے کا بھیجے حکم دیا ہے
 جس میں اوس نے حلب دمشق و حمص حران و سجار و حمہ و غرار و تل باشر وغیرہ
 بڑے بڑے صوبہ جات کے ٹیکس معاف کئے تھے اور اس معاف شدہ ٹیکس کی
 تعداد ان صوبہ جات میں اس تفصیل سے تھی۔ حلب میں پچاس ہزار دینار غرار
 دس ہزار دینار تل باشر میں اکیس ہزار دینار حمہ میں تین ہزار دینار دمشق
 خاص میں تیس ہزار دینار حمص میں چوبیس ہزار دینار حران میں پانچ ہزار دینار
 سنجار میں ایک ہزار دینار حمہ میں دس ہزار دینار عدا العرب میں س ہزار دینار
 مصر میں پچتر ہزار دینار۔ صدقات اور خیر و خیرات میں دو لاکھ دینار صرف ہوتے
 تھے منجملہ اس کے قیس ہزار دینار سالانہ مدارس حنفیہ و شافعیہ مالکیہ و حنبلیہ کی
 درستی و مرمت اور طلباء علوم کی خوراک میں صرف ہوتا تھا اور باقی سرائین۔
 خالقہا میں۔ شفا خانے۔ مسافریں۔ زائرین مقامات علیہ و فقرار و اولیاء اللہ
 میں خرچ ہوتا تھا۔ لڑائیوں اور غزوات اور درستی شہرینہ میں جو کچھ صرف
 ہوتا تھا وہ اس کے علاوہ ہے۔

نور الدین جزو (۱۱) کا نمبر (۳)

عدل و انصاف کو بیدار دست رکھنا تھا اس کے نزدیک قومی ضعیف
 امیر و غریب سب یکساں تھے شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی اس سے تعدی سے
 کرتا تھا کہ دیکھنے والے دنگ ہو جاتے تھے ایک مرتبہ دمشق میں جو گان کہیل رہا تھا دوسرے
 دو شخص نظر آئے جو ایک دوسرے کو اشارہ سے کچھ بتلا رہا تھا لیکن آگے بڑھنے کی
 جرأت نہ ہوتی تھی نور الدین نے انکو قریب بلا کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ان میں
 سے ایک قاضی کمال الدین کا غلام ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے اسپر دعویٰ
 دائر کیا ہے نور الدین محمود یہ سننے ہی جو گان چھوڑ کر قاضی کمال الدین کے
 پاس مجلس عدل میں گیا اور مدعی کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے دلائل پیش کئے مدعی کا
 دعویٰ خارج ہو گیا نور الدین محمود نے قاضی کمال الدین اور ان لوگوں کو مخاطب
 ہو کر کہا جو اس وقت موجود تھے تم لوگوں نے دیکھا کہ اسکا دعویٰ میرے مقابلہ
 میں نہ چلا میں پہلے سے یہ جانتا تھا کہ دعویٰ اسکا باطل ہے لیکن محض سوجھ
 بھلا آیا کہ کسی کو یہ خیال نہ پیدا ہو کہ نور الدین محمود نے اسپر ظلم کیا ہے اور جس امر پر
 سناغت ہوئی ہے اس میں حق بجانب مدعی ہے مگر اب تلوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنی
 طرف سے شے متنازعہ اسکو دیدیا اب اسکا مالک یہ شخص ہے وہ شے متنازعہ میری
 نہیں ہے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ایک اور واقعہ ایسا ہی حلب میں پیش آیا تھا لیکن فرق
 اس قدر ہے کہ اس نے پہلے ایک وکیل کو قاضی کے پاس بھیجا تھا بعد ازاں جب حلف
 لینے کی نوبت آئی تو خود قاضی کے پاس آیا اور بعد مقدمہ فیصلہ ہو جانیکے شے متنازعہ
 مدعی کو ہبہ کر دیا تاریخ کبیر میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔
 اس کے ایوان عدالت کے دروازہ پر دربان و حاجب نہیں رہتے تھے
 مظلوم و بیکس کی فریاد اور شکایتیں خود سنتا تھا اور نہایت غور و فکر سے انصاف
 کرتا تھا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے سلاطین اسلام میں نور الدین محمود نے

انفصال مفدمات کے لئے دارالکشف بنوایا اور اسکو دارالعدل سے موسوم کیا
ہفتہ میں دوبارہ اجلاس کرتا تھا بڑے بڑے فقیہہ - محدث - قضاۃ حاضر رہتے تھے
مفدمات کے واقعات اور فریقین کے دلائل خود دستا اور خود اسکو فیصلہ
کرتا تھا سفر و حضر میں ان دنوں کی ہمیشہ پابندی کرتا تھا اسد الدین شیر کوہ
اس کے معزز امیروں میں سے تھا دارالعدل کے بننے کے بعد اس نے اپنے منصفان
وامراء سے کہا کہ آج سے اگر تم میں سے کسی کا مقدمہ نور الدین محمود کے سامنے
پیش ہوا تو یاد رکھنا کہ میں ایسی سخت سزا دوں گا کہ تلوگ تھل نہ کر سکو گے تلوگ
جاتے ہو یہ دارالعدل محض تم ہی لوگوں کے سبب سے بنا ہے کیونکہ تلوگوں کے
سوا اور کسی شخص پر کمال الدین کا فیصلہ قطعی نہیں سمجھا جاتا اگرچہ تمہارا بدولت
دارالعدل میں جانا پڑا تو میں نہایت سختی سے پیش آؤں گا جو جس جس سے تلوگوں
کسی بابت منازعت ہو آپس میں فیصلہ کر لو اور اسکو حسب طرح ہو سکے کچھ بے لاکر
راضی کرو" نور الدین محمود نے یہ سُن کر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور حاضرین
سے مخاطب ہو کر کہا اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے امراء آپ ہی انصاف کر لیا کرتے۔
ہیں اس سے پیشتر کہ وہ ہمارے حنفی میں آئیں۔ یہ واقعات اس کے عد
اسکی نیاست کی ایک ایسی نظیر ہے کہ جسکی نظیر نہ ہونڈہے سے بدقت یلگی۔ ابن
اشیر نے لکھا ہے کہ ایوانِ معدلت بنوانے کے باعث اسد الدین کے امراء ہوتے
قاضی کمال الدین نے ان لوگوں کی شکایت کی تھی والد اعلم۔

اس کے جتنے کام تھے وہ سب نیک نیتی پر مبنی تھے جو کام وہ کرتا تھا دینی
عرض اوسین ضرور پہنایا رہتی تھی ایک مرتبہ جزیرہ سے ایک بزرگ نے اسکو چوگان
کہیلنے کی بابت لکھتے ہیں کہ "تم گہوڑوں کو بلا فائدہ دینی تکلیف دیتے ہو میرے
نزدیک یہ لہو و لعب ہے اور منع ہے" نور الدین نے اس کے جواب میں اپنے

دست خاص سے ایک خط لکھا حسین اس نے لکھا تھا "والد محمد کو چوگان کہیلے پر کسی
 ہنرین آمادہ کیا سولہ اس کے کہ ہلوگ دشمنان خدا کے قریب ہوتے ہیں اور ہم
 معلوم ہنرین ہے کہ کرب ٹھکود ہوا کی ضرورت ہوگی اگر تم اپنے گھوڑوں کو ان کے
 ہتھانوں پر باندھ دینگے تو وہ سست ہو جائیں گے ضرورت کے وقت طول و
 طویل سفر نہ کر سکیں گے میں ہو و لعب یا طبیعت کے بہلانے کی نیت سے چوگان
 ہنرین کہیلتا ہوں بلکہ گھوڑوں کو محنت پر لگائے رکھتا ہوں تاکہ ضرورت کی وقت
 دھوکہ نہ دیں اور اپنے سوار کے قابو میں رہیں۔

اسکی شجاعت و مردانگی کی شہادت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ انگریزوں
 میں خود شریک ہوتا تھا فوج کو مرتب کرنا اور اپنے جہاد کی آیات پڑھنا اور انکا خود
 افسر اعلیٰ ہوتا تھا اور قبل لڑائی چہرے کے دھنوکے دو رکعت نماز پڑھتا اور مسجد
 میں جا کر جناب باری عز اسمہ سے دعا کرتا تھا بعد ازاں صفوں لشکر میں ایک جگہ
 لگا کر لشکر کو کھم کرنے کا حکم دینا اور آلات حرب سے مسلح ہو کر میدان جنگ میں
 جاتا تھا لڑائی میں نہایت درجہ کا ثابت قدم اور اس کے اصول سے خوب واقف تھا
 شوق شہادت میں دشمنان خدا کی صفوں میں بے خوف گھس جاتا تھا ایک روز
 امام قطب الدین نیشاپوری فقیہ شافعی نے کہا "والد تم بنفسہ لڑائی کے میدان
 میں جا کر اسلام و اسلامیوں کو خطرہ میں نہ ڈالو کیونکہ تم ان کے مامن و عباد ہو
 اگر عیاذ باللہ مگر کہ جنگ میں تم کام آگئے تو اسلامیوں کا کوئی محافظ و نشت پنا
 نہ بچا لگا ان کے کل بلاد عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائینگے" تو والدین محمود نے
 جواب دیا اے قطب الدین تم بڑے لکھے ہو کر ایسی باتیں کہتے ہو وہ محمود ایسا
 کہان کا جو الحمد ہے جسکی نسبت یہ بات کہی جائے مجھ سے پیشتر کسی نے بلاد اسلام
 کی محافظت کی ہے جس نے مجھ سے پہلے بلاد اسلام کی محافظت کی ہے وہی

میرے بعد کرے گا اللہ تعالیٰ کے قبضہ اقتدار میں سب کچھ ہے وہی اسکا محافظ و حامی ہے محمود ایسے سیکڑوں ہزاروں معرکہ جنگ میں کام آجائیں تو اسکی حفاظت و حمایت اسلام میں ذرہ بہرہ بھی فرق نہیں آسکتا قطب الدین آئندہ سے تم ایسی باتیں نہ کہا کرو میری یہ قوت تھی کہ میں بلاد شام و جزیرہ و مصر کو فتح کرتا ہیہ سب اللہ جل شانہ کی عنایت ہے اس نے اپنے ایک ناچیز بندہ کے ہاتھ سے ان بلاد کو فتح کرایا ورنہ محمود کس لایق اور کس شمار میں تھا۔

نور الدین محمود اپنے لشکریوں کے ساتھ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اگر ان میں سے کوئی زخمی یا بیمار ہوتا تھا تو اسکی تیمارداری اور عیادت کو اکثر خود جاتا تھا وہ اپنے لشکریوں کو تنخواہیں نہیں دیتا تھا بلکہ سبھوں کو جاگیریں دیئے ہوئے تھا جب ان میں کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہو جاتا یا انتقال کر جاتا تھا تو اسکی جگہ پر اس کے لڑکے اور بحالت عدم موجودگی اُس کے قریب ترین عزیز کو مقرر کرتا تھا اس کے دفتر شاہی میں ہر سپاہی اور امیر کا نام باقاعدہ فہرست میں درج تھا جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تھا تو اسکا نام درج کیا جاتا اور اسکی پرورش و تربیت کے لئے وظائف مقرر کئے جاتے تھے امیرون اور سپاہیوں کے نام اور انکی جاگیر و فکلی تفصیل اور ان کے آلات حرب و املاک کی مفصل فہرست اس کے دفتر شاہی میں موجود رہتی تھی۔ یہی سبب تھا کہ اسکا لشکر ظہر پیکر جان دینے اور جان لینے پر تلارہتا تھا اس نے اپنے عہد مہدلت مہدین تقریباً کل بلاد شام کو فتح کیا جزیرہ و مصر پر قابض ہوا حلب۔ حماہ۔ حمص۔ دمشق۔ مارین۔ شیرز۔ ہنچ وغیرہ کی شہر پناہیں بنوائیں اور حسب حاجت و ضرورت موقع موقع سے مضبوط مضبوط قلععات بھرت کثیر تیار کرائے اور ان کے مصارف کو بڑی بڑی جاگیریں دیں۔ یہ اپنی ذات فاس پر وہی صرف کرتا تھا جو اسکو مال

نور الدین (ال) جو دمشق میں فرما رہا تھا

غنیمت سے حصہ رسدی ملتا تھا اور بدایا و تحالیف جو اس کو اطراف و جوانب بلاد سے آتے تھے ان کو وہ جمع کرتا جاتا برس چیمہ مہینہ کے بعد اونکو فروخت کر کے ترتیب لشکر اور خریداری آلات حرب وغیرہ میں صرف کرتا تھا۔

مساجد اور مدارس کے بنوانے کا بیحد حریص تھا اس نے تمام حمالک محروسہ ہر شہر و قصبہ میں مدارس مساجد رشتہ خانہ سرایین بنوائیں حلب - حماہ - دمشق - حمص وغیرہ میں حنفیہ - مالکیہ - شافعیہ - حنبلیہ کے دارالعلوم قائم کئے اور ان میں بڑے بڑے نامی نامی علماء و فقہاء کو درس و تدریس کے لئے مقرر کیا حسن المحاصرہ فی احوال المصر والقاہرہ میں لکھا ہے کہ اس نے سلطان اسلام میں سب سے پہلے دمشق میں دارالحدیث بنوایا اور اس کے مدرسین و معلمین کی بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں ان کے علاوہ دیہات و قصبات میں یمینوں اور غریبوں کے پڑھنے کے لئے بھی مدارس قائم کئے اس کے عہد حکومت میں دمشق و شام مرکز علوم بنا ہوا تھا ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے شام میں بیان کیا ہے کہ شامہ ہجری میں مجھ سے مہولی اوفاف نے بیان کیا ہے کہ صرف دمشق و حلب میں نو ہزار دینار صورتیہ ہوا مساجد پر اور اٹھارہ ہزار دینار صورتیہ اس کے معلمین کی تنخواہیں صرف ہوتی ہیں حماہ و حمص کے مساجد و مدارس کا خرچ بالاجمال بائیس ہزار دینار صورتیہ، شیخ ابن ابوالقاسم عبدالرحمن بن الحسن بن الخضر ابن الحسن بن عبدان از دی دمشق نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود کل حاصل دمشق کو دمشق کے مساجد و مدارس پر صرف کرتا تھا نصف حاصل ضرر جامع مسجد کو دیتا تھا اور باقی نصف کے گیارہ حصے کرتا تھا دوحصہ مدرسہ حنفیہ و شافعیہ کے مقرر رہے باقی نو حصہ جامع قلعہ دمشق مسجد ابن عطیہ اندرون دروازہ جائے مسجد ابن کبیر محلہ فسقار مسجد سوق الراصین مسجد سوق صاعہ مسجد البطنخ۔

مسجد عباسی محلہ سوق احد مسجد نور الدین بجوار سبۃ الیہود جامع الصالحین جبل قاسیو
 کے مصارف میں صرف ہوتے تھے ان کے علاوہ اور جو دمشق کے محلات میں چھوٹی
 چھوٹی مسجدیں تھیں ان کے صرف کے لئے جداگانہ مواضع وقف تھے لیکن جامع
 مسجد کا صرف اس کے آنکھوں میں کہنگ ما تھا اور اسکو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ
 جس قدر اس مسجد پر وقف ہے اوس سے دو چند دوسرے اوقات سے صرف کیا جاتا
 اور ایک شے کا وقف دوسرے موقع پر خرچ ہوتا ہے چنانچہ اس امر کے تحقیق کیلئے پچھنشدہ اسیسین
 صفر ۵۵۴ھ کو قلعہ دمشق میں قاضی رکن الدین ابوالحسن علی بن محمد بن یحییٰ قرشی
 فقیہ شیخ شرف الدین بن ابی عمرو خطیب عز الدین ابوالبرکات بن عبد
 امام عز الدین ابوالقاسم علی بن الماسح فقہار شافعیہ اور شرف الدین ابوالقاسم
 عبد الوہاب بن عیسیٰ مالکی و شرف الاسلام نجم الدین عبد الوہاب حبلی اور رواد
 و شوق سے رضی الدین ابوالغالب عبد المنعم بن محمد بن اسد تہمی و نظام الدین
 ابوالکرم بن ابی المضاہی و وزارت و عبد الصمد بن تیم و عبد الوہاب
 بن ہلال و صابن ابوالحسن وغیرہم کو بلوایا اور ان لوگوں سے یہ سوال کیا کہ
 ”مسجد جامع دمشق کے لئے جس قدر وقف ہے اوس سے دو چند اس میں صرف
 ہوتا ہے اور یہ کمی اور مصالح کے اوقات سے پوری کی جاتی ہے کیا یہ
 جائز ہے کہ ایک مد کا وقف دوسرے کام میں صرف کیا جائے ؟ ہر شخص اپنے
 علم و یقین سے جو کچھ جانتا ہو بیان کرے جو شخص دوسرے شخص کا بیان
 یا اسکی شہادت سن کر ساکت ہو جائے گا وہ اسکا مصدق و موید سمجھا جائیگا
 اور اب آئندہ سے وہی معمول ہوگا جس پر تلوگ اتفاق کرو گے“ اس کے بعد
 نور الدین متولی ہا و قاف کو طلب کر کے مصارف اوقات کی فہرست کو تفصیل
 پیش کر دیا حکم دیا صابن و ابن تیم و ابن ہلال نے کہا سوق مسجد جو ماذنہ غریبہ کے

بیچے متصل بیازستان ہے جامع مسجد کے اوقاف سے نہیں ہے بلکہ وہ عام مسلمانوں کے مصالح کے لئے وقف کیا گیا ہے اور اب اس کے محاصل جامع مسجد میں صرف ہو رہے ہیں حاضرین نے اس قول کی تائید کی۔ اس طرح بعض بعض قوم پر بعض حاضرین نے یہ اعتراض کیا کہ یہ رقوم سرائین اور مساجد کی موقوفات سے ہیں اور اب یہ مسلمانوں کے اور کاموں میں صرف کئے جاتے ہیں اور بعض نے انکی تائید کی تو رالدین نے اسکو تسلیم کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ میرے نزدیک بوقت ضرورت ان اوقاف کے رقوم اسے مسلمانوں کے اہم مصالح میں صرف کرنا جائز ہے کیونکہ مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کے غرض سے شہرِ پناہ دمشق بنوائے اور ثغورِ مسلمین کی تحفظت ضروریات سے ہے قاضی شرف الدین عبد اللہ مفتی مالکی نے بلا قید اس کے جواز کا فتویٰ دیدیا لیکن شیخ شرف الدین بن ابی عمرو شافعی نے اس سے اختلاف کیا اور یہ کہا کہ ”موقوفات مسجد یا کسی وقف معین کا اس کے غیر محل پر صرف کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بیت المال میں کچھ نہوایا ہو اور اس کے خرچ کر دینے سے بیت المال کے ضعف کا خیال ہو اور ضرورت شدید ہو تو بطور قرض کے موقوفات معین و مخصوص کا دوسرے محال پر صرف کر دینا جائز ہے اور اس کا ادا کرنا بیت المال سے واجب ہے“ آئیمہ حاضرین نے اس رائے سے اتفاق کیا اور ایک محضر لکھا گیا جس پر حاضرین سے دستخط کرائے گئے اور اسی مسئلہ مفتی بہا پر عمل درآمد شروع ہوا۔

اس کی مجالس میں سوائے علماء و فضلاء و عمائدین اسلام کے کسی شریکی صورت نہیں دکھائی دیتی تھی سوائے ذکر خیر کے اور کوئی تذکرے نہیں کئے جاتے تھے مسلمانوں کی بیہودگی کی فکون۔ جہاد کے مشورے ہر وقت ہوتے رہتے تھے اور جب اس سے فراغت ہوتی تھی تو ایک وقت خاص پر حدیث شریف کی

سماعت اور کبھی قرأت بھی کرتا تھا اور اسی کے مطابق عمل درآمد کرتا تھا شیخ ابوالبرکات حسن بن محمد بن ہیثم الدبیان کرتا ہے کہ ”ایک روز میں اپنے چچا حافظ ابوالقاسم مورخ تاریخ دمشق رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ نور الدین کی مجلس میں حدیث سنے لگا گیا اتنا حدیث میں بیہ ذکر آگیا کہ آنحضرت (صلعم) تلوار لٹکائے ہوئے نکلے اس سے نور الدین نے ایک ایسی بات پیدا کی جس کا لوگوں کو خیال تک نہ گزرا اور اس نے شیخ محدث سے تعجباً نہ دریافت کیا گیا آنحضرت (صلعم) تلوار کو لٹکاتے تھے باندھتے نہ تھے ہ شیخ نے کہا ہاں! دوسرے دن میں قلعہ کی طرف اسی امر کے دیکھنے کو گیا نور الدین اور اس کے کل لشکر تلوار حمال کئے ہوئے نکلے اور اس سے پیشتر تلوار کو کمر سے باندھنے کا رواج و دستور تھا۔

اس کے ذاتی اوصاف سے جو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ برخلاف اور سلاطین اسلام کے اسلحے اپنے نام کے ساتھ طول و طویل القاب اور ارق تقریبی الفاظ کے لکھنے کی مالیت کر دی ہوتی جو اس میں موجود ہوتے مساجد میں ممبروں پر نام کے ساتھ لمبے چوڑے القاب اور چکنے چوڑے الفاظ ذکر کرنے کی عام مالیت ہوتی شیخ کمال الدین ابوالقاسم عمر ابن احمد بن ہیثم الدبیان بن ابی جراد قلعہ تاریخ حلب میں نقل کیا ہے کہ بڑے بڑے شیوخ مثلاً ابوالفضل والبرکات حسن والی منصور عبدالرحمن پسران عبداللہ محمد بن الحسن بن ہیثم الدبیان نے اس واقعہ کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے وہ خط اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو وزیر خالد بن محمد بن نصر ابن صغیر قیسرانی نے نور الدین کو اس بارہ میں جواباً لکھا تھا اور پھر نور الدین نے خط کی پیشانی پر جو دو چار سطریں لکھی ہیں اول کو بھی ہم نے دیکھا ہے صاحب کتاب الروضتین نے لکھا ہے کہ نور الدین نے ابن قیسرانی کو ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا کہ ابن

نور الدین حرود (۱۳) کا ترجمہ نمبر (۱)

قیسراتی وہ الفاظ دعائیہ لکھ کر بھیج دے جنکو ممبروں پر خطیب پڑھیں اور ان میں نہ تو خشو و زوائد ہوں اور نہ ایسے الفاظ و اوصاف ہوں جو حالت موجودہ کے خلاف اور صریح کذب ہوں، خالد نے اس کے جواب میں ذیل کا خط لکھ کر نور الدین کے پاس بھیج دیا۔

اعلیٰ اللہ قدر المملوک فی الدارین و بلغہ امالہ فی نفسہ و ذریتہ و ختم لہ بالخیر فی العاجلۃ و الآجلۃ بمنہ وجودہ و فضلہ و حمدہ۔ وقف المملوک علی الرقعة تضاعف دعا و اہتہ الہ الی اللہ تعالیٰ بان یرضی عنہ و عن والدیہ و ان سہل لہ

سہ ترجمہ اللہ تعالیٰ و امین میں آقا کی قدر زیادہ کیے اور اس کے اور اس کے ذریات کے مقاصد پر پہنچا دے اور اپنے احسان و وجود و فضل و حمد کے وسیلے اس کا بالفعل و آئندہ خاتمہ بخیر کرے خادم آپ کے خط سے مطلع ہوا اللہ زیادہ کرے دعا و عزت او ایسے کاموں کے کرنے کی توفیق دے جس سے اللہ اس سے اور اس کے والدین سے راضی ہو اور اپنے طریقِ حضاہ پر چلنے اور راہِ تقرب پر سلوک اور اوس تک فایز ہونے کی ہدایت کرے بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے خادم کی راجہ جسکی علم اشرف ہدایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا شرف زیادہ کرے یہ ہے کہ خطیب ممبر آقا کے دعوے کے وقت یہ کہہ کر رولے خدا اپنے بندہ کی اصلاح کر جو تیری رحمت کا محتاج ہے اور تیری ہیبت سے خالیف ہے اور تیری قوت سے وابستہ ہے اور تیری راہ میں لڑنے والا اور تیرے اعدا و دین سے جھگڑنے والا ہے وہ کون ہے؟ ابو القاسم محمود بن زنگی بن آق سنقر ناصر امیر المومنین، کیونکہ یہ کل الفاظ ایسے ہیں جن میں نہ کذب ہے اور نہ کچھ زیادتی ہے اور آئندہ رولے والا اعلیٰ و اشرف ہے انشاء اللہ تعالیٰ

السلوك الى رضاك والقرب منه والفوز عندك انه على كل
 شيء قد يرأى المملوك ما يعرضه على العلم الا لشرف زادة^۲ لله
 شرفاً وهو ان يذكرك الخطيب على المنبر اذا اراد الدعا
 للمولى^۲ اللهم اصلح عبدك الفقير الى رحمتك الخاضع
 لهيبتك المعتصم بقوتك المجاهد في سبيلك الم رابط
 لاعلاء دينك ابا القاسم محمود بن زنگي بن آقسنقر ناصر
 امير المومنين فان هذا جميعه لا يدخله كذب ولا
 زياده والراى على واسمى انشاء الله تعالى^۲

نور الدين محمود نے اس خط کی پیشانی پر عبارت ذیل لکھ کر واپس کر دیا
 اور یہ حکم دیا کہ ایک گشتی حکم کے ساتھ تمام ممالک محروسہ کے خطیبوں کے پاس
 پہنچا دیا جائے تاکہ آئندہ سے وہ انہیں الفاظ کے ساتھ ممبروں پر سکا
 نام لیا کریں وہ ہو نہا۔

”مقصودى ان لا يكذب على الميرانا بخلاف كل ما يقال
 لا افرح بما لا اعمل الذى كعبته جيد الكتب به نسخ ونسب
 الى جميع البلاد وزد في الدعاه هذه الا لفاظ اللهم اراد
 الحق اللهم اسعدك اللهم النصره اللهم وفقك“

اس ترجمہ میرا مقصود یہ ہے کہ ممبر پر جو ٹ نہ بولا جائے میں برعکس اس کے ہوں
 جو اکثر بیان کیا جاتا ہے میں اس سے خوش نہیں ہوتا جو میں نہیں کرتا۔ جو تو نے
 لکھا ہے مناسب ہے متعدد نسخے لکھ کر جمیع بلاد کی طرف روانہ کر دے اور دعائیں
 ان الفاظ کو اور زیادہ کر دے، لے اللہ کو حق دیکھا لے اللہ اسکو نیک کر لے
 اللہ اسکی مدد کر لے اللہ اسے توفیق دے۔

اس نے اپنے لشکر میں طبل اور کرنا وغیرہ کا بجانا موقوف کر دیا تھا اپنے برگزیدہ
اسلام کی طرح تکبیر و تہنیز اپنی فوج کو لڑاتا تھا اس کے لشکر کا نشان سیاہ تھا جو خلفاء عظام
کے شعار سے ہے اور اسپر کلمہ توحید کلماتوں سے کڑھا ہوا تھا۔ صلوٰۃ خمسہ اور تہجد کا
پابند منکرات شرعیہ سے محترز اور کامصدق دل سے مطیع تھا نماز پڑھنے کو ہمیشہ مسجد میں
جاتا اور ہر شخص سے بے تحلف ملتا جلتا تھا اس کے دسترخوان پر اکثر جو کی روٹیاں
یا کبھی گھیون کی خمیری روٹیاں اور گوشت ہوتا تھا کبھی کبھی صرف اوبلے ہوئے
گوشت اور سرکہ پر اکتفا کرتا تھا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نور الدین سرخ رنگ طویل لقا
کشادہ پیشانی، حسین برت و جیبہ تھا آنکھیں کی ٹری اور سیاہ ہتھکنڈے اسی نہایت
کم تھی صرف زرخندان میں تھوڑے سے بال تھے بدن پر گوشت اور سر پڑا خذہ روٹھا
عقل فراست کے آثار اس کے چہرہ نمایاں تھے، ذہین، فہیم اور خزیات سابل، مہربان
بخوبی واقف تھا۔ اس نے اپنی تمام عمر میں صرف ایک شادی روضہ خاتون بنت
سے کی اور اس کے بطن سے ایک لڑکا الملک الصالح پیدا ہوا اور ایک لڑکی شمس النساء پیدا
ہوئی۔ اس کی تمام آرزو یمن اس کے مرنے کے وقت تک قریب قریب پوری ہو چکی
تھیں عیسائیوں کو اس نے شام سے نکال دیا تھا مصر پر قبضہ کر چکا تھا ضرباتی کیا تھا ایک
بیت المقدس جس کی فتح کی آرزو اپنے دلمین لیگیا اور اس کو اس کے بعد ح الد
نے پورا کیا۔

سلام امر الفتح قوم اولون
حازہ بالنصر قوم اخراون

یعنی

فتح کے کام کو پہلے لوگوں نے شروع کیا + اور محاسن کیا فتح کو پہلے لوگوں نے



ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد سیوم

یہ حصہ اسلامی تاریخ کی جان مسلمانوں کا بین الاقوامی ہے۔ اس میں
نیریز برج نبوت مہر سہر رسالت ختم رسل مادی سہل محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔ تربیت۔ نبوت۔ معراج۔ ہجرت۔ غزوات۔ انتقال۔
پہنیز و تکفین۔ بعثت اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی ردّت و فتوحات کے
نہایت صحیح معیج واقعات کمال بسط و تفصیل و تحقیق سے درج کئے گئے ہیں۔ اُردو زبان کی
اس ترجمہ کو کیا اور خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ اس میں سول عری (صلام) کے حالات جو آج سے چودہ
برس پیشتر عرب کے سرزمین میں واقع ہوئے ہیں نہایت تحقیق سے قلمبند کئے گئے ہیں اور واقعات
مذکورہ بالا کے محقق ہونے کی شہادت میں اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ یہ حصہ علامہ ابن خلدون
مغربی کی محترم تاریخ عربی کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے سفید چکنا کا غذائیں مایہ ساز ہیں صفحہ
سے زاید کا حجم قیمت بلا محصول عمصر

المشتہر حامد حسین مالک سالہ الاسلام الہ آباد

صلاح الدین یو فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جس میں سلطان صلیبیوں کی ولادت تعلیم تربیت خصایل عادت۔
اور ان کی فتوحات اور عیسائی دنیا کے مقابلہ و فتح بیت المقدس کے
تفصیلی حالات نہایت تفصیل بسط سے مورخانہ حیثیت سے بقدر سہ و ماہ لکھے گئے ہیں نظر ہر ایک
شخص کی سوانح عمری معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت ایک صدی کی صلیبیوں کے اسلامی لڑائیوں کا نقشہ ہے۔
عربی کی محترم تاریخ ابن خلدون کی تاریخ کامل کتاب ارضیتین فی اخبار الدینور فتح القسمی نوادر
سلطانیہ حسن المحامرہ و تاریخ دول الاسلام وغیرہ وغیرہ کی ماخذ ہیں اور بعض مقامات پر
انگریزی و فرانسیسی سوانح سے بھی فائدہ لیا ہے حجم دو صفحات سے زاید سفید چکنا و لایقی
کا غذ قیمت بلا محصول عمصر

المشتہر حامد حسین مالک سالہ الاسلام الہ آباد۔ نمبر ۲۶ محلہ سہر بندہ۔

